فضائل حضرت
سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مرتبہ
صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
شعبہ نشر و اشاعت
میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ
ضلع شیخوپورہ پاکستان
3927
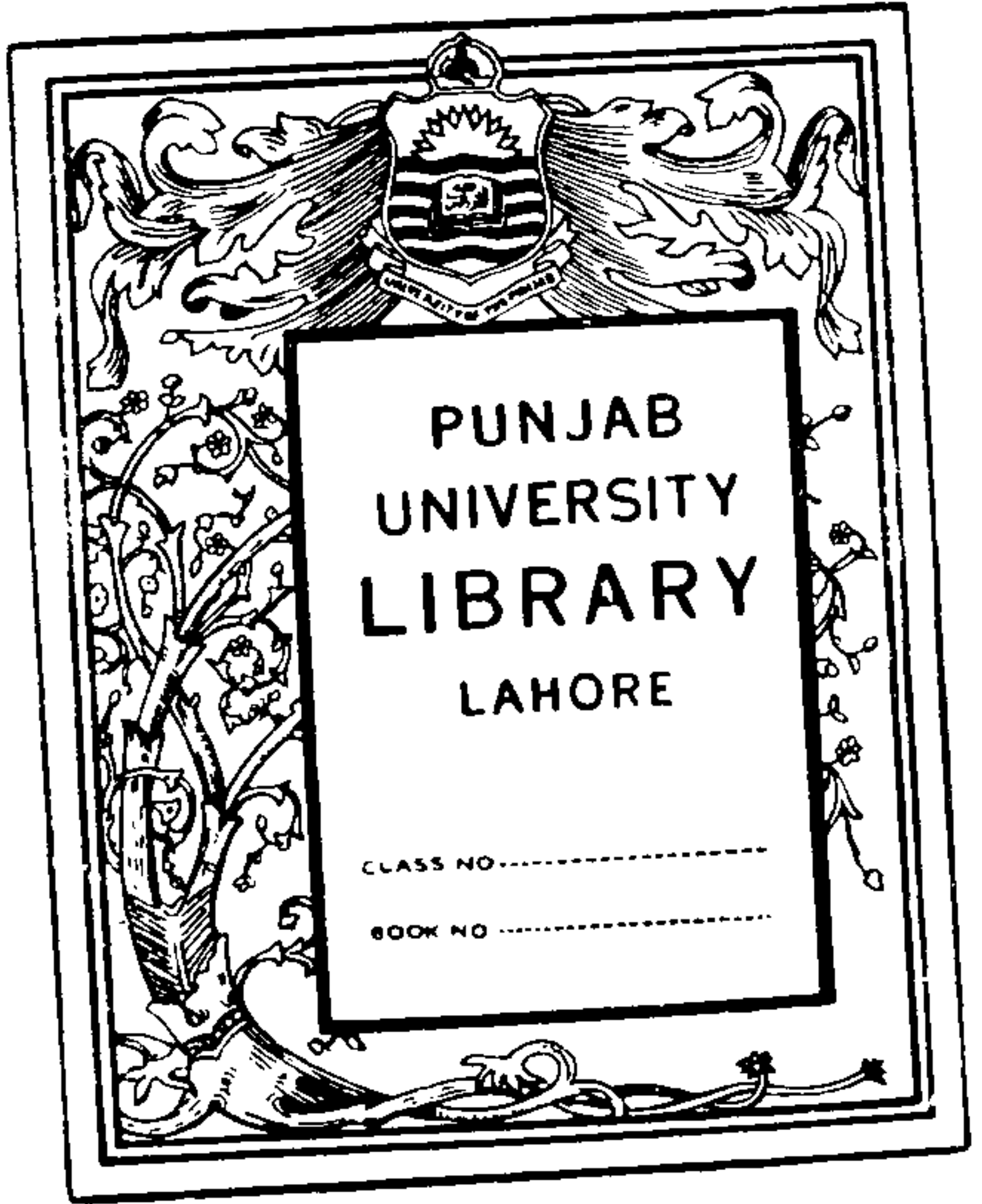
فضائل

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مقالہ نگاران

ابوالاحسن محمد محبوب الٰہی رضوی

ملک محمد خدا بخش ٹوانہ (مرحوم)

مرتب

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

شعبہ نشر و اشاعت

دار المبلغین حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ملنے کا پتہ

صاحبزادگان میاں خلیل احمد، میاں سعید احمد، میاں جلیل احمد شرقپوری شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

جامع مسجد شیر ربانی اکبر روڈ چوک ناخدا وسن پورہ لاہور

نام کتاب	فضائل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
ترتیب	صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
مطبع	جے۔ بی پریس گوالمنڈی لاہور
ناشر	شعبہ نشرواشاعت دار المبلغین حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ شرقپور شریف

بار اوّل	ایک ہزار	۱۹۷۹ء
بار دوم	دو ہزار	۱۹۸۰ء
بار سوم	دو ہزار	۱۹۸۱ء
بار چہارم	ر باضافات جدیدہ) ایک ہزار	
قیمت	۱۵ روپے	

ملنے کا پتہ

۱۔ مکتبہ نور اسلام شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

۲ جامع مسجد شیر ربانی اکبر روڈ مدینہ چوک وسن پورہ لاہور ۵

فہرست مضامین فضائل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضؓ

نمبر	مضمون	مصنف	صفحہ
۱	حرف آغاز	از صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری	
۲	پیش لفظ	از " " "	۴
۳	نعت بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم	از حضرت حسان بن ثابت رضؓ	۵
۴	منقبت در شان حضرت سیدنا صدیق اکبر رضؓ	" " "	۶
۶	امام الاصفیاء حضرت ابوبکر صدیق رضؓ	از ابوالاحسن محمد محبوب الٰہی رضوی	۷
۷	نقشبندیہ کے شیخ اوّل پر ایک طعن کا بطلان	از ملک محمد خدا بخش ٹوانہ مرحوم	۱۰۷
۸	حضرت سیدنا صدیق اکبر رضؓ اور عشق رسول ﷺ	از ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی	۱۲۱
۹	فضائل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضؓ شیعہ کتب کی روشنی میں	از ابوالاحسن محمد محبوب الٰہی رضوی	۱۴۲
۵	منقبت " " "	از غلام رسول ازہر	۱۷۲
۱۰	خطبات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضؓ		۱۷۵
۱۱	وصایا		۱۷۸

محسنِ انسانیت سیدالمرسلین، رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے سب سے بڑے محسن اور معلم رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ تربیت سے مستفیض ہونے والے صحابہ کرام روشن ستاروں کی مانند ہیں لیکن سیدنا صدیق اکبرؓ وہ نیرِ تاباں ہیں جو انبیائے کرام کے نفوسِ قدسیہ کے بعد پوری نسلِ انسانی میں اپنی تابندگی اور درخشندگی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے وہ معلمِ انسانیت کی تعلیم و تربیت کا عظیم شاہکار ہیں آپ کے فیضانِ روحانی کے امین ہیں۔ حضور کے رفیق اور مخلص جاں نثار خادم ہیں۔

آپ کے مناقب اور فضائل حیطہ تحریر میں لانے سے قلم قاصر ہے۔ اور تاریخ اسلام بلکہ پوری تاریخ عالم کا یہ عجیب غریب واقعہ ہے کہ صرف دو برس کے عرصے میں انتہائی نازک اور ناساعد حالات میں، عزم و اخلاص کا پیکر وہ عظیم کارنامے انجام دیتا ہے کہ محققین اور مؤرخین حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔ اس معمولی عرصے میں بڑے بڑے فتنوں کی قلع قمع کرکے قرآن حکیم کی تدوین کا عظیم کارنامہ انجام دے کر، نہ صرف یہ کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے سلطنتِ اسلامی کی تحفظ و بقا کا فریضہ انجام دیا بلکہ اس کی بنیادوں میں اپنے عزم و اخلاص سے، وہ استحکام پیدا فرمایا کہ چند برسوں کے بعد ہی سلطنتِ اسلامی بائیس لاکھ مربع میل تک وسیع ہو گئی۔

سیدنا صدیق اکبر کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کرنے کے لیے چند مقالات علمی کا انتخاب ہدیہ قارئین ہے۔ یہ انتخاب کس قدر معیاری اور علمی ہے اس کا اندازہ قارئین حضرات ان مقالات کا مطالعہ کرکے خود کریں گے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ نئی نسل کو سیدنا صدیق اکبرؓ کی عظمت و شان اور ان کے عزم و اخلاص سے آگاہ کیا جاتے۔ تاکہ سوزِ صدیقؓ اور حرارتِ ایمانی سے ہمارے نوجوان سرشار ہو کر عزمِ صمیم سے کام لے کر ملی خدمات انجام دے سکیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے حبیب پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے میری اس ناچیز کوشش کو شرف قبول عطا فرمائیں۔ آمین

ناشکر گزاری ہوگی اگر میں ان مخلصین کا ذکر نہ کروں، جنہوں نے اس سلسلے میں بھرپور تعاون فرمایا۔ ترتیب و اصلاح اور طباعت میں میری مدد کی بالخصوص ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، حکیم محمد موسیٰ امرتسری، محمد اشرف قدسی، صوفی غلام سرور کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں دینی اور دنیوی نعمتوں اور سعادتوں سے نوازے۔ آمین

میاں جمیل احمد شرقپوری۔

—— خادم آستانہ عالیہ شرقپور شریف،

بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ

اے اللہ کے محبوب! میری آنکھ نے آج تک تجھ سے زیادہ حسین نہ دیکھا ہے، (نہ دیکھے گی)

وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور کسی عورت نے تجھ سے زیادہ جمیل بچہ پیدا نہیں کیا

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

تجھے ہر عیب سے پاک اور مُبرّا پیدا کیا گیا ہے

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

گویا آپؐ کو خود آپؐ کی منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا رَءُوْفًا

اے رسولِ خدا کے دشمن! تُو نے برائی کی ہے، کس کی؟ محمّد کی، جو سراپا کرم اور نوازش ہیں

رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

جس نے ہر ایک پر مہربانی کی ہے، جو اللہ کا رسول ہے، اور جس کی عادتِ پاک ہی وفا کرنے کی ہے۔

رَجَوْتُكَ يَابْنَ اٰمِنَةَ لِاَنِّيْ

اے آمنہ کے لال، میں نے تیری تمنا کی ہے،

مُحِبٌّ وَالْمُحِبُّ لَهُ الرَّجَاءُ

میں محبت کرنے والا ہوں اور ہر محبت کرنے والے کی ایک تمنا ہوتی ہے

— شاعرِ دربارِ رسالت حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ

شانِ حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں

ماخوذ از شرح دیوان حضرت حسان بن ثابت الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ از عبدالرحمٰن البرقوقی مطبوعہ مصر ۱۹۲۹ء صفحہ ۲۹۹

اِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ اَخِيْ ثِقَةٍ ۔۔۔ فَاذْكُرْ اَخَاكَ اَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

اَلتَّالِيَ الثَّانِيَ الْمَحْمُوْدَ شِيْمَتُهُ ۔۔۔ وَاَوَّلَ النَّاسِ طُرًّا صَدَّقَ الرُّسُلَا

وَالثَّانِيَ اثْنَيْنِ فِي الْغَارِ الْمُنِيْفِ وَقَدْ ۔۔۔ طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ اِذْ صَعَّدَ الْجَبَلَا

وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا ۔۔۔ مِنَ الْبَرِيَّةِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ رَجُلَا

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَتْقَاهَا وَاَرْاَفُهَا ۔۔۔ بَعْدَ النَّبِيِّ وَاَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

ترجمہ

اگر تو اپنے معتمد بھائی کا غم یاد کرے — تو اپنے بھائی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارنامے یاد کر۔

ترتیب درجات میں آپ دوسرے ہیں۔ آپ کی خصلت ستودہ اور قابلِ ستائش ہے۔ آپ رسولوں کی تصدیق کرنے والوں میں تمام انسانوں پر شرف سبقت رکھتے ہیں۔

اس عظیم بلند غار میں جب ثانی اثنین تشریف فرما تھے اور دشمن پہاڑ پر غار کے ارد گرد سرگرداں تھے

آپ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں اور سب جانتے ہیں کہ پوری مخلوق میں محبوبیت کے اس درجے پر کوئی شخص فائز نہیں ہوا۔

جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر سب سے زیادہ متقی ہیں اور سب سے زیادہ رافت کے پیکر ہیں اور سب سے بڑھ کر اپنے فرائض کو انجام دینے والے ہیں۔

حاشیہ

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ کی یہ تعریف محض شاعرانہ نہ تھی حقیقت پر مبنی تھی۔ واقعی پوری نوعِ انسانی میں۔ عشقِ رسول اور تصدیقِ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم پایہ کوئی نہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ جب رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اشعار سماعت فرمائے تو فرطِ محبت سے خندہ فرمایا اور ارشاد مبارک ہوا:-

"صَدَقْتَ يَا حَسَّانُ — هُوَ كَمَا قُلْتَ"

(اے حسان! تو نے سچ کہا۔ صدیق واقعی ویسا ہی ہے جیسا تم نے کہا۔)

آپ کے اس فرمان نے سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدیم النظیر جذبۂ عشقِ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مہرِ توثیق ثبت کر دی ہے تاکہ قیامت تک آنیوالی نسلِ انسانی سوزِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے قلب و روح کو گرماتی رہے۔

امام الاصفیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ابوالاحسن محبوب الٰہی

تعارف

اللہ تعالےٰ نے جب اپنے پیارے حبیب پاک حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کو آخری رسول کی حیثیت سے مبعوث فرمایا تو آپ پر سب سے پہلے بلا تردد ایمان لاکر ایمان کا اظہار کرنے والی پُروقار و باثر شخصیت آپ ہی کے بچپن کے ساتھی، سفر و حضر کے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو شروع سے ہی آپ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے زمانہ قبل از اسلام میں بھی نہایت پاکیزہ سیرت، متقی اور بلند اخلاق تھے۔ اس زمانہ میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح کبھی شراب نوشی نہ کی کبھی بتوں کے آگے سر نہ جھکایا بلکہ بچپن میں ہی بُت شکنی فرمائی۔ آپ کے فضائل و کمالات قبل از اسلام و بعد از اسلام اتنے ہیں کہ جن کا احاطہ ناممکن ہے۔ مختصراً یہ کہ اُمت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں ہر خوبی میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے محب و محبوب بھی ایسے کہ کوئی ثانی نہیں۔ فنافی الرسول کا وہ مقام کہ قول و فعل بلکہ صورت و سیرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ممکن مماثل آپ ہی ہیں۔

آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ اسم مبارک عبداللہ (نووی) کنیت ابوبکر اور بوجہ حسن و جمال و بارشاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کہ جس نے دوزخ سے آزاد شدہ کو دیکھنا ہو ابوبکر کو دیکھے"۔ الحدیث) عتیق کے لقب سے ملقب ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر موقعہ پر تصدیق کرنے کی بناء پر صدیق کا لقب بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلیفۃ رسول اللہ کے خطاب سے مشرف ہوئے اور یہ جملہ القاب آپ کی ذات اطہر کے لئے مخصوص ہیں۔ آپ قریش کی معزز شاخ بنی تیم کے فرد ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مرہ کے درمیان چھ آباؤ اجداد ہیں۔ اور اس طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مرۃ کے درمیان بھی چھ آباؤ اجداد (تاریخ مسعودی ص ۱۲۵)

آپ کی والدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ ہیں (مسعودی) جو

آپ کے والد کے چچا کی بیٹی تھیں کنیت اُم الخیر تھی۔ [1]

عمر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً اڑھائی سال چھوٹے تھے تجارت کرتے تھے جو خاندانی پیشہ تھا اور معاشرہ میں قریش کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے خون بہا کا فیصلہ کرنے کے مجاز آپ ہی تھے جو قریش کے نزدیک واجب العمل تھا جود و سخا، صداقت، مہمان نوازی غرضیکہ ہر خوبی سے آپ مشرف تھے اور دوست دشمن سبھی اس کے معترف تھے۔

حلیہ بلند و بالا قد۔ رنگ گندم گوں سفید۔ دبلے پتلے۔ داڑھی گھنی۔ پیشانی ابھری ہوئی۔ دونوں رخسار بھرے ہوئے۔ [2]

حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے مطابق ترسیٹھ ۶۳ سال کی عمر پا کر ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو واصل بحق ہوئے اور اپنی جگہ حضرت عمر فاروق اعظم کو اپنا خلیفہ مقرر فرما گئے۔ جو امیر المومنین کے لقب سے ملقب ہوئے اور جملہ صحابہ کرام و مومنین نے ان کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔

مسلم اوّل محدثین کی کثیر جماعت نے یہ تسلیم کیا ہے کہ سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ایمان لائے۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سب سے پہلے اسلام کون لایا؟ تو انہوں نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر فرمایا کیا تم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا قول نہیں سنا؟ [3]

اذا تذکرت شجوامن اخی ثقۃ	اگر تو اپنے معتمد بھائی کا غم یاد کرے
فاذکراخاک ابابکر بما فعلا	تو اپنے بھائی ابوبکر کے کارنامے یاد کر
خیرالبریۃ اتقاھا واعدلھا	جو نبی کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر سب سے زیادہ متقی
بعدالنبی واوفاھا بما حملا	عادل اور اپنے فرائض انجام دینے والے
والثانی التالی المحمود مشھدہ	غار میں رسول کے ساتھ رہنے کا فخر انہیں حاصل ہے
واول الناس منھم صدق الرسلا	اور انہوں نے ہی سب سے پہلے رسول کی تصدیق کی [3]

---

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی اردو ص ۴۰ [2] اکمال فی اسماء الرجال

[3] فضائل الشیخین۔ تاریخ الخلفاء بحوالہ طبرانی۔ سیرت صدیق اکبر علامہ محمد رضا مصری

علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا۔ ؎

آن امنّ الناس بر مولائے ما | آن کلیم اوّل سینائے ما
ہمتِ او کشتِ ملّت را چو ابر | ثانیٔ اسلام و غار و بدر و قبر

مشہور شاعر ابو محجن ثقفی نے یوں اظہار کیا۔ ؎

وسمیت صدیقا وکل مہاجر | اے ابوبکر آپ کا نام صدیق رکھا گیا یہ اتنا اچھا نام ہے
سواک یسمی باسمہ غیر منکم | کہ ہر مہاجر بڑے شوق سے یہ نام رکھے گا۔
سبقت الی الاسلام واللہ شاھد | اللہ شاہد ہے کہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے اور
وکنت جلیسا فی العریش المشہر | اس وقت اسلام لائے جب آپ مشہور چھپر میں بیٹھے تھے[1]

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب احبار سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا سبب ایک وحی آسمانی تھا۔ وہ ملک شام میں تجارت کیا کرتے تھے انہوں نے وہاں ایک خواب دیکھا جس کو بحیرہ راہب کے سامنے بیان کیا اس نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے اور کون سے قبیلے سے ہو؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ مکّہ کا رہنے والا قریشی تاجر ہوں۔ اُس نے کہا تم نے اللہ کی طرف سے ایک سچّا خواب دیکھا ہے۔ تمہاری قوم میں ایک نبی ہوگا تم اس کے وزیر ہوگے اور پھر خلیفہ ہوگے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات پر اسی خواب کا تذکرہ فرما کر دعوت اسلام دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلا تردّد اسی وقت اسلام قبول کر لیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کو بوسہ دے کر عرض کیا۔ اشھد انک رسول اللہ۔" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں[2]

یہ مضمون حملہ حیدری کے شیعہ مصنف نے بھی بہ تغییر الفاظ نقل کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق مجھ سے چار باتوں میں سبقت لے گئے کہ مجھے نہ ملیں
۱۔ اسلام پہلے آشکار کیا ۲۔ ہجرت کی ۳۔ حضور اکرم کے یار غار ہوئے ۴۔ نماز قائم کی۔

---

[1] سیرت صدیق اکبر رضا مصری ص ۵۔
[2] تفسیر آیات قرآنی ص ۴۸۵۔

میمون بن مہران نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تو بحیرہ راہب کے زمانہ میں ہی اسلام لا چکے تھے حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے (ابو نعیم) ۱
بلکہ جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہ پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ کو آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں تو اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ ۲

شیعی مفسر علامہ طبرسی نے "السابقون الاولون من المہاجرین والانصار" کے تحت لکھا کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں اور ان کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پیشتر ابو بکر صدیق ہی ایمان لائے ۳۔
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چند لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے خود بھی فرمایا الستُ اَوّلَ من اَسلم ۴
کیا میں وہ نہیں جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ۵
ابن عساکر حارث سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں پہلے لوگوں میں اسلام لانے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں ۶
خیثمہ بسند صحیح زید ابن ارقم سے نقل کرتے ہیں پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۷
ابن سعد ابن اروی دوسی صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ پہلا شخص جو اسلام لایا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ۸

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بلا تردد فوراً اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دلائل اور آثار بعثتِ رسول اللہ پہلے تحقیق کر چکے تھے۔ ۔ ۔ ۔
پھر بروایت میسرہ (حضرت عباس کے آزاد کردہ غلام) سے نقل کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبی آواز آتی تھی: یا محمد! یہ بات انہوں نے قبل بعثت رازدارانہ طور پر ابو بکر سے بیان کی جو کہ ان کے دوست صادق تھے ۹

---

۱ تاریخ الخلفاء ص ۴۵ ۲ بیہقی و ابو نعیم بحوالہ البدایۃ والنہایۃ ابن کثیر ۳ (ابن عساکر)
۴ ترمذی جلد دوم ۵ تاریخ الخلفاء ص ۴۴ ۶ ایضاً
۷ ایضاً ۸ ایضاً ۹ ایضاً ص ۴۸

مُبلّغِ اوّل

اُمّتِ محمّدیہ میں یہ شرف خصوصی بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی حاصل ہُوا کہ سب سے پہلے تبلیغ اسلام (حضور اکرم کے بعد) آپ نے ہی فرمائی۔ آپ کی تبلیغ و ترغیب کے نتیجے میں عشرہ مبشرہ[1] میں سے اسلام کی پانچ بزرگ ترین ہستیاں (اور کئی قریشی مشرف با سلام ہوئے

آپ نے ہی سب سے پہلے اپنے مکان پر مسجد بنائی جہاں سے تبلیغ اسلام جاری رہی بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ کی موجودگی میں سب سے پہلا خطبہ تبلیغی آپ ہی نے دیا جس پر قریش سیخ پا ہو کر آپ پر ٹوٹ پڑے اور زدوکوب کیا۔[2]

اسی تبلیغ کی وجہ سے ہی علامہ ابن کثیر نے فرمایا "وکان الایمان النافع المتعدی نفعہ الی الناس ایمان الصدیق" (کہ سب سے زیادہ نفع بخش ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کا ایمان تھا جس نے بہت لوگوں تک اسلام پھیلایا)[3]

آپ کے جذبۂ تبلیغ کا یہ عالم کہ جس دن اعلانیہ وعظ کرنے پر آپ کو مشرکین نے مار مار کر لہولہان کر دیا تو ہوش میں آتے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور اکرم علیہ السلام سے لپٹ کر رو پڑے تو حضور آپ بھی رو پڑے اور دیگر صحابی بھی رونے لگے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت اتنی نازک تھی کہ دیکھی نہ جاتی تھی اور پھر عرض کیا تو یہ ہی کہ یا رسول اللہ میری والدہ کے لیے ہدایت کی دعا فرمائیں لہٰذا آپ نے دُعا کے بعد ترغیب دی تو والدہ مسلمان ہوگئیں۔[4]

ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا انہوں نے اسلام ظاہر کر دیا اور لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی[5]

کعب بن زہیر (مشہور شاعر جو رسول کریم کے بارے میں ہجو یہ اشعار کہا کرتا تھا) کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا تھا من لقی کعباً فلیقتلہ اسے جو دیکھے قتل کر دے اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینے کا منصوبہ بھی بنایا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے مدینہ بھیجا لیکن اس کا بھائی بجیر وہاں جا کر مسلمان ہوگیا اور بھائی کو اطلاع دی کہ تمہارے قتل کا

---

[1] عشرہ مبشرہ جن کی فضیلت اسلام میں سب سے بڑھ کر ہے یہ ہیں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، ابوعبیدہ بن الجراح، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم۔
[2] بخاری دستیر صدیق اکبر (رضا مصری) [3] البدایۃ والنہایۃ ج ۳ ص ۲۳
[4] (تاریخ الخمیس) [5] تاریخ الخلفاء ص ۳۰

حکم ہو چکا ہے تو اس نے اپنے بھائی کو کچھ اشعار لکھے اور اس کے بعد اسے احساس ہوا کہ اس نے غلطی کی ہے مدینہ شریف میں آکر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے رقیق القلب صحابی کا سہارا لینے کے لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سفارش چاہی تو وہ اس صورت میں کعب کو لے کر حاضر خدمت ہوئے کہ آگے آپ خود اور پیچھے آپ کے کعب چہرہ چھپائے ہوئے تھا اور سفارش صدیقی سے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت قبول فرمالی تو کعب نے اپنا نام ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا ابو بکر میں نے کیا کہا تھا؟ تو انہوں نے اس کے چند اشعار سنائے جس میں یہ شعر تھا۔ ؎

سقاك بها المامون كأسا روية فانهلك المامون منها وعلكا

(اس نئی بات کو تمہیں مامون نے بار بار سکھایا گویا وہ جام سے تھا کہ تم کو دوبارہ پلایا گیا) یہ شعر اس نے اپنے بھائی کو لکھا تھا۔ تو اس پر فوراً اس نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ نہیں بلکہ اس طرح ؎

سقاك ابوبكر بكأس روية

فانهلك المامون منها علكا

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تم کو سیراب کر دینے والا پیالہ پلایا پھر مامون (محمد) نے تمہیں یہ جام بار بار پلائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم مامون وامین۔

یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے تم مسلمان ہو سکے پھر خود بھی انہی کی وساطت سے شرف یاب ہوئے۔ ؎۱

صدیقیت صدیق اکبر آیت "والذی جاء بالصدق وصدق بہ" جمہور مفسرین کا قول ہے کہ جاء بالصدق سے مراد حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور صدق بہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیوں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام باتوں کی تصدیق کرنے میں پیش پیش رہے۔

؎۱ قصیدہ بانت سعاد

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ان کا (ابوبکر کا) نام صدیق رکھا اور جبرائیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بھی کہلوایا۔ [1]

ابویحیی کہتے ہیں کہ یہ شمار سے باہر ہے کہ میں نے کتنی مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پہ کہتے سُنا کہ خدا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام الصدیق نبی کی زبان پر رکھا۔ [2]

حکیم بن سعد سے نقل ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر یہ کہتے سُنا کہ بیشک خدا تعالیٰ نے آسمان سے ابوبکر کا نام الصدّیق نازل کیا۔ [3]

احد پہاڑ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کو مخاطب کر کے فرمایا ٹھہر جا! تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابوبکر رضی اللہ عنہ (صدیق) عمر و عثمان (شہید) تھے۔ [4]

ایک دفعہ بچپن میں آپ کے والد انہیں بتوں کے پاس لے گئے تو آپ نے بت کو پتھر مار کر توڑ دیا تو آپ کی والدہ سلمیٰ ام الخیر نے ان کے والد کو بتایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیدائش پہ ہاتف نے آواز دی تھی "اے اللہ کی سچی لونڈی تجھے خوش خبری ہو اس آزاد بچے کی اس کا نام آسمانوں پر صدّیق ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یار و رفیق" [5]

صدیقیت ایک مرتبہ تلو نبوت ہے کہ اس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک مقام ادق و اخفیٰ کہ نصیبۂ حضرت ابوبکر صدیق اکبر اکرم و اتقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ [6]

ابوبکر صدیق، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں . . . . صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام اعلیٰ صدیقیت سے بلند و بالا ہے۔ [7]

اگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس موطن میں تشریف نہ رکھتے ہوں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حاضر ہوں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر صدیق مقام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اعلیٰ

---

[1] الحاکم تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۳۹ [2] دارقطنی۔ حاکم بحوالہ تاریخ الخلفاء سیوطی

[3] الطبرانی بحوالہ تاریخ الخلفاء سیوطی [4] الحدیث بخاری و مسلم

[5] التنزیہ لمکانۃ الحیدریہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ [6] جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ ص ۵۴ از اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

[7] ایضاً ص ۵۶

کوئی نہیں جانتا نہیں اس سے رد کرے۔ وہ اس وقت کے صادق و حکیم ہیں جو ان کے سوا ہیں سب ان کے زیر حکم۔ یہ مقام جو ہم نے ثابت کیا صدیقیت اور نبوّت اور شریعت کے بیچ میں ہے یہ مقام قربت فردوں کے رتبے ہے۔ اللہ کے نزدیک نبوتِ شریعت سے نیچا اور صدیقیت سے مرتبے میں بالا ہے اسی کی طرف اس راز سے اشارہ ہے جو سینۂ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں متمکن ہوا جس کے باعث وہ تمام صدیقوں سے افضل قرار پائے کہ ان کے قلب میں وہ رازِ الٰہی حاصل ہوا جو نہ صدیقیت کی شرط ہے نہ اس کے لوازم سے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی شخص نہیں کہ وہ تو صدیقیت والے بھی ہیں اور صاحبِ راز بھی رضی اللہ عنہ۔ [1]

شبِ معراج حضور رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السّلام سے پوچھا میری قوم میں سے اس واقعہ کی تصدیق کون کرے گا تو انہوں نے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ تصدیق کریں گے۔ وہ صدیق ہیں۔ [2]

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وفوق آں (صدیقیت) مقامِ نبیت (لا النبوۃ اھلہا الصلوٰت و التسلیمات) ونتاند کہ میانِ صدیقیت و نبوت مقامے بودہ باشد بلکہ محالست و ایں حکم بہ محالیت او بکشفِ صریح صحیح معلوم گشتہ [3]

ترجمہ:۔ مقام صدیقیت سے اوپر کوئی مقام نہیں مگر مقام نبوت حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰت والتسلیمات صدیقیت اور نبوت کے درمیان اور کوئی مقام نہیں بلکہ کسی اور مقام کا ہونا محال اور اس محال ہونے کا حکم کشف صریح صحیح سے معلوم ہو چکا ہے۔ [4]

صدیق کا مطلب و مفہوم

صدیق مبالغے کا صیغہ ہے۔ مرد بسیار صدق و دائم الصدق و آں کہ قول خود را بفعل خود راست گرداند یعنی ہمہ وقت ہمہ تن راستی ہی راستی

---

[1] فتوحات مکیہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تحوالہ جزاء اللہ عدوہ آبایہ ختم النبوت، اعلیحضرت۔

[2] طبقات ابن سعد تذکرہ ابو بکر رضی اللہ عنہ

[3] مکتوبات مجدّد الف ثانی حصہ اوّل دفتر اوّل مکتوب ہجدہم۔

[4] اردو ترجمہ مکتوبات مولانا محمد سعید صاحب نقشبندی جلد اول دفتر اول ص ۶۹۔

قول وعمل دونوں میں راست بازی۔ فی الحقیقت غور کیا جاوے تو صدیقیت ہی تصوف کا سرچشمہ ہے۔ صوفی کا مفہوم وتشریح اس سے بہتر کوئی نہیں کہ قول وفعل، ظاہر و باطن میں یکسانیت ہو اور شریعت طاہرہ کے مطابق ہو۔ اسی وجہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شریعت و طریقت وحقیقت کے امام ہیں۔

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہی تصدیق کی۔ مشرکین مکہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اس بات کو بھی سچ مانو گے کہ وہ (یعنی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) بیت المقدس گئے اور وہاں سے آسمان پر تشریف لے گئے اور وہاں کے عجائب و غرائب کی سیر کی اور پھر لوٹ آئے اور اتنا لمبا سفر رات کے ایک قلیل حصے میں طے ہوگیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا خوب جواب دیا۔ فرمایا ہم تو اس سے زیادہ بعید از عقل بات ان کی مان چکے وہ فرماتے ہیں کہ جبرائیل آسمانوں کے اوپر سے ابھی آئے اور ابھی گئے مطلب یہ کہ جب جبرائیل کی آمد و رفت چشم زدن میں ہم مان چکے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی لطافت و نورانیت تو جبرائیل سے بھی فائق ہے لہٰذا آپ کی آمد و رفت میں ہم کو کیا شک ہوسکتا ہے[1]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج سے واپسی پر جبرائیل سے دریافت کیا کہ میرے اس سفر کی تصدیق کون کرے گا تو انہوں نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لہٰذا ایسا ہی ہوا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا لقب حاصل کیا۔

مشیر وزیر

آیت :" وشاورھم فی الامر"

(ترجمہ۔ آپ ان سے مشورہ لیں)

مفسرین کا اتفاق ہے کہ ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیش پیش ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان ہر دو حضرات سے مشورہ لیا اور اگر یہ دونوں متفق ہوئے تو اسی پر عمل فرمایا۔ لہٰذا ہر دو کی حیثیت وزراء کی رہی جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی کے دو وزیر آسمانی اور دو وزیر زمینی ہوتے ہیں پس میرے دونوں وزیر آسمانی جبرائیل اور میکائیل اور دو وزیر ارضی ابوبکر و عمر ہیں۔[2]

---

[1] خلفائے راشدین ص ۳۲

[2] تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۴ ص ۵۷۔ ترمذی باب مناقب ابوبکر و عمر

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں اطراف و اکناف میں حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے حواریوں کی طرح تبلیغ کے لیے آدمی بھیجوں۔ کسی نے عرض کیا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کو کیوں نہیں بھیج دیتے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا "میں ان سے بے نیاز نہیں ہو سکتا یہ دین کی کان اور آنکھیں ہیں" ؎۱

ایک مشاورتی مجلس میں حضرات عمر عثمان علی طلحہ زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تائید و تصویب فرمائی تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے صحیح ہے نیز فرمایا اللہ تعالےٰ کو منظور نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی معاملہ میں غلطی ہو۔ ؎۲

اتقاء صدیق و امام الاصفیاء

والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولٰئک ھم المتقون (زمر ع ۴) اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں (ترجمہ اعلیٰحضرت بریلوی) حاشیہ بالصدق سے مراد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صدق بہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس آیت میں صدق سے مراد حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں لہٰذا حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پرہیزگاروں کے سردار ہیں۔

وسیجنبھا الاتقی ۰ الذی یؤتی مالہ یتزکّٰی ۰ ومالاحد عندہ
من نعمۃ تجزی (الشمس)

ترجمہ۔ جہنم سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے اور پاکی حاصل کرنے کے لیے اپنا مال دیتا ہے اور اس پر کسی کا احسان نہیں کہ جس کا بدلہ دیتا ہے (مگر سب اللہ کی خوشنودی کیلئے) مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیوں کہ

؎۱ مستدرک حاکم ص ۳/۴ تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۵۵

؎۲ برہان الاسلام ص ۱۵۳

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر ہی اسیران بدر کو فدیہ پر رہا فرمایا (جن میں حضرت عباس، عقیل، جعفر اور ابو العاص رضی اللہ عنہم جیسے اقربا بھی شامل تھے) ع

اصدق الصادقین سید المتقین چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام۔ [1]

الرازی نے اپنی فوائد میں اور ابن عساکر نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا کہ میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے "میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا بے شک اللہ تعالی کا حکم ہے کہ آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا کریں" [2]

الطبرانی و ابو نعیم وغیرہما معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کو یمن بھیجنا چاہا تو آپ نے پوچھا اے معاذ تیری کیا رائے ہے تو وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جو ابوبکر کہتے ہیں میں اسے تسلیم کرتا ہوں تو اس پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالے آسمان پہ اس امر کو برا سمجھتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے غلطی ہو۔" [3]

ابن اُسامہ اپنی مسند میں اس طرح لکھتے ہیں:۔

اللہ تعالے آسمان پر اس امر کو پسند نہیں کرتا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ زمین پر غلطی کریں اور طبرانی اپنی اوسط میں سہل ابن سعد ساعدی سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالے اس امر کو بُرا سمجھتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کوئی غلطی کریں۔ ان اللہ یکرہ فوق اسمائہ ان یخطاء ابوبکر)۔ [4]

لہٰذا جس شخص کو اللہ تعالے غلطیوں سے مبرا رکھنا چاہتے ہوں وہ ہی مشورہ و وزارت کے لیے موزوں تریں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ راست و مشیر خاص تھے اس وجہ سے عموماً حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کو باہر سرایہ وغیرہ پر نہ بھیجتے۔

---

[1] اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

[2] تاریخ الخلفاء اردو ص ۶۳

[3] ایضاً

[4] ایضاً

آپ نے متعدد غلاموں کو محض اسلام کی خاطر زرِ خاص سے خرید کر آزاد کر دیا خصوصاً حضرات بلال۔ عامر بن فہیرہ۔ زنیرہ۔ نہدیہ بنت نہدیہ۔ جاریہ۔ وغیرہم رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین ۔۔۔۔۔۔۔

بقول امام زہری رحمۃ اللہ علیہ، زندگی بھر آپ کو اللہ تعالٰی کی ذات میں کبھی شک واقع نہیں ہوا[1]

آیت وما محمد الا رسول ۔ ۔ ۔ سیجزی اللہ الشاکرین (القرآن ۳/۱۴۴) عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا (ترجمہ اعلیحضرت) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امین الشاکرین ہیں آیت ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین ۔

محسنین اور اللہ تعالٰی کی رحمت یعنی ثواب کے درمیان کوئی روک نہیں سوائے موت کے صحیح میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ شعر پڑھنا مروی ہے ۔

وامرء مصبح فی اھلہ والموت ادنٰی من شراک نعلہ

ترجمہ۔ اکثر آدمی اپنے اہل و عیال میں صبح کرتا ہے حالانکہ موت اس کی جوتی کے تسمہ سے بھی اس سے بہت قریب ہے ۔ [2]

آیت۔ ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ ۝ (الحجرات ۴۹/۳) ترجمہ اعلیحضرت :۔

بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ شان نزول۔ یاایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم ۔ ۔ ۔ ۔ کے نازل ہونے کے بعد حضرات ابوبکر و عمر و غیرہما رضوان اللہ علیہم نے اپنی آوازیں نہایت پست کرلیں جس پر یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی ۔ [3]

محمد ابن زبیر کو عمر بن عبدالعزیز نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا تو محمد نے خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم کہ اللہ نے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ

---

[1] صواعق محرقہ امام ابن حجر مکی بحوالہ غایۃ التحقیق، اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

[2] تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۸ ص ۱۴۶۔

[3] حاشیہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

کو خلیفہ بنایا۔ اس واسطے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے بارے میں عالم ترین تھے اور اس کے لیے متقی ترین ۔ اور اس سے خائف ترین ۔ ایسے کہ اس کے لیے جان دے دیں اگرچہ ان کو حکم نہ کیا گیا ہو ۔ ف[۱]

آپ نے بچپن سے جوانی اور جوانی سے وصال تک شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ انہوں نے خود اس کی تفصیل بتائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات دھرائی جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس بیان کی تصدیق فرمائی (الحدیث قول عائشہ رضی اللہ عنہا بحوالہ ابو نعیم تاریخ الخلفا جلال الدین سیوطی)

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بچپن کے ساتھی کی حیثیت سے ان کے قول وفعل عادات وخصائل سے بخوبی واقف تھے نیز با علام الٰہی بھی ان کو یقیناً اس کا علم تھا۔ ف

ان الصفا صفت الصدیق

ان اردت صوفیاً علی التحقیق

یعنی صفا صدیق اکبر (ابوبکر) کی صفت ہے۔ اگر تو نے صوفی کی تحقیق کا ارادہ کیا تو اس کو دیکھ لے ۔ ف[۲]

اس لیے کہ صفا کی ایک اصل اور ایک فرع ہے اس کی اصل تو دل سے غیروں کا منقطع کر دینا اور اس کی فرع دنیا غدار سے دل کا خالی کرنا ہے اور یہ دونوں صفتیں صدیق اکبر (ابوبکر) کی ہیں اس وجہ سے وہ اس طریقے والوں کے امام ہیں اور اس کا دل اغیار سے اس وقت بالکل منقطع تھا جب کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہ کا دل حضور علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے شکستہ ہو رہا تھا ف

من نظر الی الخلق ھلك

ومن رجع الی الحق ملك

یعنی مخلوقات کی طرف توجہ کرنی ہلاکت کا موجب ہے اور حق کی طرف رجوع کرنا فرشتہ ہونے کی نشانی۔

ف[۱] سیرۃ الخلفاء سیوطی (اردو) ص ۹۸
ف[۲] کشف المحجوب حضرت داتا صاحب اردو ترجمہ محمد حسین ص ۳۷

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل کا خالی ہونا دنیائے غدار سے اس لیے تھا کہ مال و متاع سے جو کچھ آپ رکھتے تھے سب کچھ خدا کی راہ میں دے کر جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ما خلفت بعیالک فقال اللہ تعالی ورسولہ (یعنی اے صدیق تو نے اپنے مال سے اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑا ہے تو عرض کیا اللہ جل شانہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم، (یعنی دو خزانے بے انتہا چھوڑ کر آیا ہوں ایک تو عزوجل کی محبت اور دوسرے اس کے رسول علیہ السلام کی پیروی) اے طالب صادق! جب اس کا دل دنیا کی صفائی کے تعلق سے آزاد ہوا تو اس نے اس کی کدورت سے ہاتھ خالی کیا اور یہ سب کی سب صفت سچے صوفی کی ہوتی ہے اور اس کا انکار حق کا انکار اور کھلم کھلا مکابرہ ہے[1]

صوفیاء کرام کے پیشوا صحابہ رضی اللہ عنہم سے کون کون ہیں ۔؟

اے طالب صادق اب قدر سے بیان کرتا ہوں ان اماموں کا احوال اور یہ بھی کہ صحابہ میں سے ان کا کون سا صحابی معاملات میں پیشوا اور احوال میں پیشرو شُما ہے تاکہ تیری مراد ان سے ثابت ہو۔ ایک ان میں صحابہ کرام میں سے شیخ الاسلام بعد از انبیاء و خیر الانام علیہم السلام علیہ ولامام تارکین دنیا کے سردار صاحبان خلوت کے شہنشاہ ہیں جو تمام انسانی آفتوں سے دور رہیں جن کا نام نامی حضرت امیر المومنین ابو بکر عبد اللہ بن عثمان صدیق رضی اللہ عنہ ہے جن کی بے شمار کرامتیں مشہور ہیں اور معاملات اور حقیقتوں میں ان کے نشان اور دلائل ظاہر ہیں اور مشائخ نے ان کو صاحبان مشاہدہ میں مقدم رکھا ہے۔

اہل علم کے نزدیک صحیح حدیثوں میں لکھا ہوا ہے کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھتے تو قرآن کو آہستہ پڑھتے اور جب عمر رضی اللہ عنہ رات کو نماز میں قرآن پڑھتے تو بلند آواز سے پڑھتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا کہ اے ابو بکر آپ قرآن کو آہستہ کیوں پڑھتے ہیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اسمع من اناجیہ یعنی میں اس کو سناتا ہوں جس کی مناجات کرتا ہوں یعنی وہ بہت اچھا سننے والا ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے غائب نہیں۔ اور اس کے نزدیک بلند آواز آہستہ پڑھنا ایک جیسا ہے اور حضور علیہ السلام نے جب عمر رضی اللہ عنہ

---

[1] کشف المحجوب حضرت داتا صاحب اردو ترجمہ محمد حسین ص ۳۸ -

سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا اُوقظ الوسنان اِنی المنام واطرد الشیطن یعنی بیدار کرتا ہوں سوئے ہوؤں کو اور دور کرتا ہوں شیطان کو یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجاہدہ کا نشان تبلایا اور اس (ابوبکر صدیق) نے نشان مشاہدہ اور مجاہدہ کا مقام مشاہدہ کے مقام کے پہلو میں مانند ایک قطرہ کے ہے دریا سے اسی بنا پر حضور علیہ السلام نے فرمایا ھل انت الا حسنۃٌ من حسنات ابی بکر یعنی اے عمر ابوبکر کی تمام نیکیوں سے تو ایک نیکی کے مرتبہ پر ہے۔ اے طالب صادق! سمجھ لے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ باوجود عزت اسلام ہونے کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں تو دیکھ کہ تمام جہان اس کے مقابلہ پر کس درجہ میں ہوگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقولوں سے ایک مقولہ یہ ہے دارُنا فانیۃٌ واحوالنا عاریۃٌ و انفاسُنا معدودۃٌ وکسلُنا موجودۃٌ کہ ہمارا مقام فانی اور ہمارا احوال اس میں عاریتہً ہے اور ہمارے سانس گنے ہوئے ہیں اور ہماری سستی اسی طرح موجود پس فانی گھر کی تعمیر میں مشغول ہونا از قبیل جہالت ہے۔ ؎[1]

فقر کی صفت یہ ہے کہ غنا سے فقر میں پڑے نہ یہ کہ فقر سے غنا میں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعد انبیاء علیہم السلام کے اس صفت میں سب سے مقدم ہیں اور کسی کے لیے لائق نہیں کہ ان سے آگے قدم رکھے۔۔ ؎[2]

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جیسے ابتداء میں تسلیم کے درجہ کو اختیار کیا ویسے ہی انتہا میں اختیار کیا پس اس طائفہ کی اقتدا ء تجرید اور تمکین اور فقر پر حریص ہونے میں اور ریاست کی خواہش ترک کرنے میں اس کے ساتھ ہے۔ اس لیے کہ تمام عامہ مسلمین کا دین میں امام ہے اور خاص مسلمانوں کا طریقت میں امام ہے۔ ؎[3]

آن عتیق اللہ امام المتقین
بود قلب خاشع سلطان دین ؎[4]

؎[1] کشف المحجوب حضرت داتا صاحب اردو ترجمہ ص ۷۹، ۸۰

؎[2] ایضاً۔ ص ۸۱ ؎[3] ایضاً ص ۸۲

؎[4] اعلیٰحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالعباس بن عطار رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر مشائخ صوفیہ میں سے ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ کونوا ربانیین کا کیا مطلب ہے انہوں نے جواباً فرمایا کہ اس کا مطلب ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح ہو جاؤ۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توحید سے متعلق سب سے بلند مقولہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے کہ سبحان من لم یجعل للخلق طریقا الی معرفتہ الا العجز عن معرفتہ (کتاب اللمع فی التصوف) پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کے لئے اپنی پہچان کا راستہ اس کے سوا کچھ بنایا ہی نہیں کہ لوگ اس کی معرفت سے عاجز ہیں۔

ایک مرتبہ غلام نے کوئی چیز لا کر دی تو آپ نے تناول فرمائی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عہد جاہلیت میں کہانت جھوٹ موٹ کا کام کرتا تھا جس کے معاوضہ میں یہ چیز ملی تھی تو آپ نے قے کر کے خارج کر دی (بخاری)

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "تقرب الی اللہ" کی ابتداء ورع و پرہیزگاری ہے۔ ؎۱

اور فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم گناہ میں مبتلا رہونے کے خوف سے مباح کے ستر دروازے چھوڑ دیتے ہیں (یہ کمال احتیاط اور خوف خدا میں مبالغہ تھا) یہ کام حرام کی نزدیکی کے خوف سے پرہیزگاری اور ورع کے لیے کرتے تھے۔ ؎۲

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے "جس نے اللہ کی خالص محبت کا مزہ چکھ لیا اس کا منہ دنیا سے پھر جائے گا اور اس کو تمام دنیا سے وحشت ہو جائے گی۔ ؎۳

ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امت محمدیہ میں سب سے پہلے تصوف کا راز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے اشارۃً فاش ہوا جس سے اہل فہم نے لطائف اخذ کیے اور وہ راز یہ تھا کہ جب

؎۱ مقالہ ۱۴ فتوح الغیب۔ 87190

؎۲ مقالہ ۳۰ فتوح الغیب اردو ترجمہ شرح الغیب۔ ص ۱۱۶

؎۳ صدیق اکبر نمبر فیض الاسلام۔ ص ۸۵۔

وہ اپنی مملوکات سے دست بردار ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑا تو انہوں نے پہلے اللہ کا نام لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بحقائق تفسیر یہ میں اہل توحید کے لیے یہ ایک عظیم الشان اشارہ ہے۔ [۱]

حضرت شاہ ولی اللہ نے تصوف صدیقی پر طویل بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ کمال طریقت کے لیے جن اوصاف کی ضرورت ہے مثلاً توکل۔ زہد۔ احتیاط۔ حفظ لسان۔ تواضع۔ شفقت بر خلق خدا۔ رضا نفی ارادہ۔ خشیت۔ عبرت۔ انکسار۔ رقت۔ فقر یہ سب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں کاملاً موجود تھے۔ [۲]

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں شیخ الطائفہ صوفیہ کہا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ اگر حقیقی صوفی دیکھنا چاہو تو سمجھ لو کہ اصلی طریقت صدیق رضی اللہ عنہ کی صفت ہے۔ طریقت کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اصل یہ کہ دل غیر اللہ سے منقطع ہو اور فرع یہ ہے کہ حُبّ دنیا سے خالی ہو یہ دونو صفتیں صدیق رضی اللہ عنہ میں موجود تھیں لہٰذا آپ امام اہل طریقت تھے۔۔۔۔۔ صفت اوّل کی دلیل وہ خطبہ جو بعد وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیا۔۔۔۔ صفت دوم کا ظہور اس وقت ہوا جب اپنا سارا مال بقائے اسلام کے لیے خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ [۳]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے محبت الٰہی کا ذائقہ چکھا۔ یہی ذائقہ انہیں طلب دنیا سے بے پروا کرتا تھا اور لوگوں سے متوحش کرتا تھا اور یہی غایت درجہ لوازم محبت کا خاصہ ہے۔ [۴]

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے سلسلہ میں:۔

یہی وہ معراج عبدیت اور مقام عرفان خودی ہے کہ حضرت خلیفہ اول سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "میں جس شے کو دیکھتا ہوں اس سے قبل اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہوں"۔ [۵]

---

[۱] بحوالہ اسوہ صحابہ حصہ دوم [۲] صدیق اکبر بمنبر فیض الاسلام ص ۹،
[۳] ایضاً ص ۵۲
[۴] ایضاً ص ۵۳ [۵] اقبال کا نظریہ تصوف ص ۴۲

بدر کے موقعہ پر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحالت استغراق مصروف دعا تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بس اللہ کافی ہے یعنی آپ کی دعا قبول ہو چکی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فراست صادقہ وحی باطنی تھی کہ اللہ تعالےٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو الہام کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہو چکی۔ بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صفائی قلب کا نتیجہ تھا کہ جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہو رہے تھے اور وحی کا انعکاس آپ پر ہو گیا۔ ابونعیم نے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا اے خلیفہ رسول اللہ آپ اہل بدر کو حکومت کا کوئی منصب نہیں دیتے؟ فرمایا ان کا مرتبہ پہچانتا ہوں مگر مجھے گوارا نہیں کہ انہیں دنیا میں ملوث کروں۔ [1] یعنی جس طرح خود دنیا سے ملوث نہیں ہوئے اسی طرح صاحب فضیلت لوگوں کو بھی بچانے پر مستعد رہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلا کر وصیت فرمائی اس میں یہ فرمایا . . . قسم اللہ کی میں نہیں سویا کہ خواب پریشان دیکھے اور کسی نے مجھ کو شبہ میں نہ ڈالا کہ وہم کرتا۔ اور رہبر آئینہ میں راہ پر ہوں ٹیڑھا نہیں ہوا اور کوشش میں میں نے قصور نہیں کیا اور میں وصیت کرتا ہوں تجھ کو اللہ کے تقویٰ کی . . . [2]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ جنت میں سب سے پہلے تم داخل ہو گے جنت کے ہر دروازہ سے تم کو بلایا جائے گا ان متعدد بشارات کے باوجود اللہ تعالےٰ کا خوف آپ پر اتنا زیادہ تھا کہ فرماتے۔ کاش میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا . . کاش میں گھاس ہوتا کہ جانور کھا لیتے . . . ایک پرندہ کو دیکھ کر فرمایا کہ تو کھاتا پیتا ہے اور درختوں کے سایہ میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں کاش ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تجھ جیسا ہوتا [3]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو ایسے بے حس و حرکت کہ جیسے لکڑی گڑی ہو۔ [4]

---

[1] فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۹۸ از زیر عنوان اتوا لخلفاء اور نظام خلافت بحوالہ تاریخ الخلفاء۔

[2] تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۵۹۔ [3] تاریخ الخلفاء . . .

[4] تاریخ الخلفاء۔

ابو موسیٰ بن عقبہ نے اپنی مغازی میں اور الحاکم نے نقل کیا اور عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے اس کی صحت کی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وعظ فرمایا کہ "اللہ کی قسم میں کبھی بھی نہ کسی دن نہ رات سرداری کا حریص تھا اور نہ میری اس کی طرف رغبت تھی اور نہ ہی میں نے اس کے لیے اللہ تعالےٰ سے پوشیدہ یا ظاہر میں دعا مانگی۔ میں فتنہ سے ہمیشہ ڈرتا رہا۔ [1]

زہری سے نقل ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بزرگیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے کسی لحظہ بھی اللہ تعالےٰ کی ذات میں شک نہیں کیا۔ [2]

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا "اس واسطے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے بارے میں عالم ترین اور اس سے خائف ترین اور اس کے لیے متقی ترین ہیں ایسے کہ اس کے لیے اپنی جان دے دیں اگرچہ آپ کو اس کے لیے حکم کیا ہی نہ گیا ہو" [3]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک وعظ کے الفاظ ہیں جو تقوٰی و پرہیزگاری کی طرف مائل کرنے کے لیے ہیں "کہاں ہیں وہ بادشاہ جنہوں نے شہروں کی بنیاد ڈالی اور ان کو شہر پناہوں سے مضبوط کیا۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو جنگوں کے میدانوں کو سر کرتے تھے۔ بے شک ان کے ستون پست ہو گئے جب کہ زمانہ نے ان پر غلبہ پاکر برباد کر دیا اور وہ قبروں کی تاریکیوں میں چلے گئے"

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اے سلمان رضی اللہ عنہ! اللہ سے ڈر" آپ دعا میں کہا کرتے تھے۔ "اے میرے اللہ میری زندگی کا آخر اچھا کرنا۔ میرے عمل کا انجام اچھا کرنا میرا اچھا دن تیری دید کا دن ہوگا"

آپ نے فرمایا "جو شخص رونے کی استطاعت رکھتا ہو وہ روئے ورنہ رونے کی کوشش کرے"

ابن سیرین سے ابن سعد نے نقل کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی خوف کرنے والا نہ تھا (یعنی سب سے زیادہ اتقار رکھنے والا) [4]

---

[1] تاریخ خلفائے اسلام سیوطی اردو ص ۱۰۸ [2] ایضاً، ص ۹۱

[3] تاریخ خلفائے اسلام سیوطی ص ۹۸ -

[4] ایضاً

صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے وظیفے کی تعلیم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہی سکھلائی۔ صوفیہ کرام کے ہاں ولایت کا ایک درجہ ہے فنا فی الرسول۔ اس درجہ پہ پہنچ کر بندے کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسی نسبت پیدا ہو جاتی ہے کہ قالب بندے کا رہ جاتا ہے اور قلب حضور صلے اللہ علیہ وسلم بن جاتے ہیں۔ اس درجے میں بندے کے ہاتھ سے عجیب عجیب کرشمے ظاہر ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات اس بندے کا سایہ بھی نہیں رہتا جیسا کہ قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی اور حضرت غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی فنا فی الرسول کے درجے علیا میں ہیں۔ بلکہ یہ سلسلہ چلا ہی آپ سے ہے۔ اور آپ اس سلسلہ والوں کے امام مطلق ہیں۔ [1]

جانی خدمات جرأت و شجاعت صدیقی

آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جہادوں میں شریک رہے۔ جنگ بدر میں تو آپ چیف آف سٹاف کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکامات آپ کے ذریعہ ہی مسلمانوں تک پہنچائے جاتے تھے جب کہ آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے کمربستہ تھے بلکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عریش میں دعا میں شامل تھے۔ [2] اور بدر کے دن ہی جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم "اللھم انشدک عھدک و وعدک اللھم ان شئت لم تعبد (اے اللہ میں تجھ کو تیرے عہد کی قسم دلاتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت کی جا وے)
پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا کہ "یارسول اللہ! اللہ آپ کو کافی ہے" [3]
اسی جنگ میں شامل صحابیوں کے لیے اللہ تعالے نے بخشش و طہارت کا اعلان فرمایا۔ لیطھرکم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطٰن ولیربط علی قلوبکم ویثبت بہ الاقدام (سورہ انفال آیت)
(ترجمہ اعلیحضرت) تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جما دے۔

---

[1] تقریر مفتی احمد یار خاں صاحب مرحوم مطبوعہ آستانہ فیض عالم فروری ۱۹۶۱ء

[2] تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۹ ص ۲۰۲ [3] ایضاً ص ۲۰۰

جنگ احد میں آپ ثابت قدم رہنے والوں میں سے تھے خیبر میں پہلے دو قلعے آپ نے ہی فتح کیے ہجرت کے موقعہ پہ آپ ہی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی رہے اور راستے کی تمام تکلیفات خود برداشت کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہ جان نثاری کا حق ادا کرتے رہے۔ بلکہ ہجرت کے واقعہ میں آپ کا پورا خاندان مع ملازموں کے رازدار تھا اور اپنی اپنی مقررہ ذمہ داری سب ادا کرتے رہے۔ تبلیغ کے سلسلے میں آپ نے مشرکین سے کافی اذیتیں برداشت کیں۔

جس زمانہ میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم شعب بنی ہاشم (جو بعد میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوا) میں محصور تھے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ از خود ان میں شامل ہو گئے جب کہ ان کا مقاطعہ نہ ہوا تھا شجاعت کا یہ عالم کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک آپ اشجع الناس تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ اپنے احباب سے دریافت فرمایا کہ تمہارے نزدیک سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ تو کسی نے عرض کیا آپ۔ تو آپ نے فرمایا میں نے ہمیشہ برابر کے آدمی سے مقابلہ کیا ہے میں پوچھتا ہوں کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا آپ ہی ارشاد فرمادیں تو آپ نے فرمایا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بہادر اشجع الناس ہیں۔ اور ساتھ ہی بیان فرمایا کہ ایک دفعہ مشرکین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا رسانی کی ان کی کثرت کی وجہ سے کوئی مدد نہ کر سکا کہ اچانک ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو مار مار کر ہٹایا اور دھکے دے کر گراتے گئے اور ساتھ فرمار ہے تھے کہ تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا معبود ایک ہے۔ [1]

اسی طرح ایک موقعہ پہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یوم بدر کوئی شخص حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے تیار نہ ہوا مگر بار حضرت ابو بکر نے ہی خود کو پیش کیا کیوں کہ اس وقت یہ کام سب سے زیادہ خطرناک تھا اور وہی اشجع الناس ہیں۔ ایک موقعہ پہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ میں اپنے باپ (جو اس وقت تک کافر تھے) کو قتل کر دوں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا۔ ان کے لڑکے عبدالرحمٰن نے عرض کیا کہ فلاں موقعہ پہ آپ میری تلوار کی زد میں آ گئے (جب کہ وہ مسلمان نہ ہوا تھا) میں نے محبت پدری کی وجہ سے وار روک لیا تو آپ نے فرمایا اگر اس وقت تم میری تلوار

---

[1] مسند بزاز۔

کے سامنے آجاتے تو ہیں تلوار نہ رد کتا اس وقت اسلام و کفر کا مقابلہ تھا۔

غزوہ خندق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کے لیے چند ٹولیاں مقرر فرمائیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی ٹولی میں شامل ہو کر تندھی سے مقررہ کام کرتے رہے اور پھر ایک دستہ کی کمان بھی سنبھالی مخالفین کو اس حصہ کی طرف جانے کی جرأت تک نہ ہوئی بعد میں اسی مقام پر مسجد صدیقی بنائی گئی۔

جنگ حنین میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑنے لگے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی مسلمانوں کو غیرت دلا رہے تھے۔ اور خود خوب ڈٹے رہے اس طرح دیگر مسلمانوں کی ہمت افزائی ہوئی۔ اور اس جرأت کا مظاہرہ کیا کہ فتح و نصرت سے شاد کام ہوئے۔

غرضیکہ کوئی ایسا موقعہ آپ نے ہاتھ سے جانے نہ دیا کہ جب اُن کے مال و جان کی ضرورت اسلام کے لیے درکار ہوئی تو اُنہوں نے جوش خروش سے والہانہ طور پر اپنے آپ کو پیش نہ کیا ہو۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا۔ بے شبہ جان و مال کے لحاظ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ مجھ پر کسی کا احسان نہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ سُن کر آبدیدہ ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہ کیا یہ جان و مال کسی اور کے لیے ہے ؟ (یعنی سب کچھ آپ کے لیے ہی تو ہے)

آپ کا مقولہ ہے کہ جو شخص اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قربانی دیتا ہے اللہ تعالےٰ ضرور اس کی امداد فرماتا ہے۔

حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بحیثیت خلیفۃ رسول اللہ آپ نے جو جہاد اور کارہائے نمایاں کیے ہیں مختصراً بقول عمر ابو نصر مصری یوں ہیں۔

در آغاز خلافت میں صورت حال یہ تھی کہ جھوٹے مدعیان نبوّت۔ منکرین زکوٰۃ مرتدین اور دوسرے دشمنان اسلام کی وجہ سے ملک کے اندر ہر طرف خانہ جنگی اور بغاوت کا طوفان برپا تھا اور سرحدوں پہ قیصر و کسریٰ مسلمانوں کی تاک میں تھے اس نازک وقت میں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جس عزم و استقلال، جرأت و بہادری اور حکمت و فراست کا ثبوت دیا روئے زمین پر اس کی مثال ملنی ناممکن ہے۔ قریب تھا کہ ارتداد کی آگ سارے جزیرہ عرب کو جلا کر خاک کر دے اور اسلام کا نام ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے مٹا دے۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دین خدا کی وہ خدمت انجام دی جس نے

اسلام کو دوبارہ اس جزیرہ میں زندگی بخشی۔ اسلام کی ساری تاریخ میں اس قسم کی مثال ملنی ناممکن ہے اور آج تک مسلمانوں میں کوئی ایسا فرد پیدا نہیں ہوا جس نے دینِ اسلام کی ایسی عظیم الشان خدمت کی ہو جیسی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے۔ [1]

آیۃ۔ ستُدعون اِلیٰ قومٍ اولی باسٍ شدید ...... (الفتح ۴۸/۱۶ ترجمہ اعلیٰحضرت)

عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جاویں پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا۔

اس سے مسلیمہ کذاب کی قوم کے لوگ مراد ہیں جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ فرمائی۔ یہ آیت "ستیمنین جلیلین" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صحت خلافت کی دلیل ہے کہ ان حضرات کی اطاعت پر جنت اور ان کی مخالفت پر جہنم کا وعدہ دیا گیا۔ [2]

آیۃ۔ الا تنصروہُ فقد نصرہُ اللہ اذ اخرجہُ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہٖ لا تحزن ان اللہ معنا ....

(ترجمہ اعلیٰحضرت) اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا الخ

یعنی وقت ہجرت مکہ مکرمہ سے جب کہ کفار نے دار الندوہ میں حضور کے لیے قتل وقید وغیرہ کے بُرے بُرے مشورے کئے تھے۔ صرف دو جان سے جب وہ دونوں (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے (یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے) مسئلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت اس آیت سے ثابت ہے حسن بن فضل نے فرمایا جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے وہ نص قرآنی کا منکر ہو کر کافر ہوا

---

[1] خلفائے محمد۔

[2] سید محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ

غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا (اور قلب کو اطمینان بخشا)

یہ آیت شریف ظاہر فرما رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نصرت کا ذریعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے کیوں کہ انہوں نے ہی حق خدمت ادا کیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت جہاں زمین کی قیمت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی وہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محنت شاقہ سے تعمیر میں بھی حصہ لیا۔

بدر کے مقام پر آپ کا لڑکا مشرکین کی طرف سے آیا تھا۔ اس نے آواز دی میرا مقابلہ کون کرتا ہے تو مقابلہ کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نکل آئے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روک کر فرمایا متعنی بنفسک۔ تم مجھ کو اپنی ذات سے متمتع ہونے دو۔ [1]

غزوہ تبوک میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعیناتی اسلامی فوج کا جائزہ لینے اور امارت کی تھی۔ اگرچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سرایا میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہیں بھیجتے تھے بلکہ اپنے پاس رکھتے تھے لیکن چند سرایہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بھی بھیجے گئے۔ مثلاً بروایت سلمۃ بن اکوع سریہ بنو فزارہ میں آپ کو امارت سونپی گئی اور آپ کامیاب واپس آئے۔

بنو کلاب کی سرکوبی کے لیے جو سریہ بھیجا گیا اس کے امیر بھی حضرت ابوبکر صدیق ہی تھے۔ [2]

امام ابوالحسن الواحدی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے

ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام حضور علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک ادھڑی ہوئی قبا پہنے ہوئے ہیں جس پر کانٹے لگا رکھے ہیں اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے . . . جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالےٰ ابوبکر پر سلام بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے لیے تم نے فقر اختیار کر لیا ہے کیا تم اس بارے میں خوش ہو یا ناراض۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اپنے رب سے خوش ہوں۔ میں اپنے رب سے بہت خوش ہوں۔ (ابن عساکر)

---

[1] اسد الغابہ   [2] طبری

ایک روایت کے مطابق جبرائیل علیہ السلام اسی لباس میں نازل ہوئے اور بتایا اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ ابوبکر جیسا لباس پہن لو۔ [1]

ہجرت کے موقعہ پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو کندھوں پر اٹھا کر غار تک مشکل ترین راستہ طے کیا اور پھر غار میں پہلے داخل ہو کر تمام سوراخ بند کیے اور آخری سوراخ پر اپنا پاؤں رکھ دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر بلایا آپ صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ سانپ نے پاؤں پر کاٹا لیکن آپ نے درد کی شدت کے باوجود جسم کو حرکت نہ دی کہ مبادا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی استراحت میں خلل آئے البتہ آنکھوں سے قطرات اشک فرق اقدس پر گر گئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہو کر پوچھا ابوبکر کیا ہوا ۔؟ عرض کی سانپ نے ڈسا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے لب مبارک لگا کر درد رفع فرمائی۔ یہ درد آپ کی وفات پر عود کر آئی۔ جو موت کا سبب بنی۔ [2]

بذله نفسه ومفارقته اهله وماله ورياسته في طاعة الله ورسوله صلى الله عليه وسلم وملازمته النبي صلى الله عليه وسلم ومعاداة الناس فيه۔ (خازن)

یعنی اللہ و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری میں اپنے اہل و عیال خویش و اقارب مال و متاع اور گھر بار کو خیر باد کہہ دینا اور اپنی جان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کر کے تمام لوگوں سے دشمنی مول لینا یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہی حوصلہ تھا۔

جعله نفسه وقاية عنه (خازن)

یعنی اپنے نفس کو حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بچاؤ کے لیے ڈھال بنایا۔

قال لئن قتلت فانا رجل واحد وان قتلت هلك الامة (خازن)

(ابوبکر نے) عرض کیا یارسول اللہ اگر میں مارا جاؤں تو صرف میری جان ہی جائے گی لیکن (خدانخواستہ) اگر آپ قتل ہو گئے تو تمام امت ہلاک ہو جائے گی [3]

---

[1] تاریخ الخلفاء۔ [2] رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ احسن الهدایات ص ۱۴۸
[3] بحوالہ فضائل شیخین ص ۴۴

جنگ احد کے موقعہ پر جب کچھ مسلمانوں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نظر انداز کر دیا تو مشرکین نے پشت کی جانب سے حملہ کر کے بڑا نقصان پہنچایا حتیٰ کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہو گئے اور ایک گڑھے میں گر گئے اس موقعہ پر سب سے پہلے وہاں پہنچنے والے بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ اس موقعہ پر مشرکین نے بڑا اظہار مسرت کیا اور ان کے سردار نے پکارا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب سے منع فرمایا۔ جواب نہ ملنے پر پھر پکارا کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ زندہ ہیں پھر جواب نہ ملنے پر پکارا کیا عمر رضی اللہ عنہ زندہ ہیں۔ خاموشی پاکر انہوں نے ہبل اور لات کی جے کے نعرے لگائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہم سب زندہ و سلامت ہیں۔ (بخاری شریف جلد دوم)

یعنی مخالفین کے نزدیک بھی اسلام کے وجود کا انحصار ان ہی تین شخصیتوں پر تھا۔

ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے اسلام ظاہر کر دیا (یعنی کمال جرأت و ہمت کا مظاہرہ کیا) اور لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی۔

حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ مومن آل فرعون (رجلٌ مومنٌ من آل فرعون (الآیۃ)) اچھا ہے یا ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم ابو بکر کا ایک لمحہ مومن آل فرعون کے ہزار لمحات سے بہتر ہے کیوں کہ وہ شخص اپنا ایمان چھپاتا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ایمان ظاہر کیا"۔ ؎۱

آپ کا قول :- لا یدع قوم الجهاد فی سبیل الله الا خذ لهم الله بالذل۔

جو قوم جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ دیتی ہے اُسے اللہ ذلت سے ہمکنار کر کے چھوڑ دیتا ہے۔

(پہلا خطبہ خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ)

؎۱ تاریخ الخلفاء جلد اول ص ۵۲ - مسند بزاز)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سب سے پہلے تلوار کے ساتھ جس نے اظہار کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ [۱]

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد میرے باپ پر ایسے حوادثات و مصائب ٹوٹ پڑے کہ اگر بڑے بڑے مضبوط پہاڑوں پر بھی نازل ہوتے تو ان کو ریزہ ریزہ کر دیتے ایک طرف نفاق گھسا ہوا تھا اور دوسری طرف عرب مرتد ہونے لگے۔ [۲]

یعنی آپ کی استقامت و ہمت کے طفیل سب کچھ ٹھیک ہوگیا۔ [۳]

مالی خدمات

آیت۔ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ۔ اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝

(ترجمہ اعلیحضرت) تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے۔

(حاشیہ از سید محمد نعیم الدین مراد آبادی)

(شانِ نزول کلبی نے کہا یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیوں کہ آپ پہلے وہ شخص ہیں جو اسلام لائے اور پہلے وہ شخص ہیں جس نے راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی (اگرچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اللہ تعالے نے جنّت کا وعدہ فرمایا ہے لیکن فتح مکّہ سے پہلے مال و زر خرچ کرنے اور جہاد میں حصہ لینے والوں کا مرتبہ انتہائی بلند ہے ان کی برابری کوئی نہیں کرسکتا ان کے درجات کا تفاوت ہے)

سورہ واللیل اذا یغشیٰ ۝ . . . کی زیادہ تر آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خصوصی فضائل پر مشتمل ہیں۔

---

[۱] فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۴۵ بحوالہ شاہ ولی اللہ۔

[۲] ایضاً۔ ص ۶۰۔

[۳] فتوح البلدان بلاذری۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مظفر گڑھ تشریف لے گئے اور سبق میں سورہ واللیل کی تفسیر فرما کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایسے استدلال قائم کئے کہ حاضرین میں سے جو افراد شیعیت کی طرف مائل تھے وہ راہِ راست پر آ گئے (مہر منیر ص ۳۰۷) اس سورۃ کی چند آیات کا ذکر زیرِ عنوان اتقار صدیق آچکا ہے۔

وسیجنبھا الاتقیٰ (ترجمہ اعلیٰحضرت) اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے
ولسوف یرضیٰ:
جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا۔

شان نزول :- یہ آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُمیہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئیں جن میں سے ایک حضرت صدیق اتقیٰ ہیں اور دوسرا اُمیہ اشقیٰ۔ اُمیہ بن خلف حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو اس کی ملک میں تھے دین سے منحرف کرنے کے لیے طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا اور انتہائی ظلم اور سختیاں کرتا تھا۔ ایک روز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اُمیّہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو گرم زمین پر ڈال کر تپتے ہوئے پتھر ان کے سینہ پر رکھے ہیں اور اس حال میں کلمہ ایمان ان کی زبان پر جاری ہے آپ نے اُمیّہ سے فرمایا اے بدنصیب ایک خدا پرست پر یہ سختیاں! اس نے کہا آپ کو اس کی تکلیف ناگوار گزری ہو تو خرید لیجئے آپ نے گراں قیمت پر ان کو خرید کر آزاد کر دیا اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔۔ ۔

کفار نے جب یہ سنا کہ بڑی گراں رقم کے بدلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا ہے تو ان کو حیرت ہوئی کہ شاید بلال کا کوئی احسان ان پر ہو تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال کی تردید فرمادی کہ یہ محض خوشنودی اللہ و رسول کے لیے ہے۔ جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ نے دیگر متعدد غلاموں کو بھی خرید کر آزاد فرمایا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی جزار کا بھی ساتھ ہی اعلان فرما دیا کہ جس طرح اللہ و رسول اللہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راضی کیا ہے اللہ بھی ان کو جلد ہی راضی کر دے گا اور یہ ایک خاص مقام ہے جو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نصیبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے ہی مخصوص ہے۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس پر اتفاق ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی اس کا شان نزول ہیں۔ [1]

---

[1] تاریخ الخلفاء ص ۴۹ ۵۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی خریداری اور آزادی حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنی پسندیدہ تھی کہ آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ صدیق اس سودے میں ہمیں بھی شامل کر لو تو آپ نے عرض کیا۔ ؎

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو
کردمش آزاد پیش، روئے تو (مثنوی مولانا روم)

اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے الامن والعلیٰ میں بایں الفاظ اظہار کیا ہے۔ افضل الاولیاء المحمدیین سیدنا صدیق اکبر امام المشاہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کر کے حاضر بارگاہ عالم پناہ ہوئے یہ عرض کیا۔ گفت ما دو . . . . (〃 ص ۹۳)

مشہور غلام جو آپ نے خرید کر آزاد کیے، بلال۔ عامر بن فہیرہ۔ ابو فکیہہ۔ لُبینہ۔ زنیرہ۔ نہدیہ۔ بنت نہدیہ۔ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ما نفعنی مالٌ قط ما نفعنی مال ابی بکر۔ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کی۔ ھل انا و مالی الا لک یا رسول اللہ میری جان و مال کے مالک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کون ہے یا رسول اللہ؟ [1]

مشرف باسلام ہوتے ہی جمع شدہ سرمایہ تقریباً چالیس ہزار دینار یا درہم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے صرف کر دیئے۔ [2]

مسجد نبوی کی زمین کی قیمت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا فرمائی جو دس دینار تھی۔ [3]

اپنی لڑکی عائشہ صدیقہ طاہرہ ام المومنین کا حق مہر حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خود ہی ادا فرمایا۔ جنگ تبوک میں گھر کا پورا مال لا کر حضور اکرم کے قدموں پر نچھاور کر دیا۔ شعر ذیل میں اسی طرف اشارہ ہے۔ [4]

---

[1] ترمذی۔ احمد فی مسند بسند صحیح عن ابی ہریرہ بحوالہ الامن والعلیٰ۔ ص ۶۷۔

[2] تاریخ الخلفاء ص ۵۴۔ [3] فتح الباری ۱۹۲/۷۔

[4] مستدرک حاکم واستیعاب بحوالہ ازالۃ الخلفاء۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس (اقبال)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنے ذاتی مال کی طرح بلا جھجک استعمال فرمالیا کرتے تھے۔ [1]

حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ساتھ جس کسی نے کوئی بہتر سلوک یا احسان کیا میں نے اس سے بہتر بدلہ اس کو دے دیا لیکن ابوبکر صدیق کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ روز قیامت اللہ تعالےٰ ہی اُن کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائیگا۔

"اللہ و رسول اللہ کی اس سے بڑھ کر خوشنودی کسی شخص کو حاصل نہ ہو سکی"

بحیثیت خلیفہ رسول اللہ جو وظیفہ بیت المال سے حاصل کیا وہ بھی واپس بیت المال میں جمع کرا دیا جس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم نے اپنے بعد والوں کو نہایت مشکل میں ڈال دیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے فرمایا تھا۔ لا اسئلکم علیہ اجرا تو خلیفۃ الرسول نے بھی عملاً ان کے نقش قدم پر چل کر پیروی کا حق ادا کر دیا کہ خدمات کا صلہ نہ لیا)

انہ لیس من الناس اَحَدٌ اَمَنّ عَلَیَّ فی نفسہ و مالہ من ابی بکر [2]

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ ہجرت حبشہ کو روانہ ہوئے تو راستہ میں ابن دغنہ سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے تو آپ نے تبلایا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے تو اس نے کہا تم جیسے شخص کو کیسے شہر بدر کیا جاسکتا ہے تم غریبوں کی مالی امداد کرتے ہو صلہ رحمی کرتے ہو اپاہجوں کا سہارا ہو اور حق کی طرف سے حوادث کا مقابلہ کرتے ہو چلیں تم کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں تم خدا کی عبادت کرتے رہنا لیکن بعد میں آپ نے اس کی پناہ لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ البدایۃ والنہایۃ ابن اثیر (بعینہٖ اسی قسم کے الفاظ حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہے تھے جب کہ پہلی وحی آنے پر آپ نے اظہار پریشانی فرمایا تھا)

---

[1] الخطیب بروایت سعید بن المسیب۔ تاریخ الخلفاء ص ۵۴۔

[2] کنز العمال ج ۶ ص ۳۱۶ ۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ جس شخص سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو یا کسی کا آپ کے ذمہ قرضہ ہو وہ میرے پاس آئے (تاکہ وعدہ پورا کروں اور رقم ادا کروں) (بخاری)

جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا اور خود معمولی ٹاٹ زیب تن کر کے حاضر خدمت ہوئے تو جبرائیل امین نازل ہوئے اور ان کی خدمات جلیلہ کے پیش نظر فرمایا اللہ تعالےٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر سلام بھیجتا ہے (سیر الخلفا سیوطی)

حضرت ابوبکر کے بارے میں البزار نقل کرتے ہیں کہ جب وہ اپنے والد ابو قحافہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم شیخ کو وہیں کیوں نہ چھوڑ آئے میں خود ان کے پاس چلا جاتا میں نے عرض کیا یہ ان کا فرض ہے کہ وہ خود آپ کے پاس آتے تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کی عزت ان کے لڑکے (ابوبکر صدیق) کے احسانات کی وجہ سے کرتا ہوں۔ اور ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کے ہاتھوں نے مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچایا جس نے مجھے جانی اور مالی امداد دی اور اپنی بیٹی سے میری شادی کی[1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود تنگی و ترشی میں گزارا کیا کرتے تھے لیکن غربا کو سردیوں میں کپڑے مہیا کرتے۔[2]

اَعلَمُ الصحابہ

ایام مرض میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندہ کو اختیار دیا اگر وہ چاہے تو دنیا میں رہے اگر چاہے تو جوار اقدس کی جانب نقل کرے۔ اس بندہ نے بھی مولا کے پاس جانا منظور کیا ہے جتنے صحاب موجود تھے ان میں سے کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ آپ کس بندے کا ذکر فرماتے ہیں سوائے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی فوراً رو پڑے اور

---

[1] تاریخ الخلفاء ص ۵۷ (اردو)

[2] ابن اثیر ج ۲ ص ۲۹

سمجھ گئے کہ آپ اپنے حال کی خبر دے رہے ہیں۔ آپ کا سفر آخرت قریب آپہنچا ہے اس کے بعد حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ سب آدمیوں میں سے مجھ پر خرچ اور مدد کرنے والا مال سے ابوبکر صدیق ہے اگر میں سوائے خدا کے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن اخوت اسلام باقی ہے۔ مسجد کی طرف جتنے دروازے ہیں سب سوائے دروازہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بند کردو۔

(النووی بحوالہ تاریخ الخلفاء ص ۵۹۔ جذب القلوب شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۵۹ (بخاری جلد اول)

اسی اثنا میں بعض لوگوں نے کہا کہ اپنے دوست کا دروازہ کھول دیا اور سب کے دروازے بند کردیئے ہیں آپ نے فرمایا میں نے یہ اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ اپنی طرف سے نہیں کیا اس میں مجھے اختیار نہیں ہے اور فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر میں ایک نور دیکھتا ہوں۔ ؂۱

صحابہ کرام نے فرمایا وکان ابوبکر ھو اعلمنا کہ ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ ؂۲

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما صب اللہ شیئاً فی صدری الا وقد صببتہ فی صدر ابی بکر یعنی اللہ تعالے نے جو میرے دل میں ڈالا تفادہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں ڈال دیا۔ ؂۳

آں سرور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں ما صب اللہ شیئاً فی صدری الا صببتہ فی صدر ابی بکر۔ اللہ تعالے نے میرے سینے میں کوئی چیز نہیں ڈالی جس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں نہ ڈالا ہو۔ اور جتنی جتنی مناسبت زیادہ ہوا تنے ہی محبت کے فوائد زیادہ ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے حضرت صدیق جمیع اصحاب سے افضل ہو گئے اور کوئی شخص ان میں سے ان کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکا کیونکہ آپ کی مناسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ تھی

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز روزہ کی زیادتی کی وجہ سے یہ فضیلت نہیں ملی بلکہ ایک دوسری چیز سے ملی جو اس کے سینہ میں ڈالی گئی۔ (یہ روایت مجالس المومنین شیعہ میں بھی موجود ہے)

؂۱ جذب القلوب ص ۱۶۰ ؂۲ بخاری جلد اول فضائل ابوبکر صدیق رضی

؂۳ مکتوب نمبر ۹۳ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ۲۲ جلد ۳۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔ جامع لاصول الاولیاء ص ۱۱۰

بحوالہ قانون تصوف ص ۱۰۶۔ تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۴۲۔

علماء کہتے ہیں وہ چیز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور فنا فی حب الرسول ہے۔ لہ

زمانہ قبل از اسلام میں آپ علم انساب علم تعبیر اور فیصلہ ہائے خونبہا کے ماہر تھے اور چونکہ بچپن سے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق تھے لہٰذا فیض محبت کا اثر تھا کہ صحابہ کرام اپنے میں سے آپ کو سب سے زیادہ صاحب علم سمجھتے تھے۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضوان اللہ علیہم فتویٰ دیا کرتے تھے اور حضرت عثمان اور آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

جن پاکباز شخصیتوں کو وحی الٰہی کی کتابت پر فائز فرمایا گیا اور اللہ تعالےٰ نے کرام برَرہ یعنی ذی مرتبہ اور پاکباز فرمایا اور ان پر طعن کرنے والوں کو سخت الفاظ سے یاد فرمایا۔ وہ ہیں حضرات ابو بکر عمر عثمان علی معاویہ ابی بن کعب اور زید بن ثابت وغیرہم رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین۔ یہ وحی کے امین و مبلغ ہیں اور یہ ان کی بڑی عظمت وجلالتِ قدر ہے۔

جس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچنے والے تھے تو شہر کے باہر قیام فرمایا آپ ایک جگہ تشریف فرما ہو گئے اور حضرت ابو بکر وہاں کھڑے ہوئے تھے کہ اچانک پتہ چلنے پر انصار مدینہ وہاں ہی پیش قدمی کے لیے پہنچ گئے تو نا واقف لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرنے لگے آپ نے فراست سے معلوم کر لیا کہ لوگ انہی کو رسول اللہ تصور کر رہے ہیں لہٰذا فوراً حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں کھڑے ہو گئے کہ آنے والوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کا آقا و مولا کون ہے (بخاری) اس سے ظاہری مماثلت صدیقی بھی معلوم ہو رہی ہے۔

وکان ابو بکر مقدماً فی کل خیرٍ وکان رجلاً نسابۃ (العقد الفرید) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر ہر اچھے کام میں آگے آگے رہتے تھے اور علم انساب میں بڑے ماہر تھے۔

کفار رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو بیان کرتے تھے حضرت حسّان رضی اللہ عنہ نے جواب کی اجازت چاہی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر علم انساب کے ماہر ہیں ان سے مشورہ کر لو تو حضرت حسّان نے آپ سے مشورہ کے بعد جوابی اشعار کہے۔ قریش یہ اشعار سن کر کہتے تھے کہ ان

لہ رسالہ در ردِ روافض مؤلفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ حکیم غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ امرتسری۔ ص ۵۸ ۔

شعروں میں ابوبکر کا مشورہ ہے۔ [1]

اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایام عرب یعنی عرب کے جھگڑوں وغیرہ یعنی تاریخ عرب کے بھی بخوبی واقف تھے بلکہ آپ کی وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھی معلومات بہت زیادہ تھیں جیسا کہ عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ولا اعجب من علمك بالشعر وايام الناس اقول ابنة ابی بكر وكان اعلم الناس۔

اے اماں . . . مجھے آپ کے علم شعر و تاریخ پر تعجب نہیں کہ آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں جو سب سے بڑے عالم تھے۔ [2]

تعبیر رویا کے سلسلہ میں ابن سیرین جو تعبیر کے امام تسلیم کیے جاتے ہیں فرماتے ہیں۔ کان ابوبکر اعبر هذه الامة بعد النبی صلے اللہ علیہ وسلم یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت میں فن تعبیر کے سب سے بڑے عالم ابوبکر ہیں۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خواب بیان فرمایا کہ میں نے پہلے کالی بھیڑیں دیکھیں اور پھر اور آئیں جن کی رنگت کا فرق تھا سفید بالوں والی جن میں سُرخی بھی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے باجازت تعبیر بیان کی کالی بھیڑیں اہل عرب اور سفید عجمی لوگوں کے مسلمان ہونے کی بشارت جبکہ عجمی لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگی بہ نسبت عرب والوں کے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتہ نے بھی مجھے یہی کچھ بتلایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا ان کے گھر میں تین چاند اُترے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خواب سچا ہے تمہارے حجرہ میں تین دنیا کے بہترین افراد دفن ہوں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر بتلایا یہ ہے تمہارا پہلا چاند اس کے بعد خود اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی میں دفن ہوئے (ازالۃ الخفاء بحوالہ موطا امام مالک) شاہ ولی اللہ اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے خواب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان فرما کر تعبیر لیتے تھے۔

---

[1] استیعاب ابن عبدالبر (باب حسان رضی اللہ عنہ)

[2] مسند احمد بن حنبل جلد ۶۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ تہذیب النووی لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے علماء نے اسے دلیلاً ثابت کیا ہے کہ آپ (یعنی صدیق اکبر) بہت بڑے عالم تھے ان کا قول صحیحین یعنی بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ خدا کی قسم میں اسے ضرور قتل کر دوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق ڈالے گا۔ خدا کی قسم اگر وہ مجھے ایک نکیل کے دینے بھی منع کریں گے جسے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دیئے دیا کرتے تھے میں اس کے روکنے پر ان کے ساتھ مقابلہ کر دوں گا۔ شیخ ابو اسحٰق نے یہ اور اس قسم کی دوسری چیزیں طبقات میں اس امر پہ نقل کی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے زیادہ عقلمند تھے کیوں کہ جب کسی امر میں آپ کے ماسوائے صحابہ میں اختلاف پیدا ہوتا تھا تو وہ عاجز ہو کر آپ سے فیصلہ کراتے اور اسی پر عمل کرتے[1]

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کے مقدمات کے فیصلے کون کرتا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا میں ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کے سوا کسی کو نہیں جانتا۔[2]

ابن کثیر کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے پڑھے لکھے تھے یعنی علم قرآن میں خصوصاً تمام صحابہ میں بڑے عالم تھے کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہی امام نماز بنایا جب کہ آپ ہی کا حکم ہے کہ علم قرآن کا سب سے زیادہ جاننے والا قوم کا امام ہوگا۔[3]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم کے لیے مناسب نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کوئی اور امامت کرائے (ترمذی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علم حدیث کے بھی بہت بڑے ماہر تھے جب کبھی کسی موقعہ پر صحابہ نے آپ کی طرف رجوع کیا آپ ان کے سامنے اسی معاملہ کی حدیث لے کر آ گئے جس کو دوسرے نہ جانتے تھے۔ پھر ایسا کیوں نہ ہوتا کہ آپ ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعثت سے وصال تک رہے۔ آپ خدا کے تمام بندوں میں سے ذکی ترین تھے اور عقلمند ترین بھی۔[4]

ابو القاسم البغوی میموں ابن مہران سے نقل کرتے ہیں (مختصراً) آپ کسی معاملہ میں بھی پہلے قرآن مجید سے پھر حدیث سے فیصلہ کرتے اور اگر کسی معاملہ میں تردد ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] تاریخ الخلفاء اردو ص ۵۸۔ [2] ایضاً۔
[3] ایضاً۔ [4] ایضاً ص ۵۹۔

سے کسی فیصلہ کے بارے میں دریافت کرتے اگر کوئی فیصلہ نہ ملتا تو لوگوں کے مشورہ سے معاملہ طے کرتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے سے استفادہ کرتے تھے۔ [1]

جبیر ابن مطعم قریش اور علم الانساب کے بہت بڑے علامہ تھے کہتے تھے کہ میں نے یہ علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھا۔ [2]

رسول کریم نے صحابہ کو فرمایا کہ اپنے خوابوں کی تعبیر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لیا کرو۔ [3]

ابن کثیر کہتے ہیں ابوبکر تمام لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح اور اعلیٰ درجہ کے واعظ تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بظاہر شرائط کچھ ناگوار معلوم ہوتی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے مذہب کے معاملے میں بے عزتی کیوں برداشت کریں؟ آپ نے موزوں جواب دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی اظہار احساس کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بعینہ وہی جواب دیا جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا (بخاری)

ایک عیسائی مستشرق تاریخ دان لامنس نے لکھا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں میں سب سے زیادہ عقلمند، سب سے زیادہ مدبر اور سب سے زیادہ وسیع النظر تھے۔ [4]

مانعین زکوٰۃ کے سلسلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کردار پر اکثر صحابہ نے نرمی کا مشورہ دیا تھا لیکن آپ نے تسلیم نہ فرمایا بعدہٗ سب صحابہ نے آپ کے مؤقف کی تائید کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ فما ھو الا ان رأیت قد شرح صدر ابی بکر۔ میں نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالےٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا۔ [5]

ایک موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔" رحم اللہ ابا بکر ھو کان اعلم منی بالرجال۔ اللہ تعالےٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ مجھ سے زیادہ مردم شناس واقع ہوئے ہیں۔ [6]

---

[1] تاریخ الخلفاء اردو ص ۶۱ — [2] ایضاً

[3] الدیلمی مسند الفردوس میں اور ابن عساکر نے سمرہ سے نقل کیا — [4] خلفائے محمد از ابو النصر مصری سیرۃ صدیق ص ۴۲

[5] صدیق اکبر ص ۱۸۵ — [6] فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۴۳

۵۔ رسول اللہ نے سب سینۂ صدیق کو سونپا

جو ان کے سینۂ اقدس میں تھا نور مبین کو ئی ۔ تاج

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اللہ نے ہی الصدیق کو خلیفہ بنایا کیوں کہ وہ سب سے زیادہ عالم سب سے زیادہ متقی۔ اور اللہ سے بہت ڈرنے والے تھے۔ [1]

علامہ محمد بن سیرین فرماتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علم وفضل حضرت امیرالمومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حصہ تھا۔ فصاحت لسانی میں تمام عرب سرزمین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثال پیدا نہ کر سکی۔ [2]

صحابہ کرام میں جب بھی کسی معاملے میں اختلاف پیدا ہوتا تو نہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب رجوع کرتے۔ آپ کے فیصلے میں کسی کو دم مارنے کی گنجائش نہ تھی۔ [3]

مراتب صحابہ

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی تعظیم کرنا اور محبت رکھنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں صرف ترغیب ہی نہیں دی بلکہ حکم فرمایا کہ آپ کے صحابہ کرام سے محبت کی جاوے اور اس محبت کو اپنی محبت ہی قرار دیا اور صحابہ کرام سے بغض و عناد کو اپنے ساتھ بغض وعداوت قرار دیا اور ان کو ایذا پہنچانے کو اپنے ساتھ ایذا رسانی قرار دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں۔ جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے۔

بعض علماء کرام نے والنجم (قسم ہے ستارے کی) سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام مراد لیے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالے نے تو صحابہ کرام کے گھوڑوں کے سموں سے نکلنے والی چنگاریوں کی قسم اٹھائی ہے یہ صحابہ کرام ہی تو ہیں جن کی وساطت سے قرآن وسنت اسلام وایمان ہم تک پہنچا ہے اگرچہ صحابہ کرام معصوم نہیں۔ ان سے غلطی کا امکان ہے لیکن ان کے خلوص پہ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ان تمام صحابہ کرام کا مرتبہ بہت بلند ہے لیکن ان میں بھی مراتب کا فرق ہے۔ جیساکہ فتح مکہ کے بعد کے صحابہ سے فتح مکہ سے پہلے والے

---

[1] تاریخ الخلفاء سیوطی ۔ [2] برہان الاسلام ص ۱۰۳۔

[3] برہان الاسلام ص ۱۱۲۔

صحابہ کا مرتبہ بلند ہے خصوصاً جنہوں نے مال و جان کی قربانیاں پیش کیں اور "السابقون الاولون من المہاجرین والانصار" کا اعزاز پایا پھر ان میں سے بھی بیعت رضوان والوں کا مرتبہ زیادہ ہے ان میں سے جنگ احد میں شامل ہونے والوں کا ان سب میں سے بلند مرتبہ والے بدری صحابہ ہیں۔ ان بدریوں میں سے عشرہ مبشرہ ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے بلند ترین مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہ اتنا بڑا مرتبہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد ان سے زیادہ افضل کوئی نہیں۔ تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے جیسا کہ عقائد کی تمام کتب میں تصریح ہے۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ (النساء ۶۹) ۔

(ترجمہ اعلیحضرت) اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

مذکورہ آیت میں اللہ تعالےٰ نے مختصراً مراتب جلیلہ کا اظہار فرمایا ہے اور بالترتیب عملاً بھی ایسا واقعہ ہُوا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت رسالت پر حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ متمکن ہوئے اور پھر حسب مراتب ان کے جانشین بالترتیب حضرات عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم شہداء کرام سے ہوئے اور پھر صالحین میں سے حضرات حسن و معاویہ امیر المومنین کی حیثیت سے امور خلافت کے مختار ہوئے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝

ترجمہ۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔

اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان سے مراد حضرات ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہیں۔ اہل سنت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر پھر عثمان اور پھر علی رضی اللہ عنہم پھر باقی عشرہ مبشرہ پھر ان کے بعد باقی جو جنگ بدر میں تھے پھر ان کے بعد جو جنگ احد میں تھے پھر وہ جنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور پھر ان کے ماسوا صحابہ۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

ابو منصور بغدادی نے اس کو ایک امر حق ذکر کیا ہے اور اس پہ اجماع ہے۔ [۱]

اہلسنت وجماعت کی کتب میں سے چند حوالہ جات کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں :-

۱ ۔ الفقہ الاکبر سراج الامۃ امام ابو حنیفہ ص ۱۱ ۔ ۱۱ ۔ نعیم العرفان ص ۹۳

۲ ۔ وصیت نامہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ص ۲۴ ۔ ۱۲ ۔ عقد الفرائد در بیان احسن العقائد اردو ترجمہ

۳ ۔ قصیدۃ بدأ الامالی ص ۳۲ ۔ الیواقیت الجواہر عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۳/۲۴

۴ ۔ بیان السنۃ المعروف عقیدہ الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۶۷ ۔ ۱۳ ۔ غایۃ التحقیق اعلیحضرت بریلوی مکمل کتاب

۵ ۔ الصراط السوی ترجمہ عقائد توربشتی ص ۲۵۲ ۔ ۱۴ ۔ کتاب العقائد سید محمد نعیم الدین ص ۲۸

۶ ۔ العقیدہ الحسنۃ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۹۵ ۔ ۱۵ ۔ عقائد اہل سنت وجماعت علامہ نور بخش توکلی ص ۴۸

۷ ۔ شرح العقائد نسفی تہذیب العقائد ص ۱۵۵ ۔ ۱۶ ۔ ہمارا اسلام حصہ چہارم ص ۲۸

۸ ۔ " " ملا تفتازانی ص ۱۴۸ ۔ ۱۷ ۔ مسلک مجدد ص ۱۲

۹ ۔ عقائد اسلام (حقانی) ص ۲۲۳ ۔ ۱۸ ۔ عقائد نامہ مولانا ضیاء الدین خالد البغدادی

۱۰ ۔ نور الایقان ترجمہ اردو تکمیل الایمان شاہ عبدالحق ص ۶۸ ۔ انگریزی ترجمہ حسین الحلمی ترکی ص ۴۱

فضائل وافضلیت صدیقی

وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا (النساء) اور ابراہیم علیہ السلام وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خلیل بنایا۔ زیر آیت مذکور صاحب تفسیر مواہب الرحمٰن تحریر فرماتے ہیں :-

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر خطبہ میں فرمایا۔ اَیُّھَا النَّاسُ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرِ ابْنَ اَبِیْ قُحَافَۃَ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ صَاحِبُکُمْ خَلِیْلُ اللّٰہِ (روایت البخاری ومسلم)

یعنی اگر میں اہل زمین سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر بن ابی قحافہ کو خلیل بناتا۔ ولیکن تمہارے صاحب کا خلیل اللہ تعالیٰ ہے اور یہ آیت کی طرف سے آئی ہے اور یہ فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخصوص تھی۔ [۲]

---

[۱] تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۶۴ ۔ [۲] پارہ پنجم ص ۲۰۳ ۔

یا ایھا الذین آمنوا من یرتد ... واللہ واسعٌ علیم (المائدۃ ۵۴)

آیت مذکورہ کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی حالت کے بیان میں اس کا نزول ہوا لہٰذا کہا گیا کہ اس قوم سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر صحابہ و تابعین ہے جنہوں نے مرتدوں پر جہاد کیا۔ صحابہ سے کہا انبیاء علیہم السلام کے بعد کوئی شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہوا کہ لڑائی کرنے میں انبیاء میں سے ایک نبی کے قائم مقام ہوئے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدوں پر جہاد کا قصد کیا تو صحابہ نے اس کو مکروہ جانا اور بعض نے کہا کہ وہ اہل قبلہ ہیں ان پر کیوں کر جہاد ہو سکتا ہے اور بعض نے کہا کہ ہم کہاں تک اس بے شمار قوم سے لڑیں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر مشقت اٹھائی تھی۔ غرضیکہ سب نے اختلاف کیا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تنہا ان پر جہاد کرنے کا قصد فرمایا اور تلوار حمائل کر کے باہر نکلے پس خواہ مخواہ سب لوگ ان کے پیچھے نکلے اور آخر اللہ تعالےٰ نے اسلام کو فتح دی پس ابن مسعود نے فرمایا کہ ہم نے ابتداء میں اس جہاد کو مکروہ جانا پھر انتہا میں ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کیا یعنی "اگر وہ نہ ہوتے تو اسلام مٹ جاتا"۔ [1]

ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہٖ لا تحزن ان اللہ معنا۔

(غار میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ثانی (ابوبکر صدیق) رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مصاحب (ابوبکر) سے فرمایا خوف نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی معیت خصوصی رسول اللہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے)

فان اللہ ھو مولٰہ و جبریل و صالح المومنین و الملائکۃ بعد ذالک ظھیر

اس آیت کی تفسیر میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صالح المومنین ابوبکر و عمر۔ (یہ نیک مسلمان صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہیں)۔ [2]

---

[1] مواہب الرحمٰن پارہ ۶ ص ۱۳۵ - [2] رواہ الطبرانی فی الکبیر و ابن مردویہ و الخطیب عن ابن المسعود ص ۴۹ - ۲۴۱ الامن و العلی اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم صحابہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سب سے بہتر وافضل سمجھتے تھے (بخاری باب فضل ابوبکر)

ابو یعلی اور طبرانی نے معجم اوسط میں ابن عساکر اور حسن بن عرفہ نے اپنے جزء مشہور میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج جس جس آسمان سے میں گزرا میں نے دیکھا۔

فیہا مکتوبٌ محمد رسول اللہ وابوبکر الصدیق خلفی

یعنی اپنا نام لکھا ہوا محمد رسول اللہ اور اس کے بعد ابوبکر صدیق ۔ [1]

دار قطنی نے افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابو درداء سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شب مجھے معراج ہوئی ۔

قال رایت لیلة اسری لی فی العرش فرندة خضراء فیھا مکتوب بنور ابیض

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ابوبکر ن الصدیق ۔ عمر الفاروق

میں نے عرش میں ایک سبز جواہر دیکھا جس میں سفید نور سے لکھا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر ن الصدیق عمر فاروق یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اس کے رسول ہیں اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ۔ [2]

جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا تو اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق و مغرب تک تھا لکھا "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔ انہیں کے واسطہ سے لونگا انہی کے وسیلے سے دونگا ان کی امت سب امتوں سے افضل اور ان کی اُمت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

وافضلھا ابوبکر ن الصدیق [3]

---

[1] تفسیر آیات قرآنی ص ۴۸۶

[2] تفسیر آیات قرآنی ص ۴۸۶

[3] الزاجر عن سلمٰن ص ۳۶ الامن والعلیٰ تالیف اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

سید الناس یوم القیامۃ حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ۔ الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی " عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی ۔ (مشکوٰۃ شریف)
کلید ہائے بہشت و ابواب رحمت یعنی بہشت و ابواب رحمت کی کنجیاں (اشعۃ اللمعات)

ابن عبد ربہ کتاب بہجۃ المجالس میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل فرماتے ہیں (مختصراً) بروز قیامت مالک داروغہ دوزخ پکارے گا اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دوں اور رضوان داروغہ جنت پکارے گا کہ اے گروہ مسلمین اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر کے سپرد کر دوں ۔ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ ۔ گواہ ہو جاؤ ۔

ان اللہ امرنی ان ادفع مفاتیح جھنم الی محمد امرنی ان ادفع الی ابی بکر ، ھا ر اشھدوا ۔

ان اللہ امرنی ان ادفع مفاتیح الجنۃ الی محمد امرنی ان ادفع الی ابی بکر ، ھا ر اشھدوا ۔ [1]

حافظ ابوسعید عبدالملک بن عثمان کتاب شرف النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بروز قیامت جب سب اگلے پچھلے جمع ہوں گے تو عرش کے پاس دو منبر نور کے بچھائے جائیں گے جن پر دو شخص چڑھ کر پکاریں گے ۔ ایک کہے گا میں رضوان داروغہ بہشت ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دوں ۔

وان محمد امرنی ان اسلمھا الی ابی بکر وعمر لیدخلا محبیھا الجنۃ

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ابوبکر و عمر کو دے دوں تاکہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کر دیں ۔

---

[1] علامہ ابراہیم بن عبداللہ المدنی الشافعی فی باب السابع من کتاب التحقیق فی فضائل الصدیق من کتابہ الاکتفا فی فضل الاربعۃ الخلفا بحوالہ الامن والعلی ص ۶۲

اور اس طرح داروغہ جہنم مالک پکارے گا کہ اللہ تعالےٰ نے جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے کا حکم دیا ہے۔ ومحمد امرنی ان اسلمہا الیٰ ابی بکرٍ و عمرَ لیدخلا بغضیہما النار الا فاشھدوا۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کو دے دوں تاکہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں۔ گواہ ہو جاؤ۔ [1]

ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں روایت کی "بروز قیامت خلفاء محمد صلے اللہ علیہ وسلم لائے جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو"

علامہ شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض شرح الشفا میں نقل کیا۔ [2]

بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی محمد شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ افضل الاصحاب والاولیاء یعنی حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام اولیاء و اصحاب سے افضل ہیں یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے افضل الاولیاء ہونے سے انکار قرآن و سنت و اجماع امت کے ساتھ مکابرہ ہے۔ [3]

جب اپنا تمام مال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا تو دریافت کرنے پر عرض کیا "ابقیت لہم اللہ و رسول" یعنی میں نے گھر والوں کے لیے اللہ و رسول کو باقی رکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر کہا "میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی سبقت نہ لے جا سکوں گا۔ [4]

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔

ما ولد فی الاسلام مولود ازکیٰ ولا اطہر ولا افضل من ابی بکر ثم عمر

یعنی اسلام میں کوئی شخص ایسا پیدا نہ ہوا جو ابوبکر پھر عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ستھرا، پاکیزہ اور زیادہ فضیلت والا ہو۔ [5]

---

[1] الامن والعلیٰ ص ۶۳ [2] الامن والعلیٰ ص ۶۴

[3] جزاء اللہ عدوہ باباہ ختم النبوۃ از اعلیحضرت ص ۱۱۵ - ۱۱۶

[4] دارمی - ابوداؤد - ترمذی وغیرہ ، بحوالہ الامن والعلیٰ ، ص ۱۱۱

[5] ابن عساکر ، بحوالہ جزاء اللہ ، ص ۶۳

سیدنا علی فرماتے ہیں وھل انا الاحسنۃ من حسنات ابی بکر یعنی میں کون ہوں مگر ابوبکر کی نیکیوں سے ایک نیکی لہ ابن عساکر سالم بن ابی الجعد سے راوی کہ حضرت ابوبکر کے متعلق محمد بن حنفیہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کان افضلھم اسلاما حین اسلم حتی لحق بربہ ، وہ جب سے مسلمان ہوئے اور جب تک اپنے رب کے پاس گئے ان کا ایمان (یعنی ابوبکر صدیق کا) افضل رہا ۔[۲]

محمد عبداللہ محض بن امام حسن مثنیٰ نے فرمایا۔ یسئلونی عن ابی بکر و عمر لھما افضل عندی من علی۔ مجھ سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کرتے ہیں میرے نزدیک ہر دو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔[۳]

حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد مکرم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ ، عرض کیا پھر کون فرمایا عمر رضی اللہ عنہ . . . میں نے عرض کیا ان کے بعد پھر آپ ہیں ؟ تو فرمایا میں تو نہیں مگر ایک فرد مسلمانوں میں سے ۔[۴]

سیّدنا حضرت علی نے فرمایا (ترجمہ) اے لوگو مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں پہلے متنبہ کر چکا ہوتا تو اب سزا دیتا آج کے بعد جس نے ایسا کہا وہ مفتری ہے اور اسے مفتری کی حد آئے گی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ۔[۵]

امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ جو مجھے حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم پر فضیلت دے گا اسے مفتری کی حد اسّی کوڑے لگاؤں گا۔[۶]

سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا جنت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کون جائیں گے تو آپ نے فرمایا . . . وہ دونوں (ابوبکر و عمر) جنت کے پھل کھائیں گے اس کے پانی

لہ فضائل الصدیق ، ابوطالب عشاری بحوالہ جزاء اللہ ، ص ۶۳

[۲] جزاء اللہ ص ۶۵ [۳] دارقطنی بحوالہ جزاء اللہ ص ۶۶۔

[۴] بخاری جلد دوم مترجم ابونعیم فی حلیۃ وغیرہ ص ۳۸۵

[۵] عشاری کتاب فضائل الصدیق۔ اصبہانی کتاب الحجۃ۔ ابن عساکر تاریخ دمشق وغیرہ بحوالہ جزاء اللہ ص ۵۹

[۶] استیعاب ، دارقطنی وغیرہ بہ تغییر الفاظ ابن عساکر۔ امام احمد۔ حاکم مستدرک وغیرہ)

سے سیراب ہوں گے اور مسندوں پہ آرام کریں گے اور میں ابھی حساب میں کھڑا ہوں گا۔ [1]

جب لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو آپ فرماتے ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑی سبقت والے کا ذکر کر رہے ہیں۔ کمال بیشی سے جانتے والے کا تذکرہ کرتے ہیں قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب ہم نے کسی خیر میں پہنچنی چاہی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سے سبقت لے گئے۔ [2]

جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتنہ ارتداد کے خلاف اعلان جہاد فرمایا جب کہ دیگر صحابہ کرام اس حق میں نہ تھے تو کامیابی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ واللہ ما اریٰ ابا بکر الا ان شرح اللہ صدرہ للقتال یعنی واللہ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے مرتدین سے قتال کرنے کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا۔۔ [3]

واللہ لیوم ولیلۃ ابی بکر خیر من عمر و آل عمر ثم ذکر لیلۃ الغار الی قال واما الیوم فتذکر قتالہ لمن ارتد۔ [4]

اللہ کی قسم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک رات اور ایک دن عمر و آل عمر کی پوری زندگی سے بہتر ہے۔ فرماتے ہیں وہ رات غارِ حرا کی رات اور وہ دن مرتدین سے جنگ کے فیصلے کا دن ہے۔

ابورجا رالعطاردی مدینہ شریف گئے تو دیکھا کہ ایک بڑے مجمع میں ایک صاحب دوسرے کا سر چوم رہے ہیں اور چومنے والا کہہ رہا ہے۔ انا فداؤک ولولا انت لنھلک میں آپ پہ فدا اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہوجاتے (بسلسلہ جنگ مانعین زکوٰۃ جو ذلیل و خوار ہوئے) یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر چومنے والے تھے (ان کی ہمت۔ جرأت پامردی۔ مستقل مزاجی اور عزم بالجزم اور ثابت قدمی کی داد دے رہے تھے۔ [5]

---

[1] کتاب الحجۃ اصبہانی و ابوطالب عشاری بحوالہ حزب اللہ ص ۶۱

[2] طبرانی۔ معجم اوسط۔ [3] کنز العمال ۶/۳۱۳

[4] کنز العمال جلد ۶ ص ۳۱۳

[5] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ جلد ۱ ص ۹۹۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ھو افقہ بعد الاربعہ یعنی خلفاء اربعہ کے بعد فقہ میں ان کا مرتبہ ہے جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تعلیم دینے کے لیے کوفہ بھیجا تو ان کو لکھا کہ میں ان کو اپنے سے علیحدہ نہ کرنا چاہتا تھا لیکن تم کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا قول ہے لقد قمنا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً کدنا نھلک فیہ لولا ان اللہ من علینا بابی بکر . . .

ترجمہ - ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایسے مقام پر کھڑے ہو گئے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا خلیفہ عطا فرما کر احسان نہ کرتا تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ [1]

مذکورہ بالا کا تعلق اس موقعہ سے ہے کہ جب حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا کچھ تو مسلم مرتد ہونے لگے مسیلمہ وغیرہ نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے اپنے ساتھ کچھ لوگ لگا لیے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا مسئلہ پیش آیا حتیٰ کہ مخالف حکومتوں کے دل میں ولولہ پیدا ہوا کہ مسلمانوں سے اب بدلہ لیا جائے اور ان کو تاراج کر دیا جائے۔ ایسے غیر موافق حالات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذات عالی ہی تھی جس نے اسلام کی حفاظت کے لیے وہ کچھ کیا کہ جو صرف نبیوں کی شان کے لائق تھا اور اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی جرأت و ہمت اور استقلال سے تمام حوادث پر قابو پا لیا بلکہ اپنی قریباً ڈھائی سالہ خلافت میں مملکت اسلامی کو مزید وسیع کر دیا اور نتیجتہً مسلم و غیر مسلم سب کو ان کی عظیم ترین خدمات کا اعتراف کرنا پڑا۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بجا فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ ہی ان کی خدمات کا بہترین صلہ عطا فرمائے گا کیوں کہ جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں اور سلوک کا بدلہ نہیں دے سکا تو اور کون دے سکتا تھا۔

علامہ امام ابوبکر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور قاضی عیاض صاحب الشفاء شریف کے استاد) اپنا چشم دید واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔

---

[1] فتوح البلدان بلاذری خبر ردۃ العرب ص ۱۰۴۔

"یہ ہے مدینۃ السلام (بغداد شریف) بنو العباس کا دار الخلافہ۔ ان کے اور بنو امیہ کے خلاف جو کچھ ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس کی مسجدوں کے دروازوں پر لکھا ہوا ہے۔ خیر الناس بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی ثم معاویہ خال المومنین

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین شخص ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی اور پھر معاویہ اہل ایمان کے ماموں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ [۱]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی صحابہ میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سب پر ترجیح دیا کرتے تھے پھر اس کے بعد حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیگر صحابہ پر ترجیح دیتے تھے۔ [۲]

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر میرے بھائی اور مصاحب ہیں۔ اخی وصاحبی۔ [۳]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نرمی اس درجہ پر تھی کہ مسلمانوں کے بچے جب انہیں دیکھتے تو باپ باپ کہتے ان کے پاس جاتے وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم منبر پر وہاں بیٹھے جہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے قدم مبارک رکھتے تھے۔ فرمایا کافی ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ کے قدموں کی جگہ بیٹھوں اور خطبہ دیا:

صدیق مسلمانوں کے والی ہوئے ان کی نرمی و رحمت و کرم کی حالت تم سب پر روشن ہے فکنت خادمہ وعونہ جب کہ میں ان کا خادم اور سپاہی تھا اپنی شدت ان کی نرمی کے ساتھ ملاتا ان کے سامنے تیغ عریاں تھا وہ چاہتے تو نیام میں کرتے خواہ رواں فرماتے اسی حال میں رہا یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی گئے۔ [۴]

ابو مریم بیان کرتے ہیں کہ میں کوفہ میں تھا کہ حضرت حسن بن علی کرم اللہ وجہہ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا

---

[۱] العواصم من القواصم ص ۲۱۳ عربی مطبوعہ مصر۔

[۲] بخاری شریف مترجم ص ۳۰۹ ابو داؤد بحوالہ مشکوٰۃ۔

[۳] بخاری شریف مترجم ص ۳۸۰۔

[۴] الامن والعلیٰ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۴۔۱۵۔

فرمایا کہ رات میں نے خواب عجیب دیکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ عرش عظیم پر ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ایک پایہ عرش کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آنحضور کے دوش مبارک پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دوش پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت عثمان ذوالنورین تشریف لائے اس صورت میں کہ ان کے ہاتھ میں ان کا سر مبارک تھا اور عرض کی یا الٰہی اپنے بندوں سے پوچھو کہ مجھے کس قصور میں قتل کیا۔ اس کہنے پر آسمان سے دو پرنالے زمین پر خون کے بہنے لگے۔ لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ حضرت حسن یہ کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا جو دیکھا وہی کہتے ہیں۔ (امام احمد)

اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تقرب الی اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقام عالی کا بخوبی اظہار ہو رہا ہے۔

اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام سب کے اسلام سے افضل اور ان کا ایمان تمام امت کے ایمان سے ازید و اکمل ہے۔ [1]

عمر ابو نصر مصری خلفاء محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں زیر عنوان اسلام کا پہلا خلیفہ لکھتے ہیں:۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل اور نیک خو تھے۔ محبت و شفقت گویا آپ کی فطرت تھی اور ایمان و یقین کا مجسمہ تھے۔ عزم و ہمت اور قول و عمل میں پختگی آپ کی ہر حرکت سے ہویدا تھی۔ اولوالعزمی اور مستقل مزاجی۔ راست بازی اور نیک خصالی میں کوئی آپ کی نظیر نہ تھا۔ . . . ہم نے اس فصل میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض اخلاق و عادات کو بے حد مختصر طور پر بیان کیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کے فضائل ریت کے ذرّوں کی طرح بے حساب و شمار ہیں۔ اگلی فصلوں میں بھی ہم آپ کے فضائل پر بحث کریں گے۔ لیکن حق یہی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی گرد کو بھی کوئی نہیں پا سکتا۔ [2]

---

[1] تنزیہ المکانۃ الحیدریہ از اعلیٰ حضرت ص ۷۸۔

[2] حصہ سیرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ ص ۳۰ تا ۳۲۔

ایک غیر مسلم انگریز مصنف سر ولیم میور اپنی کتاب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق یوں تحریر کرتا ہے (ترجمہ) آپ کا عہد مختصر تھا۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی ایسا نہیں ہوا جس کا اسلام کو ان سے زیادہ ممنون اور مرہون احسان ہونا چاہیئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نفسانی عظمت و شوکت کا کبھی خیال نہیں آیا۔ انہیں شاہانہ اقتدار حاصل تھا۔ اور وہ بالکل خود مختار تھے۔ مگر وہ اس طاقت و اقتدار کو صرف اسلام کی بہتری اور کافۂ انام کے فائدہ پہنچانے کی خاطر عمل میں لائے۔ ان کی ہوش مندی اس امر کی مقتضی نہ تھی کہ خود فریب کھالیں اور وہ خود ایسے متدین تھے کہ کسی کو دھوکہ نہ دے سکتے تھے۔ [1]

حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ اتنا بلند ہے اہلِ علیین میں جیسا کہ تم لوگ روشن ستارہ کو آسمانوں کی بلندی پر دیکھتے ہو۔ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر و عمر سیّدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین یعنی حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم اگلے پچھلے اہل جنت میں ادھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں ماسوا انبیاء و مرسلین کے [3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب مسجد نبوی میں تشریف لائے تو کوئی صحابی آپ کی طرف سر نہ اٹھاتا ماسوائے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر متبسم ہوتے اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر مسکراتے۔ [4]

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عادت و خصوصیت محبوبوں کی ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر متبسم و شاد ہوتے ہیں (اشعۃ اللمعات)

---

[1] بحوالہ تفسیر آیات قرآنی ص ۳۰۶۔

[2] شرح السنۃ۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ رابعہ مناقب ابوبکر و عمر ص ۱۶۰، احسن الہدایات

[3] ترمذی۔ ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ رابعہ ص ۱۶۸۔

[4] ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم۔ ص ۱۶۹۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن حجرہ مبارک سے باہر صورت نکل کر مسجد میں داخل ہوئے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم آپ کے دائیں بائیں اور آپ نے ان کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ پس آپ نے فرمایا۔ ھکذا یبعث یوم القیامۃ۔ کہ اسی صورت میں ہم بروز قیامت اٹھائے جائیں گے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر فرمایا۔ ھذان السمع والبصر یہ دونوں بمنزلہ شنوائی و بینائی ہیں [2]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرام سے فرمایا یطلع علیکم رجلٌ من اھل الجنۃ فاطلع ابو بکرٍ کہ اہلِ جنت میں سے ایک شخص آوے گا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ظاہر ہوئے پھر اس طرح فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے [3]

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک ستاروں بھری رات میں جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سراقدس میری گود میں تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کسی کی ستاروں کی گنتی کے مطابق نیکیاں ہوں گی؟ فرمایا ہاں عمر رضی اللہ عنہ کی۔ میں نے پھر عرض کیا کہ ابوبکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے تو آپ نے فرمایا۔ انما جمیع حسنات عمرٍ کحسنۃٍ واحدۃٍ من حسنات ابی بکرٍ کہ عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے مانند ہیں۔ [4]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھ کر آپ نے فرمایا تمہارے یہ دوست لڑکر آرہے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا کہ میرے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہوگیا میں نے بے ساختہ انہیں کچھ کہہ دیا اور ان سے معافی چاہی تو انہوں نے انکار کردیا لہٰذا آپ کے پاس التجا لایا ہوں۔ دریں اثنا

---

[1] ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم۔

[2] ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ۔ [3] ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ

[4] بروایہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو احساس ہوا تو پیچھے پیچھے آئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب عمر کو دیکھا تو چہرہ متغیر ہونے لگا ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور دو زانو ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ غلطی میری ہی تھی تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تو تم لوگوں نے کہا جھوٹا ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا سچا ہے۔ انہوں نے اپنی جان و مال سے میری خدمت کی۔

فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدق و واسانی بنفسہ ومالہ فھل انتم تارکوا لی صاحبی مرتین فما اوذی بعدھا۔

پس کیا تم میری خاطر میرے دوست سے درگذر نہ کروگے۔ یہ دو مرتبہ فرمایا۔ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔ ؎۱

حضرت عمرو بن العاص کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ذات سلاسل کے غزوہ میں امیر لشکر مقرر فرمایا۔ واپسی پر انہوں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا سے، عرض کی مردوں میں سے، فرمایا عائشہ کے باپ (ابوبکر صدیق) سے پوچھا ان کے بعد فرمایا عمر رضی اللہ عنہ سے.. ؎۲

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو از راہِ تکبّر کپڑا لٹکائے۔ اللہ تعالےٰ روزِ قیامت نظر رحمت سے اس کی طرف نہ دیکھے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرا کپڑا از خود لٹک جاتا ہے تو آپ نے فرمایا تم از راہِ تکبّر ایسا نہیں کرتے۔ (یعنی اس سے مستثنےٰ ہو)۔ ؎۳

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مختصراً) بروز قیامت مختلف لوگ جنت کے مختلف دروازوں۔ نمازیوں۔ مجاہدوں۔ صدقہ کرنے والوں وغیرہم کے دروازوں سے بلائے جائیں گے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی ایسا بھی ہوگا جو سب دروازوں سے بلایا جائے گا تو آپ نے فرمایا۔

؎۱ بخاری مترجم ص ۳۸۱ جلد دوم ؎۲ بخاری مترجم ص ۳۸۱ جلد دوم مسلم مترجم جلد دوم ص ۱۴۹۸

؎۳ بخاری جلد دوم مترجم ص ۳۸۲

"نعم وارجوا ان تکون منہم یا ابوبکرؓ"۔

یعنی ہاں اے ابوبکر مجھے امید ہے کہ تم ان ہی میں سے ہو۔ [1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے (مختصراً) دوران سفر میرا ہار گم ہوگیا۔ تلاش کی وجہ سے دیر ہوگئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے زانو پر سر رکھ کر سو گئے لوگوں کو پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ وضو کر سکیں یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو اللہ تعالے نے آیات تیمم نازل فرمائیں تو لوگوں نے تیمم کیا تو اس وقت تیمم کی اجازت سے بڑی مسرّت ہوئی اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ما ھی باول برکتکم یا ال ابی بکر۔ اے آل ابی بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں (یعنی تمہاری وجہ سے کئی برکتیں پہلے ظاہر ہو چکی ہیں) پھر جب اونٹ کو اٹھایا تو ہار اس کے نیچے ہی پڑا تھا۔ [2]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن "مختصراً" حضور اکرم چاہ اریس کی منڈیر پر اپنی ٹانگیں لٹکائے بیٹھے تھے۔ میں دروازہ پر دربان کی حیثیت سے بیٹھ گیا۔ دریں اثناء حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اجازت طلب کی میں نے خدمت اقدس میں عرض کیا تو آپ نے جنت کی بشارت کے ساتھ اجازت دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے جنت کی بشارت دے کر اجازت دی وہ بھی آپ کے ساتھ اس طرح منڈیر پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔ جنت کی بشارت دو ایک مصیبت پر جو ان کو پہنچے گی اور اندر آنے کی اجازت دی۔ وہ اندر آئے تو سامنے بیٹھ گئے، سعید بن مسیّب کہتے ہیں میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے لی۔ [3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کی میت پر کھڑا تھا کہ کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا اے عمر اللہ تعالے تم پر رحم فرمادے۔ میں امید

---

[1] بخاری مترجم جلد دوم ص ۳۸۳

[2] ایضاً " " ص ۳۸۶

[3] بخاری جلد دوم مترجم ۳۸۷

کرتا ہوں کہ اللہ تعالٰے تم کو تمہارے ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا اس لیے کہ میں نے اکثر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ میں ابوبکر و عمر فلاں جگہ گئے۔ فلاں کام کیا وغیرہ۔ بے شک مجھے اُمید واثق تھی کہ اللہ تعالٰے تم کو ان دونوں سے جدا نہ کرے گا۔ یہ الفاظ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہہ رہے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ [1]

بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک روز حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں پھر پوچھا تم میں سے کس نے مسکین کو آج کھانا کھلایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے۔ پھر پوچھا آج تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں یہ باتیں جمع ہیں وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ [2]

بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (مختصراً) حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماسوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم نے ہر ایک کی نیکی اور سلوک کا بدلہ دے دیا پس تحقیق ابوبکر کے لیے نزدیک ہمارے نعمت دین کی ہے کہ بدلہ دے گا اس کو اللہ تعالٰے عوض اس نعمت کے دن قیامت کے اور نہیں نفع دیا۔ مجھ کو کسی کے مال نے مانند مال ابوبکر رضی اللہ عنہ اگر میں کسی کو جانی دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ آگاہ رہو کہ میرا خلیل اللہ تعالٰے ہے۔ [3]

صاحب اشعۃ اللمعات عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تمام مال خدمت اقدس میں پیش کر دیا اور خود کملی بطور خرقہ پہن کر تکموں کی بجائے کانٹے لگائے۔

حضرت عمر نے فرمایا ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الیٰ رسول اللہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار حسب و نسب میں افضل یعنی عمل اور بھلائیوں میں اور بہت پیارے ہمارے طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ [4]

---

[1] بخاری جلد دوم مترجم ص ۳۸۸ - ۳۹۱ و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر و عمر۔
[2] مسلم شریف مترجم دوم ص ۱۴۹۹ [3] ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ ص ۱۴۲
[4] ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ ص ۱۴۲ ۔

بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فر
"انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض" اے ابوبکر تو میرا دوست وساتھی
غار میں اور دوست اور ساتھی ہے میرا حوض پر۔ ۱ھ

صاحب اشعۃ اللمعات ومرقاۃ نے فرمایا جو حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کر
قرآن وحدیث کے انکار سے کافر ہوا۔

بروایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یؤمھم غیرہ۔ قوم کو لائق نہیں کہ ابوبکر رضی
عنہ کی موجودگی میں کوئی اور امامت کرے۔ ۲ھ

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما
اے ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ انت عتیق اللہ من النار۔ تو اللہ تعالے کی طرف سے دوز
سے آزاد کیا گیا ہے۔ ۳ھ

بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابوبکر ثم عمر ثم اھل البقیع
اول میرے لیے ہی زمین قبر پھٹے گی پھر ابوبکر و عمر و اہل بقیع کے لیے۔ ۴ھ
حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اَمَّا اِنَّكَ یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من اُمتی۔ اے ابوبکر تم جنت میں میر
اُمت میں سب سے پہلے داخل ہونے والوں سے ہو۔ ۵ھ

۱ھ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ ص ۱۴۲۔
۲ھ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ ص ۱۴۴۔
۳ھ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ تتمہ احسن الہدایات۔ ص ۱۴۵۔
۴ھ ایضاً " " " " ص ۱۴۶۔
۵ھ ابوداؤد، بحوالہ تتمہ مشکوٰۃ احسن الہدایات ص ۱۴۶۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب طریقۃ الخلفاء میں تین سو ایسی احادیث نقل کی ہیں جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ [۱]

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے باری تعالیٰ! تو محشر کے روز میری طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی جگہ دے۔" [۲]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ دریں اثنا حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم تشریف لائے تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آئندہ ان دونوں سے بہتر رہنما پیدا نہ ہوں گے یقیناً یہ دونوں میرے بعد جنت میں داخل ہوں گے [۳]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ پر منبر پر نہ کھڑے ہوئے بلکہ ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے احتراماً اس سیڑھی پر کھڑا ہونا درست نہ سمجھا جس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے تھے بلکہ ان سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا کرتے تھے۔

زمانۂ خلافت فاروقی رضی اللہ عنہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعری خطبہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی لیا کرتے ان کو ضبہ بن محصن نے ٹوکا کہ تم خلیفۂ رسول اللہ کا خیال نہیں کرتے حضرت ابو موسیٰ نے دربار خلافت میں شکایت کردی، ضبہ نے واقعہ بیان کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور ابو موسیٰ کو ملامت لکھ بھیجی، اس طرح خطبہ میں عمر فاروق سے پہلے صدیق اکبر کا نام پڑھنا ضروری قرار دیا گیا [۴]

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا احترام اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کے آزاد شدہ غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لیے بھی "سیدنا" کا لفظ استعمال فرماتے ہیں۔ ابو بکر سیدنا واعتق سیدنا بلال۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں انہوں نے ہمارے سردار بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔

---

[۱] فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۲۲۶۔

[۲] ایضاً ص ۲۲۹

[۳] ایضاً ص ۲۲۹

[۴] احیاء العلوم غزالی جلد (۲)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی علیہ السّلام سے مہاجرین و انصار کے سامنے کہ قسم کھاتا ہوں میں تمہاری عمر کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ میں نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا " فنزل جبرائیل علیہ السّلام وقال صدق ابوبکر " تو جبریل علیہ السّلام نازل ہوئے اور کہا سچ کہتا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ ؎۱

اہل سیر و تواریخ نے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حال میں لکھا ہے لم نسجد بصنم قط یعنی ہم نے ہرگز کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ ؎۲

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر فرمایا۔ وایکم مثل اَبِی بکر۔ تم میں کون ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مثل ہے۔ افضلیت اور خیر میں یعنی نیکی میں۔ ؎۳

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نعم الرجل ابوبکر۔ یعنی ابوبکر نیک آدمی ہیں۔ ؎۴

بروایت ابن عساکر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے استفسار پر فرمایا اور وہ تمام تجھ میں ہیں اس لیے اے ابوبکر میں تمہیں مسرور کرتا ہوں۔ ؎۵

بروایت ابن عساکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام کا مجمع ہوتا تھا لیکن آپ کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ خالی رہتی تھی کوئی اور شخص وہاں نہ بیٹھتا تھا حتیٰ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آتے اور اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے۔ ؎۶

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود فتنوں کا سدِّباب کرنے کے لیے سوار ہو کر نکلے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مہار پکڑ کر روک لیا اور کہا اے خلیفۂ رسول اللہ آپ کہاں جاتے ہیں؟ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن آپ کو کہا تھا کہ اپنی تلوار میان میں کر لیجئے اور اپنی ذات کے لیے ہمیں پریشانی میں مت ڈالیے اور مدینہ واپس لوٹ چلئے کیوں کہ آپ کو کوئی ضرر پہنچا

؎۱ تحفہ اثنا عشریہ ص ۴۵۵ ؎۲ ایضاً۔

؎۳ ایضاً ، ص ۵۶۲ ؎۴ مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی

؎۵ تاریخ خلفائے اسلام سیوطی اردو ص ۸۸ ؎۶ ایضاً۔

تو واللہ اسلام میں کبھی نظام باقی نہ رہے گا۔ ع۵ ۱ھ

ابن عساکر نے ربیع بن انس سے نقل کیا کہ "ہم نے تمام انبیاء کے صحابیوں پر نظر کی کوئی ایسا نبی نہیں پایا جس کا ساتھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا ہو۔ ۲ھ

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کا سانحہ عظیم اور صدیقی کردار

حضور رسول کریم رووف رحیم ایک دن جنت البقیع سے تشریف لائے تو سر میں شدید درد تھا گھر میں دیکھا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی درد سر سے کراہ رہی ہیں آپ باری باری اپنی ازواج مطہرات کے ہاں جاتے رہے حتیٰ کہ آپ کی دلی خواہش کے احترام میں تمام بیویوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں ٹھہرنے کی اجازت دے دی لہٰذا آپ وہاں تشریف لے گئے۔ جب تک ممکن تھا آپ خود حسب معمول نماز پڑھاتے رہے لیکن جب تکلیف حد سے زیادہ بڑھ گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ قوم کی امامت کریں۔ انہوں نے آپ کی موجودگی میں سترہ نمازیں پڑھائیں دریں اثنا تین نمازیں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ کر ادا فرمائیں ایک دن حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حجرہ کا پردہ اٹھایا صحابہ کرام نے سمجھا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ ابوبکر صدیق پیچھے ہٹنا چاہتے تھے کہ آپ نے انہیں نماز پڑھانے کا ارشاد فرمایا اور انہوں نے ہی نماز پڑھائی۔ بظاہر آپ کی حالت بہتر دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی اجازت سے سُنح نواح مدینہ گئے۔ اس دوران حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی آئے جن کے ہاتھ میں مسواک دیکھ کر آپ نے اشارۃً طلب کی حضرت عائشہ نے مسواک چبا کر نرم کر کے پیش کی۔ آپ نے مسواک فرمائی اور اس کے بعد حضرت عائشہ کی گود میں انہی کے حجرہ میں وصال فرمایا۔

۱ھ تاریخ خلفاء اسلام سیوطی اردو ص ۱۱۷

۲ھ ایضاً 〃 〃 〃 ص ۹۱

ع۵ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کی زبانی افضلیت صدیقی کے بارے میں اعلیٰحضرت مجدد مائۃ حاضرہ کا رسالہ غایۃ التحقیق ملاحظہ فرمادیں جو بے شمار روایات سے مزین ہے (مرتب)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا حادثہ جانکاہ صحابہ کرام کے لیے انتہائی صدمہ کا باعث تھا۔ مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا کوئی آنکھ نہ تھی جو پرنم نہ ہو۔ حزن و ملال کا یہ عالم کہ شدت غم سے لوگوں پر بے ہوشی سی طاری ہو رہی تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت دفور غم میں جذبات سے مغلوب ہو کر ہاتھ میں تلوار لیے اعلان کر رہی تھی کہ جو کہے گا کہ رسول اللہ وفات پا گئے ہیں اسے قتل کر دوں گا اور ایسا ہونا ایک فطری عمل تھا کہ آج مسلمانوں کے روحانی باپ، فقیروں ضعیفوں بیواؤں یتیموں مصیبت زدوں کے ملجاء و ماوٰی اور مونس و غم خوار، جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر نور معرفت سے ہمکنار کرنے والے سراج منیر، گمراہوں کے ہادی، مظلوموں کے حامی و ناصر و دادرس، بے جان و بے بس بتوں سے رشتہ توڑ کر حقیقی خالق و مالک سے تعلق پیدا کرنے والے خاتم النبیین، محکوموں کو حاکم بنانے والے امام الرسل، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نظروں سے اوجھل ہو رہے تھے۔ تو ایسے وقت میں پاکیزہ سیرت قدسیوں کی اس غمزدہ جماعت کو ڈھارس بندھانے کے لیے ان کی حیرت و استعجاب کو رفع کرنے کے لیے۔ ان کی وارفتگی کے عالم کو ہوش و خرد سے روشناس کرانے کے لیے اس رحمت کائنات کا ثانی اس رؤف و رحیم کا محبوب۔ اس آقا و مولا کا خادم۔ اس صدق لانے والے کا صدیق۔ ہمارا آقا و مولا صبر و استقامت کا پیکر پرنم آنکھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کر بوسہ دیتا ہے اور خدمت اقدس میں عرض کرتا ہے۔

"یا رسول اللہ" میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ زندگی میں بھی پاک صاف رہے اور موت کے بعد بھی پاک صاف ہیں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس کی قسم کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز دو موتیں نہ دے گا۔ جو موت اللہ نے آپ کے لیے مقدر کی تھی وہ تو آ ہی گئی۔"

پھر مجمع عام میں ایسی پر اثر تقریر فرمائی کہ آپ کے استدلال سے صحابہ کرام حسرت و یاس کے عالم میں خاموش ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کفن صلوٰۃ اور دفن وغیرہ کے بارے میں ضروری ہدایات دیں۔ دریں اثناء سقیفہ بنی ساعدہ میں انصاری صحابہ کے اجتماع اور خلافت کے موضوع پر رائے زنی کے بارے میں اطلاع ملتی ہے تو آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہنگامی طور پر وہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ حالات کا جائزہ

دیتے ہیں مسئلہ خلافت پر پیدا ہونے والے انتشار کو رفع کرنے کے لیے ایک مؤثر خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد حاضرین کو مشورہ دیتے ہیں کہ "تمہارے سامنے عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں ان دونوں میں سے جس سے چاہو بیعت کر لو"

اس پر ان دونوں نے کہا ہرگز نہیں خلافت کا آپ سے زیادہ اہل اور حق دار کوئی نہیں آپ مہاجرین میں سب سے افضل ہیں غارِ ثور میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی رہے ہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں امامت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں آپ سے زیادہ کس کا حق ہو سکتا ہے ؟ اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں حضرت عمر و ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم کے یہ کہنے کی دیر تھی کہ بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ جلدی سے آگے بڑھے اور سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ . . اب تو بیعت کے لیے لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ میں جلدی سے آگے بڑھ کر بیعت کروں۔ [1]

زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر اجماع ہے کیونکہ جب لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پریشان ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بہتر ان کو دنیا کے پردہ پر کوئی نہ ملا۔ لامحالہ تمام نے آپ سے بیعت کی۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان تباہی اور بربادی کے ہولناک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے اگر خدا تعالےٰ کی مدد شامل حال نہ ہوتی اور اللہ تعالےٰ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسے صادق الایمان۔ آہنی عزم و ارادہ کے مالک اور اسلام کے عاشق زار کو کھڑا نہ کرتا تو مسلمان صفحۂ ہستی سے نابود ہو جاتے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے مقابلہ میں جس جرأت، دلیری اور سختی کا مظاہرہ کیا وہ اپنی نظیر آپ ہے اس وقت جب مدینہ کا ہر متنفس یہ کہہ رہا تھا کہ ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے شاید خدا تعالےٰ ان کے دلوں کو پھیر دے اور وہ اسلام قبول کر لیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہر ممکن خطرہ کو مول لیتے ہوئے مرتدین سے مقابلہ کرنے اور فتنہ و فساد کو جڑ سے اکھاڑ دینے کا تہیہ کر لیا۔ آپ نے مرتدین کے لیے اس امر کے سوچنے کی گنجائش ہی نہ رکھی کہ اب اسلام کمزور ہو چکا ہے،

---

[1] خلفاء محمد سیرۃ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ از عمر ابو النصر مصری۔ ص ۲۸، ۲۹ ۔

اور انہوں نے سرزمینِ عرب میں جس فتنہ کی بنیاد رکھی ہے اسلام میں اس کے روکنے کی طاقت نہیں ہے۔ اگر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اس موقعہ پر بے نظیر جرأت اور بہادری کا مظاہرہ نہ کرتے تو یقیناً سارا عرب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوتا اور جھوٹے مدعیاں کی طاقت و قوت میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالےٰ جو دین کا محافظ ہے ایسا ہونا کس طرح گوارا کر سکتا تھا۔ اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چنا اور آپ کے ذریعہ مرتدین کا بالکلیہ استیصال کرا دیا۔ [۱]

حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بعد حکماً خلیفہ مقرر نہ فرمانے کی مصلحت

البزار اپنی مسند (مجموعہ احادیث) میں حذیفہ سے نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، یا رسول اللہ کیا آپ ہم میں کوئی خلیفہ نہ بنائیں گے؟ آپ نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کر دوں اور تم میرے خلیفہ کی نافرمانی شروع کر دو تو تم پر خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ (اسے حاکم نے مستدرک میں بیان کیا) [۲]

مُلّا عبد اللہ مشہدی نے اظہار الحق میں حذیفہ سے یہی حدیث نقل کی۔ [۳]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارۃً و کنایۃً خلافت صدیقی کے بارے میں اظہار

امام بیہقی اور حافظ ابو نعیم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب تم میں بارہ خلیفہ ہوں گے ابوبکر صدیق تو میرے بعد تھوڑے دن رہیں گے (ابوبکر الصدیق لا یلبث خلفی الا قلیلاً) اور وہ عرب کی چکی چلانے والا اچھی زندگی پائے گا اور شہید ہو کر مرے گا۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ عرب کی چکی چلانے والا کون شخص ہے۔ فرمایا عمر ابن الخطاب ثم التفت الی عثمان بن عفان پھر آپ عثمان بن عفان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم سے لوگ درخواست کریں گے کہ ایک قمیص (خلافت) جو اللہ نے تمہیں پہنائی ہے اتار دو

---

[۱] خلفاء محمد تالیف عمر ابو نصر مصری حصہ سیرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ ص ۵۰۔

[۲] سیر الخلفاء علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ تاریخ الخلفاء۔ ص ۸

[۳] بحوالہ تحفہ اثنا عشریہ اردو۔ ص ۲۵۶

لیکن قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا کہ اگر تم اس کو اتار دو گے تو جنت میں داخل نہ ہو گے۔ ؎۱

یہ حدیث مبارکہ تینوں خلفاء کی ترتیب کا اظہار کر رہی ہے۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے نہیں گئے یہاں تک کہ مجھے یہ خبر دے گئے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد والی ہوں گے ان کے بعد عمر ان کے بعد عثمان اور ان کے بعد میں مگر میری خلافت پہ سب کا اتفاق نہ ہو گا۔ ؎۲

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے کچھ پہلے فرمایا کہ بہ تحقیق میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو بلاؤں اور عہدنامہ لکھ دوں تاکہ کہنے والے نہ کہیں اور تمنا کرنے والے تمنا نہ کریں۔ پھر میں میں نے دل میں کہا کہ اللہ انکار کرے گا اور ایمان والے دفع کر دیں گے یا فرمایا اللہ دفع کرے گا اور ایمان والے انکار کر دیں گے۔ ؎۳

اللہ اور ایمان والے سوا ابوبکر کے کسی کو منظور نہ کریں گے۔ (مسلم شریف)

حاکم نے سفینہ سے روایت کی کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی بنیاد میں پتھر رکھا پھر فرمایا ابوبکر ایک پتھر رکھے میرے پتھر کے پہلو میں۔ پھر فرمایا عمر ایک پتھر ابوبکر کے پتھر کے پہلو میں رکھے۔ پھر فرمایا عثمان ایک پتھر عمر کے پتھر کے پہلو میں رکھیں اور پھر فرمایا هٰؤُلَاءِ الْخُلَفَاءُ بَعْدِیْ یہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ ؎۴

بزاز اور طبرانی نے اپنی کتاب اوسط میں اور بیہقی نے ابوذر سے روایت کی (مختصراً)

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے چند کنکریاں ہاتھ میں اٹھائیں تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیں تو ان سے تسبیح کی آواز آئی۔ پھر حضرت عمر کے ہاتھ میں دیں تو ان کے ہاتھ میں بھی

؎۱ تاریخ الخلفاء سیوطی اردو ص ۹۳ ؎۲ ریاض النضرہ۔ غنیۃ الطالبین تفسیر آیات قرآنی ص ۴۵۲

؎۳ بخاری شریف و مسلم شریف تفسیر آیات قرآنی ص ۴۵۲

؎۴ (مستدرک حاکم عن سفینہ و عائشہ) لعواصم من القواصم ص ۴۸)

تاریخ الخلفاء سیوطی اردو ص ۱۰ تفسیر آیات قرآنی ص ۴۵۲

تسبیح کی آواز آئی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھنے کی آواز آئی پھر زمین پر رکھیں تو خاموش ہو گئیں پس حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ھٰذا خلافت النبوۃ یہ نبوت کی خلافت ہے۔

ابن عساکر نے اس قدر اضافہ کیا کہ وہ کنکریاں فرداً فرداً دیگر لوگوں کے ہاتھ میں دی گئیں تو کوئی آواز نہ سنائی دی۔ لہ[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں اپنے کو ایک کنویں پر دیکھا اور اس میں سے جس قدر ڈول اللہ کو منظور تھے بھرے پھر اس ڈول کو ابو بکر نے لے لیا ایک یا دو ڈول انہوں نے بھرے ان کے بھرنے میں قدرے کمزوری تھی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ پھر عمر آئے اور بھرنے لگے وہ ڈول ان کے ہاتھ میں جاکر چرسہ بن گیا۔ میں نے کسی طاقتور کو نہیں دیکھا کہ ان کے مثل طاقت سے کام کرتا ہو۔ یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے۔ لہ[2]

ابن مردویہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میزان بھی اتارا گیا۔ چنانچہ ایک پلہ میں مجھے رکھا گیا اور دوسرے میں تمام اُمت رکھی گئی تو میرا پلہ بھاری نکلا۔ پھر میری جگہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اُمت کے ساتھ تولا گیا تو ابو بکر بھاری تھے۔ پھر ان کی جگہ عمر کو اُمت سے تولا گیا تو وہ بھی اُمت سے بھاری نکلے۔ پھر ان کی جگہ عثمان کو اُمت سے تولا گیا تو عثمان وزنی نکلے پھر ترازو اُٹھا لیا گیا رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ لہ[3]

ابو داؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ——— رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نیک مرد نے خواب دیکھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے

لہ[1] بحوالہ آیات قرآنی۔ ص ۵۶ ۴۔

لہ[2] اس حدیث کو بخاری و مسلم و اصحاب سنن نے نقل کیا ہے ازالۃ الخفا رالعواصم من القواصم ۸۴ آیات قرآنی

لہ[3] اردو العواصم من القواصم ص ۸۷۔

دامن سے لٹکائے گئے اور عمر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دامن سے اور عثمان عمر کے دامن سے لٹکائے گئے۔ جابر کہتے ہیں کہ وہ نیک مرد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنہوں نے خواب دیکھا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر بیان کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک ابر کے ٹکڑے سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے پھر آسمان سے ایک رسی لٹکی آپ اسے پکڑ کر اوپر چڑھ گئے پھر دوسرے شخص نے رسی پکڑی وہ بھی زور سے چڑھ گئے پھر تیسرے اور پھر چوتھے نے رسی پکڑی تو ٹوٹ گئی۔ پھر جڑ گئی اور وہ بھی چڑھ گئے۔ اس کی تعبیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلافت سے کی۔ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی مصطلق کے کچھ آدمی آئے انہوں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سے کوئی حادثہ ہو جائے تو زکوٰۃ کس کو دیں فرمایا ابوبکر کو۔ پوچھا ان کو موت آجائے تو فرمایا عمر کو۔ عرض کیا انکو بھی موت آجائے تو فرمایا عثمان کو دینا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے پوچھا کہ عثمان کو موت آجائے تو پھر فرمایا یہ دنیا پھر رہنے کے قابل نہ رہے گی پھر تمہیں بھی مرجانا چاہیے۔ [3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے۔

ایک عورت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو کس کے پاس جاؤں آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا۔ [4]

حضرت ابوبکرہؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے خواب بیان کیا میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک ترازو اترا پس آپ اور ابوبکر وزن کئے گئے تو آپ وزنی تھے۔ پھر

---

[1] اردو العواصم من القواصم ص ۴۰۔

[2] ایضاً ,, ,, (مفصل حدیث بخاری، مسلم اور اصحاب سنن نے بیان کی ہے)

[3] سیر الخلفاء ص ۹۴ (حاکم) تفسیر آیات ص ۱۰۲۔

[4] بخاری و مسلم بروایت جبیر بن مطعم۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر وزن کئے گئے تو ابوبکر وزنی تھے پھر عمر و عثمان وزن کئے گئے تو عمر وزنی تھے پھر میزان اٹھا لیا گیا تو رسول اللہ کو یہ ناگوار گزرا (کہ خلافتِ خاصہ کی اتنی تھوڑی مدت) پھر آپ نے فرمایا خلافۃ النبوۃ" ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء" یہ نبوت کی خلافت ہے پھر جسے خدا چاہے گا ملک عطا فرمائے گا۔ [1]

غرضیکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے واشگاف الفاظ میں فرمایا۔ انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ یعنی میرے بعد ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالے عنہم کی اقتدار کرنا۔ [2]

بروایت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہ ملک شام میں ایک نصرانی نے ان کو تصویر دکھائی کہ ایک شخص دوسرے کے پاؤں پکڑے ہوئے ہے نصرانی نے بتلایا کہ پہلے ہر نبی کے بعد نبی آتا تھا لیکن انہ لم یکن نبی الا بعدہ نبی الا ھذا فانہ لا نبی بعدہ و ھذا الخلیفۃ بعدہ۔ چونکہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں لہٰذا یہ دوسرا ان کا خلیفہ ہے جو میں نے بغور دیکھا تو وہ ابوبکر تھے۔ [3]

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب آدمیوں سے مجھ پر بڑا احسان کرنے والا۔ ساتھ دینے والا اور اپنے مال کے خرچ کرنے میں ابوبکر (الصدیق) ہے اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو قلبی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت اس کے درمیان ہے۔ مسجد کی طرف سے سب دروازے بند کر دیئے جاویں سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔ (بخاری مسلم)

اس حدیث سے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اس میں صاف اشارہ ان کی خلافت کا ہے۔ [4]

---

[1] ابوداؤد۔ ترمذی بحوالہ المشکوٰۃ (مناقب ابوبکر و عمر)

[2] ترمذی شریف " " " اردو ترجمہ شفا شریف حصہ دوم ص ۹۶ سیر الخلفاء سیوطی ص ۹۲

[3] طبرانی معجم کبیر بحوالہ جزاء اللہ علیحضرت ص ۲، وتفسیر آیت الذین یتبعون الرسول (الاعراف) تفسیر مواہب الرحمٰن پارہ ۹ ص ۸۵

[4] مشارق الانوار ص ۵۴

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم ابوبکر و عمر کی خلافت تو کتاب اللہ میں مذکور ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جب نبی نے اپنی بعض بیویوں سے ایک راز کی بات کہی وہ راز کی بات یہ تھی کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تمہارے والد اور عائشہ کے والد میرے بعد لوگوں کے والی ہوں گے (قال لحفصة ابوك وابو عائشة اولیاء الناس بعدی) [1]

حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے پھر آنے کا حکم دیا تو اس نے عرض کیا اگر پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا۔ [2]

آیت من یتول اللہ . . . . ھم الغالبون (المائدہ) تفسیر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں صریح فرمایا۔ یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر یعنی سوائے ابوبکر کے دوسرے کسی کو پیشوائے خلق بنانے سے اللہ تعالیٰ انکار فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مطیع بندے جو مومنین ہیں وہ بھی انکار کرتے ہیں۔ [3]

شیخان نے ابوموسیٰ الاشعری سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے جب آپ کا مرض شدید ہوا آپ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور کہو لوگوں کی امامت کرائیں . . . پس آپ نے لوگوں کی امامت آپ کی زندگی میں کرائی۔

یہ حدیث متواتر ہے حضرت عائشہ ابن مسعود۔ ابن عباس۔ ابن عمر۔ عبداللہ بن زمعہ۔ ابن سعید علی بن ابی طالب اور حفصہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بالفاظ مختلفہ روایت ہے (بخاری ومسلم وغیرہ)

عالموں نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ یہ اس امر پر واضح ترین دلالت ہے کہ الصدیق تمام صحابہ میں بالاتفاق افضل ہیں اور خلیفہ ہونے کے بھی مستحق ترین ہیں نیز نماز کی امامت کے لیے بھی اولیٰ ہیں۔ (المختصرا) [4]

---

[1] یہ روایت علامہ واحدی نے لکھی اور کتب شیعہ میں بھی موجود ہے ص ۴۳۔ تفسیر آیات قرآنی۔

[2] بخاری، مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ سیر الخلفاء ص ۹۲ بحوالہ تفسیر آیات قرآنی ص ۱۰۳

[3] مواہب الرحمٰن تفسیر پارہ ۶ ص ۱۳۹ [4] سیر الخلفاء سیوطی اردو ص ۹۶

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسی مذکورہ امامت کے پیش نظر فرمایا :۔

"یہ "ابوبکر صدیق" وہ صاحب ہیں کہ اللہ عزوجل نے جبرائیل امین و محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پہ ان کا نام صدیق رکھا۔ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے رسول اللہ نے انہیں ہمارے دین کی امامت کے لیے پسند فرمایا تو ہم نے اپنی دنیا میں بھی انہیں پسند کیا۔ [۱]

علماء کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس امر کے لیے تسلیم کردہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں تھے کہ آپ امامت کے لیے مناسب ہیں۔

احمد و ابوداؤد وغیرہ نے سہل ابن سعد سے نقل کیا کہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان قتال تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تاکہ صلح کرادیں اور فرمایا اے بلال اگر نماز کا وقت قریب آجاوے اور میں نہ آؤں تو "ابوبکر صدیق سے کہنا کہ لوگوں کی امامت کرادیں" پس جب عصر کی نماز کا وقت آیا۔ بلال نے اذان کہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کے لیے کہا۔ پس آپ نے نماز پڑھائی [۲]

ابوبکر الشافعی نے غیلانیات میں اور ابن عساکر نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی :۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کے لیے پسند نہیں کیا بلکہ اللہ تعالےٰ نے ہی پسند فرمایا۔ [۳]

جنگ بدر میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان آپ کے ذریعہ ہی رابطہ تھا یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جنگ بدر میں عریش میں اپنے ساتھ ٹھہرایا تھا۔ اس وقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وہی فرائض سرانجام دے رہے تھے جو جنرل اور فوج کے درمیان چیف آف سٹاف کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ [۴]

ذوالحجہ ۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سالار حج بنا کر روانہ کیا تاکہ اپنی پیشوائی میں لوگوں کو حج کرائیں۔ [۵]

---

[۱] بروایت نزال بن سبرہ۔ العشاری فی فضائل الصدیق۔ ابن عساکر۔ ابونعیم۔ بحوالہ سیر الخلفاء اردو ص ۹۰ بحوالہ الامن والعلیٰ اعلیٰحضرت بریلوی ص ۲۶۰۔

[۲] سیر الخلفاء سیوطی ص ۹۰ [۳] ایضاً ص ۹۰ ۔ [۴] اصحاب بدر ص ۲۵

[۵] المسعودی المسمیٰ بہ التنبیہ والاشراف ، ص ۱۰۶۔

خلافت رسالت مآب

حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ کی حیثیت سے جانشین ہو کر والئی امور اسلام ہوئے۔ اُمت نے ان کو خلیفۃ الرسول کی حیثیت سے تسلیم کرکے بیعت کی۔ آپ واحد امام و امیر ہیں جن کو خلیفۃ الرسول کے لقب سے مخاطب کیا گیا انہوں نے اپنے آپ کو خلیفہ رسول اللہ کہلوایا اور سرکاری کاغذات میں خلیفۂ رسول اللہ تحریر کیا۔

آپ کو جب کسی نے خلیفۃ اللہ کہہ کر مخاطب کیا تو آپ نے منع فرمادیا اور فرمایا میں خلیفۂ رسول اللہ ہوں اور اسی پر ہی خوش ہوں۔ [۱]

یعنی خلیفۃ اللہ حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کی وفات حسرت آیات پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے تو پہلے یہی فرمایا:-

الیوم انقطعت خلافۃ النبوۃ۔ آج نبوت کی خلافت ختم ہو گئی۔ [۲]

اس کے بعد ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا جو آپ کے اوصاف جمیلہ و جلیلہ کے بارے میں تھا تفصیل ریاض النضرہ و کنز العمال بر مسند احمد بن حنبل وغیرہ میں موجود ہے۔

آپ کے بعد جتنے خلفاء ہوئے انہوں نے اپنا لقب امیر المومنین اختیار کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی جگہ نامزد فرمایا تو انہوں نے اپنا لقب امیر المومنین اختیار فرمایا۔ مسلمان آپ کو اس طرح پکارتے تھے لیے خلیفۂ رسول اللہ کے خلیفہ (یا خلیفہ خلیفۂ رسول اللہ) آپ نے فرمایا اس طرح خطاب بہت طویل ہو جائے گا تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں

---

[۱] تاریخ الخلفاء سیوطی اردو ص ۴۴ [۲] سیرۃ الصدیق ص ۱۳۰۔ خلفائے راشدین ص ۱۰۰ اولیات صدیقی ص ۱۲۔ فیض الاسلام صدیق نمبر ص ۲۰۔ وصی رسول اللہ ص ۲۷ تحفہ اثنا عشریہ

اس طرح آپ کا لقب امیر المومنین ہوگیا۔ ؎۱

فاروق اعظم سے پیشتر ابوبکر صدیق خلیفۃ الرسول صلے اللہ علیہ وسلم سے یاد کیے جاتے تھے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں نے خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ کہنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے بعد یہ خطاب اور لمبا ہو جائے گا یعنی خلیفہ خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ۔۔۔ تم مومن ہو اور میں تمہارا امیر لہٰذا امیر المومنین کہا کرو۔ بعض نے اس کی ابتداء یوں بیان کی ایک دفعہ عبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کوفہ سے مدینہ آئے تو کہا امیر المومنین کو ہمارے آنے کی خبر دی جاوے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہی الفاظ سے اطلاع دی تو آپ نے یہ لقب پسند فرمالیا اور اسی دن سے عام شہرت ہوگئی ؎۲

اس طرح یہ لقب مابعد رائج ہوگیا۔ چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے بھی ماسوائے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اپنی خلافت کو رسول اللہ سے منسوب نہیں کیا اور یہ واضح ہوگیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے اور اس طرح بالترتیب حضرت عثمان حضرت عمر کے اور حضرت علی حضرت عثمان کے خلیفہ تھے یعنی سب ایک دوسرے کے خلیفہ تھے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور آیت شریفہ۔ من النبیین وصدیقین والشہداء والصالحین کے مطابق بالترتیب حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ اعظم (نبی و رسول کی حیثیت سے) تھے اور آپ کے خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ (صدیق اکبر کی حیثیت سے) تھے و حضرت ابوبکر کے خلیفہ حضرت عمر اور ان کے خلیفہ حضرت عثمان غنی ذوالنورین اور ان کے خلیفہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم (تینوں شہداء کی حیثیت سے) اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حضرت حسن رضی اللہ عنہ و امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (صالحین کی حیثیت سے) تھے لہذا اس طرح قرآنی خلافت راشدہ ان پر ختم ہوگئی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے صحابہ کرام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اولٰئک ھم الراشدون۔

اس طرح یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ خلافت بلافصل حضرت ابوبکر صدیق کے لیے مختص ہے اور صرف آپ کی ذات اقدس ہی خلیفہ رسول اللہ ہے اور اسلام میں کوئی ایسی خلافت نہیں جو بلا واسطہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ختمی مرتبت تک اتصال پذیر ہو اور یہ شرف خاص مخصوص امام الاصفیاء حضرت سید نا صدیق اکبر

؎۱ تاریخ طبری حصہ سوم ص ۲۶۰ ۔

؎۲ ابن خلدون جلد چہارم ص ۱۵۰ ۔

رضی اللہ عنہ کے لیے مقدر ہو چکا ہے۔

حضور اکرم محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام تو اس کے مطابق خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ المنورہ میں شروع ہوئی۔

اور دوسری حدیث شریف کے مطابق۔ نبوۃ ورحمۃ ثم خلافۃ ورحمۃ دفی لفظ خلافۃ علی منہاج النبوۃ (رواہ البزار) یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نبوت ورحمت کا دور ہے جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال پر اختتام پذیر ہوگیا۔ دوسرا دور جو فی الحقیقت عہد نبوت کا ایک تتمہ اور لازمی جزء ہے یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت سے شروع ہو گیا جو امت پہ سب سے زیادہ مہربان ورحم کرنے والے تھے اور یہی وہ خلافت ہے جسے خلافت خاصہ یا خلافت علی منہاج النبوۃ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ خلافت خاصہ بعد میں بتدریج تنزل پذیر ہوتی گئی جیسا کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم سے واضح ہے جوں جوں عہد نبوت سے دوری بڑھتی گئی امت فیوض وسعادات نبوی وخلافت رحمت سے محروم ہوتی گئی۔

تمام بشارات بسلسلہ فتوحات "خزانہ ہائے روئے زمین" اور "کنجیاں میرے ہاتھ میں دی گئیں" وغیرہ جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں ان کی تکمیل خلفاء ثلاثہ (جن کے سرخیل حضرت ابوبکر صدیق ہیں) کے ہاتھ سے ہی ہوئی اسے شاہ ولی اللہ خلافت خاصہ کہتے ہیں اور بقول ابن خلدون علامہ تقی الدین مقریزی نے اپنی تاریخ الدار المضیہ فی تاریخ الدولۃ الاسلامیہ کو شروع ہی حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک خلفاء ثلاثہ کی حکومت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت میں ہی شامل ہے اور تتمہ نبوت ہے۔ (العواصم من القواصم)

آیت استخلاف اور خلفائے راشدین

آیت شریفہ۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لیے جما دے گا ان کا دہ

دین جو ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن میں بدل دے گا۔[ل]

امام بغوی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں۔ فی الآیۃ دلالۃ خلافۃ الصدیق وامامت الخلفاء الراشدین (ترجمہ) اس آیت میں حضرت صدیق کی خلافت پر اور خلفائے راشدین کے امام برحق ہونے پر دلالت ہے۔

تفسیر کبیر :۔ (ترجمہ) مراد اس استخلاف سے وہی طریقہ امامت ہے اور معلوم ہے کہ جس استخلاف کی یہ صفت ہے۔ انما کان فی ایام ابی بکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین ۔ وہ ابوبکر عمر عثمان ہی کے زمانہ میں پایا گیا کیوں کہ ان کے زمانہ میں بڑی بڑی فتوحات ہوئیں اور تمکین اور غلبہ دین اور امن حاصل ہوا۔

تفسیر مدارک :۔ یہ آیت واضح دلیل ہے خلفائے راشدین کی خلافت پر۔

تفسیر بیضاوی :۔ یہ آیت دلیل ہے۔ نبوت کے صحیح ہونے پر بوجہ اخبار غیب کے جو پوری ہوئیں اور خلفائے راشدین کی خلافت کی۔

تفسیر نیشاپوری :۔ پس پورا کیا اللہ جل شانہٗ نے اپنے وعدہ اور غالب کیا ان لوگوں کو جزیرہ عرب اور مالک بنائے گئے وہ لوگ ملک ایران وغیرہ کی سلطنت اور خزانوں کے۔ لہٰذا یہ پیشگوئی معجزہ ہے۔

تفسیر خازن :۔ اس آیت میں دلیل ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد کے خلفائے راشدین کی خلافت کے صحیح ہونے کی کیوں کہ ان کے زمانے میں بڑی بڑی فتوحات اور شاہ فارس اور دوسرے بادشاہوں کے خزانوں پر مسلمان قابض ہوئے اور امن و تمکین اور غلبہ دین بھی حاصل ہوا۔

تفسیر روح المعانی :۔ بے شک یہ آیت ظاہر ہے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی پاکیزگی میں۔ کیوں کہ تمکین دین اور دشمنان خدا کی طرف سے امن تام کا ظہور ان کے زمانہ میں ہوا۔

تفسیر سراج المنیر :۔ زمین میں خلیفہ بنائے گا یعنی عرب و عجم میں۔ . . ان کے احکام کو نافذ کرے گا اور زمین میں تصرف کرنے والا بنائے گا جس طرح بادشاہ اپنی سلطنت میں تصرف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ جزیرہ عرب کے بعد بلاد مشرق و مغرب کو فتح کیا شاہان فارس کی سلطنت کو انہوں

[ل] ترجمہ اعلیٰ حضرت سورہ النور رکوع ۷ ۔

نے پامال کیا اور ان کے خزانوں کے مالک ہوئے اور دنیا پہ غالب آگئے۔ شاہان روم کے بیٹوں کو انہوں نے غلام بنایا اور مشرق و مغرب میں ان کو تمکین حاصل ہوئی جو ان سے پہلے کسی اُمّت کو حاصل نہ ہوئی تھی۔

تفسیر فتح البیان :- اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان لوگوں کو جزیرہ عرب پہ غالب کر دیا اور اس کے بعد انہوں نے مشرق و مغرب کے شہروں کو فتح کیا۔ شاہان فارس کی سلطنت کو پامال کر دیا اور ان کے خزانوں کے مالک ہو گئے اور دنیا پہ غالب آگئے یہ واضح دلیل ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد کے خلفائے راشدین کی خلافت کے صحیح ہونے کی۔

تفسیر کشاف :- اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان لوگوں کو جزیرہ عرب پہ غالب کر دیا اور بعد میں ان کو مشرق و مغرب کے شہروں پہ فتحیاب کر کے شاہان ایران کی سلطنت کو پامال کر دیا اور وہ ان کے خزانوں کے مالک بن گئے اور دنیا پہ غالب آگئے۔ (تفسیر آیات قرآنی)

مذکورہ تفاسیر سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ وعدہ استخلاف یعنی عرب و عجم پہ حکمرانی اور دین کی اشاعت اور امن خلفاء راشدین کے ذریعہ ہوا جن کے پیشوا و سرخیل بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا گیا۔ میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا اور بہ تحقیق میری اُمّت کی بادشاہت عنقریب وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین میرے لیے سمیٹی گئی اور مجھے سونے چاندی کے خزانے دیئے گئے (مسلم)

آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسریٰ ہلاک ہوگا پھر کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ قیصر ہلاک ہوگا۔ پھر کوئی قیصر نہ ہوگا اور ضرور ضرور تم لوگ ان خزانوں کو راہِ خدا میں صرف کرو گے (مسلم)

غزوہ احزاب میں خندق کے ایک سخت ترین پتھر کو ضرب لگانے پر جب اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹا تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے شام کی کنجیاں دی گئیں میں وہاں کے سرخ محل یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے پھر بسم اللہ کہہ کر دوسری ضرب لگائی تو وہ پتھر پھر ٹوٹ گیا اور آپ نے فرمایا مجھے ملک فارس کی کنجیاں دی گئیں اور میں مدائن اور اس کے سفید محلوں کو اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر تیسری ضرب لگائی تو باقی پتھر بھی ٹوٹ گیا تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں دی گئیں

اور میں صنعاء کے دروازوں کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں (مسند ابو یعلی (یہ مذکورہ روایات شیعہ کتب میں بھی ہیں) چونکہ یہ تمام فتوحات حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد ہائے مبارک میں ہوئیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ان حضرات کی حکومت فی الواقع حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی حکومت ہے اور ترتیب وار جانشینی آنحضور کے مختار اور نمائندہ تھے خصوصاً حضرات صدیق اکبر و فاروق اعظم رضوان اللہ علیہم کی خلافت کو خلافت خاصہ علی منہاج النبوۃ کہا جاتا ہے کہ ان کے دست ہائے مبارک سے وہ کام ہوئے جو فی الحقیقت نبیوں کے کام ہیں اور کیوں نہ ہو کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس نور غیبیہ پر مطلع ہونے اور مطلع کرنے والے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر فاروق ہوتا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ تو ہر لحاظ سے ان سے بہت ہی بلند ہے اور حضرت عثمان ذوالنورین کے ہاتھ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ قرار دے کر واضح فرمادیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ذریعہ جو فتوحات ہوں گی وہ بھی آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی منسوب ہوں گی اور یہ اتنا بلند ترین مرتبہ ہے کہ جس کی نظیر ناممکن ہے اور یہ ایسی نیابت ہے کہ جس کا انکار کوئی کور باطن ہی کر سکتا ہے۔ اور حضرات فاروق اعظم و عثمان ذوالنورین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کے بارے میں ابن کثیر کہتے ہیں کہ وہ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فرع تھے۔ (سیر الخلفاء سیوطی ص ۱۰۱) کہ ان کے ذریعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چھوڑے ہوئے کام پورے ہوئے۔

الخطیب نے ابی بکر بن عیاش سے نقل کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ از روئے قرآن تھے اور اس سلسلہ میں آیت: للفقراء والمہاجرین . . . اولئک ہم الصادقون کا حوالہ دیتے تھے۔ نیز تمام لوگ ان کو خلیفہ رسول اللہ پکارتے تھے۔

یا ایہا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (سورہ نساء) کی تشریح کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے: اولی الامر سے مراد والی یعنی خلفاء ہیں اور عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اولی الامر سے مراد ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہما ہیں [۱]

---

[۱] تفسیر معالم التنزیل بحوالہ تفسیر آیات قرآنی ص ۳۱۴۔

محبوب و محب رسول اللہ
محبوب محبت صدیقی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو محبت والفت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تھی اس کی مثال ناممکن ہے۔ ان سے بڑھ کر عاشق رسول اس عالم رنگ و بو میں کوئی نہیں اور اسی محبت کا نتیجہ ہی تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تن من دھن سب کچھ آپ کی ذات پر قربان کر کے ایسی مثال قائم کر دی جس کی نظیر محال ہے اور اپنی عزیز ترین بیٹی کا نکاح بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔

تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب ترین کوئی شخصیت مردوں میں سے نہ تھی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یارسول اللہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا۔

عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ میری مراد مردوں میں سے ہے تو آپ نے فرمایا "ابوھا" اس کا باپ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ [۱]

امام طبرانی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے (جس کی مدد حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے روح القدس فرماتے تھے) فرمایا کیا تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں تو عرض کیا ہاں۔ آپ نے سنانے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد	ابوبکر صدیق مقدس غار میں دو میں سے دوسرے
طاف العدو بہ اذ صعد الجبلا	تھے جب دشمن پہاڑ پر چڑھ کر غار کے گرد پہرہ لگا رہے تھے
وکان حب رسول اللہ قد علموا	آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے اور
من البریہ لم یعدل بہ رجلا [۲]	لوگ جانتے تھے کہ حضور کسی کو ان کے برابر قرار نہیں دیتے تھے

---

[۱] بخاری و مسلم مشکوٰۃ بحوالہ غایۃ التحقیق [۲] الصواعق المحرقہ ابن حجر ص ۸۵ بحوالہ غایۃ التحقیق مطبوعہ مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال ص ۸-۹۔

یہ سن کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا۔ صَدَقْتَ یَا حَسَّانُ ھُوَ کَمَا قُلْتَ
اے حسان تم نے سچ کہا اور وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم نے کہا۔ [1]

ایک دفعہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم میں کسی وجہ سے ان بن ہو گئی جب کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف بھی کیا لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قرابت و محبت کی وجہ سے نہایت غصہ سے فرمایا:

اللہ تعالےٰ نے مجھے تم لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا مگر تم نے مجھے جھٹلایا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کی اور اپنے نفس اور مال کے ساتھ میری غم گساری کی تو کیا تم پھر بھی میرے ساتھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو میری خاطر نہ چھوڑ دو گے اس طرح دو دفعہ فرمایا (صحیح بخاری)

فتح مکہ پر جب ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ لے کر آئے تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے (بوجہ محبت صدیقی) فرمایا تم شیخ کو کیوں لے کر آئے میں خود ان کے پاس چلا جاتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم پر کوئی دن ایسا نہ گزرا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام ہمارے گھر (حضرت ابو بکر کے گھر) تشریف نہ لاتے ہوں (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سقیفہ کے دن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ بل انت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ - آپ ہمارے سردار ہم سے بہترین اور سب سے زیادہ رسول اللہ کے محبوب ہیں۔

آیت مودۃ فی القربیٰ کی شرح میں صاحب منہاج السنۃ تحریر فرماتے ہیں:-

لان وجوب المودۃ علیٰ مقدار الفضل فکل من کان افضل کانت مودتہ اکمل
محبت کا وجوب بقدر بزرگی ہے اور جس کی بزرگی زیادہ ہو گی اس کی محبت بھی کامل ہو گی۔

وقال تعالےٰ "الذین آمنوا وعملوا الصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودا"
اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب اللہ الرحمٰن ان کے لیے محبت پیدا کردیگا

---

[1] الصواعق المحرقہ ابن حجر ص ۸۵۔ بحوالہ غایۃ التحقیق مطبوعہ مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم سیکدوال ص ۸-۹ -

قال یحبہم ویحببہم الی عبادہ وھو لاء افضل من امن وعمل صالحا من ھذہ الامۃ بعد نبیہا۔

اور ان کو اپنا اور اپنے بندوں کا محبوب بنا دے گا اور خلفائے راشدین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام امّت کے مومنین و صالحین سے افضل ہیں۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل السنّت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ وہ افضل البشر بعد انبیاء ہیں نیز رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین ہیں (جیسا کہ متعدد احادیث سے واضح ہے)

انہ لیس فی اھل الارض احق بالمحبۃ والمودۃ من ابی بکر وما کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو احب الی اللہ و رسولہ وھو احق ان یکون احب الی المومنین الذین یحبون ما احبہ اللہ ورسولہ والدلائل الدالۃ علی انہ احق بالمودۃ کثیرۃ

زمین والوں میں کوئی شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا محبوب بننے کا مستحق نہ تھا۔ وہ اللہ کو بھی زیادہ محبوب ہوئے اور جو شخص اللہ و رسول کا سب سے زیادہ محبوب ہو وہی اس بات کا مستحق ہو گا کہ ان مسلمانوں کا بھی سب سے زیادہ محبوب ہو جو اللہ اور رسول کے محبوب سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے احق بالمودۃ ہونے کی بہت دلیلیں ہیں) [1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بر موقعہ بیعت خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ (یعنی حضرت ابوبکر) سے بیعت کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین شخص سے بیعت کرنا ہے۔ [2]

فرمان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم :- اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رسول خدا سے عقیدت

---

[1] تفسیر آیات قرانی ص ۲۲۸ ۔

[2] فیض الاسلام ص ۲۲۲ بحوالہ ابن ہشام جلد ۳ ص ۲۶۴ ۔

ترازو کے ایک پلڑے میں ہو اور دنیا کے تمام عوام کی عقیدت دوسرے پلڑے میں ہو تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عقیدت وزنی ہو گی۔ [۱]

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا۔ اَحَبُّ الرجال یعنی محبوب ترین مرد اور اس رحمۃ للعالمین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ارحم امتی قرار دیا یعنی اُمت پر سب سے زیادہ مہربان۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ان سے (صحابہ کرام سے) محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت ہونے کی وجہ سے محبت کی چنانچہ ان کی محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سمجھنا چاہیئے۔ [۲]

اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضاً من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ...... (حدیث)

یعنی میرے اصحاب کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ میرے بعد انہیں نشانہ نہ بناؤ (یعنی کوئی اعتراض نہ کرو) جو ان کے ساتھ محبت رکھے گا میرے ساتھ محبت کی وجہ سے رکھے گا۔ اور جو ان سے بغض رکھے گا میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے رکھے گا۔ جو ان کو رنجیدہ کرے گا مجھے رنجیدہ کرے گا اور جس نے مجھے رنجیدہ کیا اس نے اللہ کو رنجیدہ کیا اور اللہ تعالیٰ جلد ہی اس کو پکڑے گا اور عذاب دے گا۔

جملہ صحابہ کرام کے ساتھ محبت رکھنا اہلِ سُنّت کا شیوہ ہے اور حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے بارے میں خصوصاً نہایت ضروری ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نزدیک بھی وہ بہت زیادہ واجب الاحترام تھے۔

محدث و مفتی مدینہ علامہ محمد خضر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں حدیث تحریر فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے

---

[۱] فیض الاسلام ص ۲۲۲ بحوالہ ابن ہشام جلد ۳ ص ۲۲۹

[۲] رد الروافض۔ ص ۷۷۔

(اپنی اُمّت کو) فرمایا تم پر ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی محبت فرض کی گئی ہے جو ان کی فضیلت سے انکار کرے گا اس کی نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج قبول نہ کیا جائے گا۔ ؎۱

علّامہ محب الدین طبری نے ریاض النضرہ میں یہی حدیث تحریر فرمائی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبت میری اُمّت پر واجب ہے۔ ؎۲

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسلاف اپنی اولاد کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت کی تعلیم دیا کرتے تھے جیسا کہ انہیں قرآن مجید کی سورتیں یاد کرایا کرتے تھے

حضرت ابوالیوب سختیانی نے فرمایا جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محبت کی بے شک اس نے دین کو قائم رکھا۔ ؎۳

حُبّ ابوبکر و عمر من الایمان و بغضہما کفر ۔ محبت ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر۔ ؎۴

ابن عساکر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ابی بکر رضی اللہ عنہ کی محبت اور ان کا شکر گزار ہونا میرے ہر اُمتی پر واجب ہے اور سہل ابن سعد نے بھی ایسا ہی روایت کیا۔ ؎۵

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب تجارت کی غرض سے شام گئے ہوئے تھے انہوں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے بطور ہدیہ پیش کیے۔ (بوجہ محبت و الفت) ؎۶

؎۱ کوثر المعانی الداری شرح صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۲ ۔

؎۲ کوثر المعانی جلد ۱ ص ۱۲ و جامع الصغیر سیوطی ۔

؎۳ نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۲۹۳ سیرۃ فاروق ابن جوزی بحوالہ مسیح اشکال ۔

؎۴ الشفا حصہ دوم ص ۷۰ ترجمہ غلام معین الدین رحمۃ اللہ علیہ ۔

؎۵ تاریخ الخلفا ء اردو سیوطی ص ۸۹ ؎۶ جذب القلوب اردو ص ۹۹ ۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خصوصی محبت و الفت کی وجہ ہی تھی کہ جب نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ تک نوبت پہنچی یعنی آیت تعالوا ندع ابنائنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین ۵ آلِ عمران رکوع ۶

آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو تم اپنے بیٹوں کو، ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اور تم خود بھی آجائیں پھر گڑگڑا کر دعائیں مانگیں پھر کریں ہم اللہ کی لعنت جھوٹ بولنے والوں پر۔

تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مباہلہ کے لیے تیار ہو گئے اور قبل از وقت اپنے متعلقین کو بلا لیا جیسا کہ تفسیر درمنثور جلد دوم ص ۴۰ اور تفسیر روح المعانی جلد اول ص ۴۰۶ میں ہے۔

(ترجمہ) ابن عساکر نے جعفر (الصادق) سے انہوں نے اپنے والد محمد (الباقر) سے اس آیت یعنی "تعالوا ندع ابناءنا" کے متعلق روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مع ان کی اولاد کے حضرت عمر کو مع ان کی اولاد کے۔ عثمان کو مع ان کی اولاد کے۔ اور علی کو مع ان کی اولاد کے بلا لیا تھا۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) ؎۱

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وفات نبوی کے دوسرے سال جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو اتنا کہا: - قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الاول، (یعنی رسول اللہ جب پہلے سال خطبہ دینے کھڑے ہوئے) تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کا واقعہ ذہن میں آگیا تو بلک بلک کر رونے لگے۔ پھر دوبارہ اسی طرح فرمایا اور وہی حالت ہو گئی حتیٰ کہ تیسری مرتبہ بمشکل سنبھلے اور خطبہ دیا۔ ؎۲

چونکہ حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ام ایمن رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لیجایا کرتے تھے لہٰذا اسی کے تتبع میں جذبہ محبت کا اظہار کرنے کے لیے حضرت ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم بھی جایا کرتے تھے۔ ؎۳

؎۱ تفسیر آیات قرآنی ص ۴۲۲ - ؎۲ مسند امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ جلد اص ۸

؎۳ البدایۃ و النہایۃ جلد ۵ ص ۲۷۵ -

الارواح جنودٌ مجندۃٌ ما تعارف منھا ائتلف وما تناکر منھا اختلف (الحدیث)

ارواح ایک لشکر آراستہ ہے جو ان سے آشنا ہوا مانوس ہو دنیا میں اور جو باہمی آشنا نہ ہُوا غیر مانوس رہے نہ [1]

مطلب یہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آشنائی و الفت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عالم ارواح میں ہی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقار کے حق میں فرمایا یحبھم ویحبونہٗ دوست ہے وہ (اللہ) ان کا اور دوست ہیں وہ اس کے اور اللہ تعالیٰ بڑی صحابیوں کے حق میں فرمایا جن کے سرخیل ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ ان اللّٰہ یحب الذین یقاتلون فی سبیل اللّٰہ صفا کانھم بنیانٌ مرصوص۔ بے شک وہ لوگ اللہ کے دوست ہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں صف باندھ کر گویا وہ مضبوط بنیاد ہیں۔ لہٰذا حضرت ابوبکر اللہ کے محب اور محبوب ہیں اور جو اللہ کا محب و محبوب ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی محب و محبوب ہُوا۔ [2]

ایک شخص نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا تم نے اس کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ عرض کیا اور تو کچھ نہیں صرف اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا تو پھر تو انہی کے ساتھ ہوگا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے یہاں اتنی خوشی ہوئی کہ کبھی نہ ہوئی تھی چنانچہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہوں۔ اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں لیکن میں محبت کی وجہ سے امید رکھتا ہوں کہ میرا حشر ان کے ساتھ ہوگا (بخاری شریف)

حُبُّ ابی بکر و عمر و عثمان ایمانٌ و بغضھم نفاقٌ

حضرات ابوبکر عمر عثمان رضی اللہ عنہم کی محبت ایمان ہے اور ان کی عداوت نفاق۔ [3]

---

[1] تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۴۰ [2] ایضاً ص ۱۴۱

[3] بروایت حضرت انس مشکوۃ احسن الہدایات تتمہ رابع ص ۱۹۱۔

امیر یمامہ مہاجر بن ابی اُمیہ کے سامنے دو عورتیں لائی گئیں جنہوں نے گانے کے دوران ایک نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کی تھی اور دوسری نے مسلمانوں کے خلاف ہجویہ اشعار پڑھے تھے انہوں نے ان کے ہاتھ کاٹ دیئے اور دانت اکھڑوا دیئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو انہوں نے تحریر کر بھیجا کہ جس عورت نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کی تھی اس کی سزا قتل تھی اگر تم نے سبقت نہ کی ہوتی یعنی سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں اُسے قتل کرتا۔[1]

یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا اتنا احترام ہے کہ ان کے بارے میں کوئی بُرے الفاظ سُننے ہی شدت کا مظاہرہ فرماتے ہیں یہی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ منزل ہے جو ہر ایک کے حصے میں نہیں آتی۔ ہاں جسے اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔

حلم صدیقی

حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ رب العالمین نے رحمۃ للعالمین قرار دیا تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا" ارحم اُمتی باُمتی ابو بکر (الحدیث)[2]

میری اُمّت میں سے میری اُمّت پر سب سے زیادہ شفیق و رحم کرنے والا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے یقیناً ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مظہر صفت رحمت الٰہی تھے۔

مسلمانوں کے بچے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو باپ باپ کہہ کر پکارتے اور آپ شفقت و محبت سے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔ آپ نادار لوگوں کے کام اپنے دست مبارک سے کر دیتے لوگوں کی بکریاں دودھ دیتے اسیران بدر کے سلسلے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا :۔

یا رسول اللہ! یہ لوگ آپ کے بھائی بھتیجے اور کنبے قبیلے والے ہیں میری رائے میں آپ ان سے فدیہ لے لیویں۔ پس جو ہم نے لیا وہ ہمارے لیے کافروں پر قوت ہوگا اور شاید اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت دے تو یہی لوگ ہمارے قوت دبازو ہو جاویں۔[3]

---

[1] تاریخ الخلفاء اردو؛ ص ۱۵۶ مختصراً۔

[2] تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۶۷

[3] مواہب الرحمٰن پارہ ۹ ص ۱۹۹۔

جب حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسیرانِ بدر کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو حضرت عمر نے مشورہ دیا کہ قیدیوں کے رشتہ دار انکو قتل کریں جیسے حضرت علی عقیل کو، حضرت ابوبکر نے معاف کر دینے کا مشورہ دیا اور فدیہ لینے کا تاکہ ممکن ہے کہ ان میں کئی اسلام قبول کریں اور ہماری قوت و بازو بن جاویں۔ اس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تو ملائکہ میں میکائیل جیسا ہے جو رحمت کے ساتھ نازل ہوتا ہے۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ انبیاء میں تیری مثال ابراہیم علیہ السّلام جیسی ہے جنہوں نے فرمایا۔ من تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم۔

اے ابوبکر رضی اللہ عنہ انبیاء میں تیری مثال عیسٰی علیہ السّلام جیسی ہے جنہوں نے کہا تھا۔ ان تعذبھم فانھم عبادک۔

لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر ہی عملدرآمد ہوا۔ [1]

آیت۔ ھو الذی یصلی علیکم وملٰئکتہ (الآیۃ)

ترجمہ۔ وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب آیت ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی فضل و شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیازمندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

آپ کی وفات پر جو نوحہ خفاف بن ندبہ اسلمی نے کہا تھا اس کا ایک شعر ہے جس کا مطلب ہے" بیشک ابوبکر آبِ باراں کے مانند تھے جب کہ برج جوزا سے بھی پانی کی کمی کے باعث کھیتیاں نہ اگتی تھیں [2] یعنی اُمت پر بے حد مہربان۔

ابن سعد نے ابراہیم النخعی سے نقل کیا ہے کہ " ابوبکر کا نام اواہ رحیم (لطیع) ان کی مہربانی اور رحم دلی کی وجہ سے پڑ گیا تھا۔

---

[1] تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۴۴ - نیز دیکھئے "اصحاب بدر" از قاضی محمد سلیمان منصور پوری، ص ۱۸۔

[2] تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۳۶

اور ابن عساکر الربیع بن انس سے نقل کرتے ہیں کہ کتاب اول کتاب اواہ میں لکھا ہے " ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بارش کے قطرے کی مانند ہیں۔ کہ جب گرتا ہے نفع ہی پہنچاتا ہے۔ لہ

حضرت ابوبکر صدیق سے بغض رکھنے والوں کا انجام

جب آقا و مولا حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عامۃ الصحابہ سے بغض وعناد رکھنے کو اپنے ساتھ بغض وعناد سے مترادف فرمایا ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا درجہ تو اتنا بلند تریں ہے کہ بقول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ " اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہارے ساتھ برابری تو کجا ہم میں سے تو کوئی آپ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا" تو ایسی شخصیت سے بغض وعناد رکھنا بدترین گناہوں میں سے ہے جب کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

احفظونی فی اختانی و اصھاری لا یطلبنکم اللہ بمظلمۃ احد منھم فانھا لیست مما توھب ۲ؔ

میرے سسرالی لوگوں کا احترام کرو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالے تم سے مواخذہ کرے۔ ایسی خطا بخشی نہ جائیگی

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والوں کا جو انجام ہوگا وہ تو بروز قیامت ہوگا لیکن بطور تنبیہہ اللہ تعالیٰ نے متعدد لوگوں کا اس دنیا میں جو انجام ظاہر فرمایا ہے وہ باعث عبرت ہے۔

چند حوالہ جات تمثیلاً تحریر ہیں :۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ چند افراد یمن کو جارہے تھے کہ ایک کوفی بدعقیدہ بھی ہمراہ ہو گیا جو حضرات ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کو برا بھلا کہتا تھا جو باوجود سمجھانے کے باز نہ آیا۔ ایک صبح اس نے بتلایا کہ ابھی ابھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے فاسق تو مسخ ہو جائے گا سو وہ بندر کی شکل اختیار کر گیا جسے ان لوگوں نے رسی سے باندھ دیا لیکن راستہ میں ایک جگہ بندروں کو دیکھ کر رسی تڑا کر بھاگ کر ان میں ہی شامل ہو گیا (دلائل النبوۃ)

علامہ تلمسانی نے بھی اسی قسم کا واقعہ ذکر کیا ہے (سعادۃ الدارین للنبہانی)

حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کی لاشیں نکالنے کا واقعہ متعدد علماء نے معتبر کتب میں نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ حاکم وقت سے سازش کر کے حضرات شیخین رضوان اللہ علیہم کی لاشیں نکالنے کے لیے تیار ہوئے تو زمین

لہ تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۹۱ -

۲ؔ کنز العمال۔ خطیب ابن عساکر

پیٹ گئی اور وہ اس میں غرق ہو گئے جب کہ حاکم مدینہ کوڑھی ہو کر عبرت ناک حالت میں مرگیا۔ [۱]

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ علامہ کمال سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک مجمع میں ایک آدمی نے محبت صدیق کے بدلے کچھ مانگا تو ایک آدمی نے اُسے گھر لے جاکر مارا اور زبان کاٹ دی۔ وہ اسی حالت میں روضۂ انور کے سامنے آکر سو گیا۔ دریں اثنا اس کی زبان تو درست ہو گئی۔ لیکن مارنے والے کی شکل مسخ ہو گئی وہ خنزیر کی شکل پر ہو گیا جس کے بیٹے نے اس کو علیحدہ کمرہ میں بند کر دیا۔ [۲]

علامہ ابن قیم، علامہ قیروانی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص جو حضرات ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم کے بارے میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے ہمسایہ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے شکایت سن کر اس کو ایک چھری دے کر فرمایا جاؤ اُسے قتل کر دو۔ بیدار ہوا تو رونے کی آوازیں سنیں معلوم ہوا کہ بدگو کی گردن پر دھاری کا نشان پڑا ہوا ہے اور وہ مر چکا ہے (کتاب الروح)

علامہ تلمسانی نے مصباح الظلام میں بھی ایسا واقعہ نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو بکر صیرفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک مخالف مر گیا تو خواب میں کسی نے دیکھا کہ وہ برہنہ ہے اس نے بتلایا کہ بوجہ بداعمال اسے نصرانیوں کے ساتھ کر دیا گیا اور اس کی یہ حالت ہے۔ [۳]

ایک دشمن شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین" کو مرنے کے بعد دفن کر دیا گیا لیکن غلطی سے کدال قبر میں ہی رہ گئی۔ قبر کو دوبارہ کھولنے پر دیکھا گیا کہ وہ کدال مُردہ کی گردن میں طوق بنی ہوئی ہے اور ہاتھ بھی ساتھ بندھے ہوئے ہیں [۴]

حضرت علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست کی خدمت میں بظاہر دو بزرگ صورت شخص تھے۔ بس نے ان دونوں کو دیکھ کر کہا کہ تمہاری باطنی شکل خنزیر کی طرح مجھے نظر آرہی ہے کیوں کہ مجھے اللہ تعالے نے وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ دشمن صحابہ کی باطنی شکل بصورت خنزیر دیکھ لیتا ہوں۔ انہوں نے اپنی برائی کا اعتراف کر کے توبہ کر لی تو ان کی شکل اصل صورت پر آگئی۔ [۵]

---

[۱] تاریخ مدینہ۔ ریاض النضرۃ محب الدین خطیب خلاصۃ الوفا علامہ سمہودی۔ المنن الکبریٰ للشعرانی سعادۃ الدارین وغیرہا

[۲] زواجر لابن حجر مکی۔ [۳] شرح الصدور السیوطی۔

[۴] سعادۃ الدارین نبہانی۔ [۵] فتوحات مکیہ باب ۲،۔

علامہ ابن قیم حضرت ابوالحسن مطلبی خطیب مسجد نبوی سے نقل کرتے ہیں ایک دن نماز فجر کے بعد وہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص ایسا جس کی دونوں آنکھیں باہر لٹک رہی تھیں اس نے بتلایا کہ وہ حضرات شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں بدزبانی کرتا تھا ایک دن خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم و علی رضی اللہ عنہ کو بیٹھے دیکھا حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم نے میری شکایت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ نے پوچھا تمہیں ان کے خلاف بدزبانی کرنے کو کس نے کہا ہے۔ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف اشارہ کر دیا پھر کیا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم غصے سے اٹھ کر میری طرف لپکے اور فرمایا تو مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اور اپنی انگلیاں میری آنکھوں میں ماریں کہ درد کی وجہ سے جاگا تو اس حالت میں تھا وہ رو رو کر اپنا واقعہ بیان کر کے توبہ کرتا تھا (کتاب الروح)

حضرت امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص خانہ کعبہ میں آیا جس کا نصف چہرہ سفید اور نصف سیاہ تھا اس نے لوگوں کو اعلانیہ تبلایا کہ وہ حضرات شیخین کے بارے میں بدگوئی کرتا تھا کہ ایک شب حالت خواب میں کسی نے تھپڑ مار کر کہا اے اللہ کے دشمن تو حضرات ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کو گالیاں دیتا ہے بس آنکھ کھلتے ہی یہ حالت پائی۔ وہ کہتا تھا کہ میری حالت سے عبرت حاصل کرو۔ [1]

حضرت امام شعرانی حضرت علامہ عبدالغفار قوصی سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرات ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں دیتا تھا جب کہ اس کا لڑکا اور بیوی منع کرتے تھے اچانک اللہ تعالے نے اس بدگو کی شکل بصورت خنزیر کر دی اس لڑکے نے زنجیر باندھ کر اپنی دکان پہ ٹھہرا رکھا تھا کہ وہ اسی حالت میں مر گیا تو اس کو گندگی کے ڈھیر پہ پھینک دیا گیا۔ [2]

علامہ شیخ محب الدین طبری کہتے ہیں کہ مجھے جب یہ خبر ملی تو میں اس کے لڑکے کے پاس گیا مذکورہ واقعہ کی تصدیق کی۔ [3]

---

[1] کتاب الروح ابن قیم [2] کتاب المنن الکبریٰ
[3] علا سیف المنن و اخلاق الشعرانی (مختصراً) بحوالہ کتاب مسخ اشکال

کراماتِ صدیقی یوں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے شمار کرامتیں عام کتب میں تحریر ہیں لیکن اس سے بڑی کرامت اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ نے حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت کی اور جو وعدے اللہ تعالےٰ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کیے تھے اور جو پیش گوئیاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھیں وہ اکثر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت اور آپ کے دست بابرکت پر پوری ہوئیں۔ اللہ تعالےٰ کی آخری کتاب قرآن حکیم کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھنے والے وہی لوگ ہیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کرتے ہیں بلکہ تاقیام قیامت اُمتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم میں صاحب کرامت وہی بزرگ ہیں جو آپ کو اپنا امام اور عنداللہ مکرم و معظم تسلیم کرتے ہیں۔

مشہور ضرب المثل ہے الاستقامۃ فوق الکرامۃ یعنی استقامت کرامت سے زیادہ بڑی چیز ہے تو کیا کوئی شخصیت ملّتِ اسلامیہ میں ایسی ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی برابری کر سکے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر، مرتدین کے ساتھ جہاد کرنے جھوٹے نبیوں کا استیصال کرنے مانعین زکوٰۃ کو راہِ راست پر لانے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کے مواقع پر جو استقامت آپ نے ظاہر فرمائی اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اعلانیہ تسلیم کرنا پڑا کہ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ تعالےٰ کی عبادت نہ کی جاتی (البیہقی بروایت ابن عساکر ابوہریرہ)

(ترجمہ) اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو لوگ قیامت تک زکوٰۃ کے بارے میں حق سے منحرف نظریات اختراع کرتے۔ [1]

صاحب محاضرات تاریخ الامم —— جلد ۱ صفحہ ۱۸۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) ہم اس بارے میں صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اگر جل شانہٗ کی تائید و توفیق کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ کا مضبوط عزم نہ ہوتا تو مسلمانوں کو وہ عروج و استحکام نصیب نہ ہوتا جو صفحات تاریخ میں معروف ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے عزم کا اظہار ایسے وقت کیا جب کہ

---

[1] قول حضرت عبداللہ بن مسعود۔ ریاض النضرہ محب طبری ۱/۹۹)

تمام مسلمانوں کے دلوں پر (واقعات حاضرہ ووصال نبوی صلے اللہ علیہ وسلم) ذہول اور رلودگی کی کیفیت مسلط ہو چکی تھی حتی کہ ان پر بھی جو سب سے زیادہ محکم قوت کے مالک اور سب سے زیادہ دل کے مضبوط تھے۔ (البینات)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بارش کے قطرے کے مانند ہیں کہ جب گرتا ہے نفع ہی پہنچاتا ہے [1]

حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک مجسم معجزہ تھی جن کا ہر قول و فعل بجائے خود ایک کرامت تھی علیہ صلواۃ اللہ وسلامہ۔

دگرگوں کرد لادینی جہاں را ز آثار بدن گفتند جان را

ازاں فقرے کہ با صدیق دادی بشورے آورین آسودہ جاں را

(اقبال)

سانحہ ارتحال

انا للہ وانا الیہ راجعون

کل نفس ذائقۃ الموت۔ ہر نفس کے لیے موت کا ذائقہ چکھنا مقدر ہو چکا ہے اور صرف اللہ تعالے کی ذات کے لیے ہی بمطابق (ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام) بقا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سات جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو غسل فرمایا۔ وہ سرد دن تھا جس کے بعد آپ کو بخار ہو گیا (الواقدی والحاکم بروایت حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)، بیمار پرسی کے لیے صحابہ کرام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا اے رسول اللہ کے خلیفہ اجازت دیجئے کہ آپ کے لیے کسی حکیم کو لاویں تاکہ دیکھ کر علاج کرے۔ آپ نے فرمایا وہ تو مجھے دیکھ چکا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حکیم نے کیا کہا تو آپ نے فرمایا۔ انی فعال لما ارید یعنی میں جو کچھ چاہتا ہوں کرتا ہوں یہ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ تھا جس کے الفاظ ہیں۔ ان ربک فعال لما یرید۔ بے شک تمہارا رب جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔ پس حاضرین آپ کا مطلب سمجھ گئے اور خاموش ہو گئے۔ [2]

ابن حاتم اور ابونعیم سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے۔ آیت۔ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ

---

[1] ابن عساکر بروایت الربیع ابن انس بحوالہ سیرا لخلفاء سیوطی ص ۹۱ -

[2] ابن سعد و ابن ابی الدنیا بروایت ابی اسفر۔

مرضیۃ ۰ فادخلی فی عبادی ۰ وادخلی جنتی ہ (الفجر) اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ یہ بڑا اچھا قول ہے رسول اللہ صلے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری موت پر بھی فرشتے یہی کہنے والے ہیں۔ [1]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اب اس خوشخبری کو سننے کے لیے بے قرار تھے اور آپ نے خود ہی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب کی تعبیر کا اظہار کیا تھا کیوں کہ محمد بن سیرین کے مطابق رسول کریم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم تعبیر کوئی نہ جانتا تھا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک سیڑھی پر چڑھ رہے ہیں جب کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اڑھائی ڈنڈے پیچھے ہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنی رحمت میں بلالے گا اور میں آپ کے بعد قریباً اڑھائی برس زندہ رہوں گا۔ [2]

اس طرح آپ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا اشتیاق بھی بڑھ رہا تھا اور آپ کی موت کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جُدائی کے صدمہ کی وجہ سے بھی آپ دن بدن لاغر و کمزور ہو رہے تھے۔ (طبری و ابن اثیر)

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی آپ کی عمر کے بارے میں اشارۃً فرمایا تھا۔

الطبرانی نے حدیث ابی الدرداء اور الحاکم نے ابن مسعود کی حدیث سے نقل کیا اور ابو القاسم البغوی نے بسند حسن عبد اللہ بن عمر سے نقل کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے بعد تھوڑا عرصہ ہی دنیا میں رہیں گے۔ [3]

---

[1] سیرۃ الخلفاء اردو ص ۸۰ کنز العمال بر مسند امام احمد بن حنبل۔

[2] ابن سعد نے ابن شہاب سے نقل کیا۔ سیرۃ الخلفاء ص ۱۰۱ ۔

[3] سیرۃ الخلفاء ص ۹۳ ۔

دریں اثنا ر آپ نے صحابہ کرام کے مشورے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد جانشین مقرر فرمایا اور باقاعدہ حضرت عثمان ذوالنورین سے اس بارہ میں تحریری وصیت فرمائی اور صحابہ کرام سے خطاب فرمایا کہ میں تمہارے اوپر اپنے بعد عمر ابن الخطاب کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں اس لیے ان کی سنو اور اطاعت کرو اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحتیں کیں اور وصیت کی لہٰذا لوگوں نے بسر و چشم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور سمعنا و اطعنا کا عہد کیا۔ ابن سعد اور الحاکم ابن مسعود سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو انتہائی دانشمندی قرار دیا گیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ہم عمر فاروق کے بغیر کسی اور پر راضی نہ ہوں گے کہ وہ ہمارے امور کا والی ہو۔

آپ کی بیماری کے دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے کیوں کہ آپ نے انہی کو حکم دیا تھا حضرت عثمان ذوالنورین آپ کی تیمارداری میں پیش پیش رہے کیوں کہ وہ آپ کے نزدیک ہی تھے۔

وفات سے پہلے اپنے دوران خلافت حاصل شدہ وظیفے کی رقم کے بارے میں حکم دیا کہ میری جائیداد فروخت کر کے تمام رقم واپس بیت المال میں جمع کر دی جائے جبشی غلام اونٹنی چادر وغیرہ سرکاری چیزیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں کہ اب وہ ہی ان کے حق دار ہیں جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ نے اپنے جانشینوں کو بڑی دشواری میں ڈال دیا۔

(طبقات ابن سعد)

اپنے گھر کے منتظم محتسب سے گھر کا حساب پوچھا اس نے بتایا کہ پچیس درہم اس نے اپنے پاس سے خرچ کیئے باصرار اس کی ادائیگی کر دی (ازالۃ الخفاء)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کفن دفن کے مطابق ہی مجھے کفن دیا جاوے اور میرے مستعمل کپڑے ہی استعمال کیے جاویں کہ نئے کپڑوں کے زندہ لوگ زیادہ مستحق ہیں (طبری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حسرت سے یہ شعر پڑھا۔ ~

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

وہ پُرنور صورت جس کے چہرہ کے صدقے بادلوں سے بارش مانگی جائے یتیموں پر مہربان بیواؤں کی پناہ گاہ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹی یہ شان نور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا مجھے خیال ہے کہ میں آج (دوشنبہ کے دن) وفات پا جاؤں گا۔ اگر میری وفات ہو جائے تو شام ہونے سے پہلے پہلے مجاہدین کو مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ کر دینا اور اگر میری وفات مؤخر ہو جائے تو صبح سے پہلے پہلے بھیج دینا اور کتنی ہی بڑی مصیبت کیوں نہ ہو دین کے کام اور اپنے اللہ کے حکم کی تعمیل میں میری وجہ سے رکاوٹ نہ پڑے۔ آپ مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر دیکھ چکے ہو میں نے کیا طرز عمل اختیار کیا تھا حالانکہ دنیا پر اس سے زیادہ مصیبت کا پہاڑ کبھی نہ ٹوٹا تھا۔ [۱]

فرمایا آج دوشنبہ ہے مجھے اُمید ہے کہ حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق میری موت بھی آج ہی آئے گی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کی وصیت کی۔

بیماری کے دوران آپ کی سب سے زیادہ تیمار داری اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کی۔

وفات پر آخری کلمات جو آپ کی زبان مبارک پر جاری تھے وہ تھے "توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین" اے اللہ مجھے اسلام پر موت دے اور آخرت میں صالحین میں شامل فرمانا۔ مغرب و عشا کے مابین دو سال تین ماہ دس دن کی مدت خلافت کے بعد خلافت و امامت کا آفتاب عالمتاب دنیا سے روپوش ہو گیا اور نور صدیقی، نور مصطفوی سے جا ملا۔ "انا للہ و انا الیہ راجعون"۔

یہ جمادی الثانی ۱۳ھ دوشنبہ کا دن تھا۔ اس وقت آپ کی عمر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق تریسٹھ سال تھی (بمطابق ۲۴ اگست ۶۳۴ء)

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا اور آپ

---

[۱] سیرۃ صدیق اکبر رضا مصری ص ۱۲۷

کے لڑکے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مدد کی (کتاب نزہتہ النواظر کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا)

نماز جنازہ مسجد نبوی میں منبر شریف اور حجرہ مبارک کے دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چار تکبیر سے پڑھائی۔ حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے ساتھ اس صورت میں آپ کو دفن کیا گیا کہ آپ کا سر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کے برابر تھا۔ حضرت عمر، عثمان، طلحہ و عبد الرحمٰن (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے قبر میں اتارا اور اس طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں دوسرا چاند اتر گیا۔ حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی وفات شدید ترین صدمہ تھا۔ مدینہ کے در و بام لرزہ براندام ہو گئے۔ مملکت اسلامیہ میں جوں جوں خبر پہنچتی رہی صف ماتم بچھ گئی۔

آپ کی وفات پر صحابہ کرام کے تاثرات

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ . .

اگرچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حادثہ وفات کے بعد آپ کی وفات سب سے بڑا حادثہ ہے لیکن بہر حال اللہ کے حکم کے مطابق ہم صبر ہی کریں گے . . . . .

ابا جان میرا آخری سلام قبول کیجئے میں آپ کے مرنے پر جزع فزع نہیں کر رہی۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے باچشم پُر نم فرمایا:۔

. . . اے خلیفۃ رسول اللہ! آپ نے دنیا سے رخصت ہو کر قوم کو سخت محنت و مشقت میں ڈال دیا . . . . آپ کا سا ہونا تو درکنار اب تو کوئی ایسا بھی نہیں جو آپ کی گرد کو پہنچ سکے . . .

سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کے دروازہ پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے پہنچے اور فرمایا۔ الیوم انقطعت خلافۃ النبوۃ۔ آج خلافت نبوت منقطع ہو گئی (طویل خطبہ جس میں آپ کے بے شمار محاسن اور اوصاف کا تذکرہ فرمایا)

(ترجمہ) اے ابوبکر! اللہ تم پر رحم فرما دے تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب، مونس معتمد، محرم راز اور مشیر تھے تم سب سے پہلے ایمان لائے۔ تم سب سے زیادہ مخلص مومن تھے تمہارا یقین سب سے زیادہ مضبوط تھا۔ تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے اور دین کے

کے معاملے میں تکلیف اٹھانے والے تھے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب سے زیادہ حاضر باش۔ اسلام پر سب سے زیادہ مہربان۔ حضور کے ساتھیوں کے لیے سب سے زیادہ بابرکت۔ رفاقت میں سب سے بہتر مناقب و فضائل میں سب سے بڑھ کر۔ پیش قدمیوں میں سب سے افضل و برتر۔ درجے میں سب سے اونچے۔ وسیلے کے لحاظ سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب تر۔ سیرت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے متشابہ۔ عادت، مہربانی اور فضل میں صحابہ میں سے سب سے زیادہ بلند مرتبے والے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم اور معتمد تھے۔ پس اللہ اسلام اور اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تم کو جزاء خیر عطا فرمادے۔ تم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ چشم و گوش تھے تم نے آپ کی اس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے تکذیب کی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں تم کو صدیق کہا۔ ۔ ۔ والذی جاء بالصدق وصدق بہ ۔ تم نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت غم خواری کی جب لوگ بخل کرتے تھے۔ ناخوشگوار حالات میں تم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جم کر کھڑے رہے جب کہ لوگ بچھڑ گئے۔ تم نے سختیوں میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حق محبت حسن و خوبی سے ادا کیا۔ تم ثانی اثنین اور رفیق غار تھے۔ تم پر سکون نازل ہوا۔ تم ہجرت میں رسول اللہ کے ساتھی تھے۔ اللہ کے دین اور امت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے تم ایسے خلیفہ تھے جس نے اس وقت خلافت کا حق ادا کیا جب لوگ مرتد ہو گئے۔ تم نے خلافت کا ایسا حق ادا کیا جو کسی پیغمبر کے خلیفہ سے نہ ہو سکا۔ تم نے اس وقت مستعدی دکھائی جب تمہارے ساتھی سست ہو گئے۔ تم نے اس وقت جنگ کی جب وہ عاجز ہو گئے تھے۔ جب وہ کمزور ہو گئے تو تم قوی رہے۔ تم نے منہاج رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تھاما جب لوگ پست ہو گئے۔ تم نزاع و تفرقہ کے بغیر خلیفہ برحق تھے۔ اگرچہ اس سے منافقوں کو غصہ۔ کفار کو رنج۔ حاسدوں کو کراہت اور باغیوں کو غیظ تھا۔ تم امر حق پر قائم رہے جب لوگ بزدل ہو گئے۔ تم ثابت قدم رہے جب وہ ڈگمگا گئے۔ تم اللہ کے نور کو لیے ہوئے بڑھتے رہے جب لوگ ٹھہر گئے۔ پھر انہوں نے تمہاری پیروی کی اور ہدایت پائی۔ تمہاری آواز ان سب سے پست تھی مگر تمہارا رتبہ ان سب سے بلند تھا۔ تمہارا کلام سب سے سنجیدہ تھا اور تمہارا نطق سب سے زیادہ صحیح تھا۔ تم سب سے زیادہ خاموش تھے۔ تمہارا قول بلیغ تھا۔ تم سب

سے زیادہ بہادر۔ سب سے زیادہ معاملہ فہم عقل کے لحاظ سے سب سے زیادہ اشرف تھے۔ خدا کی قسم تم دین کے سردار تھے جب لوگ دین سے ہٹے تو تم ان کے آگے تھے اور جب وہ دین کی طرف آئے تو تم ان کے پیچھے تھے۔ تم مومنوں کے لیے رحمدل باپ تھے۔ یہاں تک کہ وہ تمہاری اولاد بن گئے۔

جن بھاری بوجھوں کو وہ اٹھا نہ سکتے تھے۔ تم نے ان کو اٹھالیا جس چیز کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا تم نے ان کو اس کی رغبت دلائی اور جو چیز انہوں نے ضائع کر دی تم نے اس کی حفاظت کی جس کو وہ نہیں جانتے تھے تم نے ان کو وہ چیز سکھائی جب وہ عاجز و درماندہ ہوئے تو تم نے تلوار کھینچ لی یعنی بہادری دکھائی جب وہ گھبرائے تو تم ثابت قدم رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تم نے ان کی دادرسی کی اور وہ اپنی ہدایت کے لیے تمہاری طرف رجوع ہوئے اور کامیاب ہوئے اور جو چیزان کے گمان میں بھی نہ تھی ان کو مل گئی۔ تم کفار کے لیے عذاب کی بارش اور آگ کا شعلہ تھے۔ مومنوں کے لیے رحمت انس اور پناہ تھے تم نے اوصاف وکمالات کی فضا میں پرواز کی اور اس کا عطیہ پایا اور فضیلتیں حاصل کر لیں۔ تمہاری حجت کو شکست نہ ہوئی تمہاری بصیرت کمزور نہیں ہوئی۔ تمہارا نفس بزدل نہیں ہوا۔ تمہارا دل کج نہیں ہوا اور منحرف نہیں ہوا۔ تم اس پہاڑ کی مانند تھے جس کو آندھیاں ہلا نہیں سکتیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم رفاقت اور مالی اعتبار سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے تھے اور بقول حضور صلے اللہ علیہ وسلم تم جسماً گو کمزور تھے لیکن اللہ کے معاملے میں قوی تھے اور اپنی ذات میں متواضع اللہ کے نزدیک با عظمت اور لوگوں کی نظر میں بزرگ۔ تمہاری نسبت نہ کوئی دھوکے میں تھا اور نہ حرف گیری کر سکتا تھا۔ تم سے نہ کوئی (غلط) طمع رکھ سکتا تھا اور نہ تم کسی کی رعایت کرتے تھے۔ ضعیف اور پست آدمی تمہارے نزدیک قوی تھا تم اس کو حق دلاتے تھے اور قوی تمہارے نزدیک ضعیف و ذلیل تھا۔ تم اس سے حق لیتے تھے۔ دور و نزدیک کے دونوں قسم کے آدمی تمہاری نگاہ میں یکساں تھے جو اللہ کا سب سے زیادہ مطیع اور متقی ہوتا تھا۔ وہی تمہارا سب سے زیادہ مقرب تھا۔ تمہاری شان حق صدق اور نرمی تھی۔ تمہارا قول حکم قطعی اور تمہارا معاملہ بردباری اور دوراندیشی تھا اور تمہاری رائے علم و عزم تھا۔ تم نے فساد کا قلع قمع کر دیا اور راستے ہموار ہو گئے۔ مشکل آسان ہو گئی۔ آگ بجھ گئی اور دین معتدل ہو گیا۔ ایمان قوی ہو گیا۔ اسلام اور مسلمان مضبوط ہو گئے۔ اللہ کا امر غالب ہو گیا اگرچہ کفار کو ناگوار ہوا۔ تم نے سخت سبقت کی اور اپنے بعد والوں کو تھکا دیا۔ تم خیر سے کامیاب ہو گئے۔ تم اس سے بالاتر ہو کر تم پر ماتم

کیا جائے۔ تمہارے مرثیے آسمانوں پر پڑھے جارہے ہیں اور تمہاری مصیبت تمام دنیا میں ظاہر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کے فیصلے پر راضی اور اپنا معاملہ اس کو سونپتے ہیں اور اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمہاری موت جیسا کوئی حادثہ مسلمانوں پر کبھی نازل نہیں ہوا تم دین کی عزت۔ جائے پناہ اور حفاظت گاہ تھے مومنوں کے لیے تنہا ایک گروہ قلعہ اور دار الامن تھے۔ منافقوں کے واسطے سختی اور غضب تھے۔ پس اللہ تم کو تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا دے اور ہم کو تمہارے بعد تمہارے اجر سے محروم و گمراہ نہ کرے۔ [1]

جب تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خطاب فرماتے رہے لوگ خاموش رہے لیکن جب اختتام کو پہنچے تو سب کی چیخیں نکل گئیں اور بیک آواز سب نے کہا اے رسول اللہ کے داماد آپ نے بے شک سچ فرمایا۔

" حضرت حسان نے فرمایا۔

(ترجمہ) اگر تم اپنے معتمد بھائی کا غم یاد کرو تو اپنے بھائی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کارنامے یاد کرو جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مخلوق میں سب سے بہتر سب سے زیادہ متقی و عادل اور اپنے فرائض انجام دینے والے ہیں۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

اگر میں قسم کھا کر کہوں کہ اللہ تعالے نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق و فاروق کو ایک ہی سرشت و طینت سے پیدا کیا تو میں اپنی قسم میں صادق ہوں گا۔

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح یوں فرمائی ہے :-

ہر شخص کا مدفن وہیں ہوتا ہے جس جگہ کی مٹی اس کی سرشت و طینت میں ہوتی ہے اور شاہ ولی اللہ مزید وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" روحوں کو اللہ تعالے نے گروہ در گروہ پیدا کیا پھر جو روح اس وقت سے متعارف ہوئی

---

[1] ریاض النضرہ جلد اول ص ۱۸۳۔ کنز العمال بر مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۳۶۶ ۔ ترجمہ صدیق اکبر منبر فیض الاسلام۔ تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۵۶ بحوالہ کتاب الموافقہ ابن السلمان مخزن اخلاق ص ۴۷۔

دنیا میں بھی اسی سے مانوس و مالوف ہوئی اور وجود خارجی میں ایک جگہ تھیں اور بعد انتقال بھی ایک جگہ ہیں اور رہیں گی۔ [1]

بروایت حافظ ابوسعد بن سمان وغیرہ محدثین۔ نیز محمد بن عقیل بن ابی طالب سے کہ بے شک جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور ان کو چادر سے چھپا دیا گیا ارتجت المدینۃ بالبکاء کیوم قبض فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو لوگوں کی گریہ زاری سے مدینہ منورہ ہلنے لگا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن ہلا تھا۔ [2]

ابن مسیب سے منقول ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے تو مکہ میں ایک زلزلہ آیا۔ [3]

خلافت حضرت ابوبکر صدیق کے چند واقعات مشہورہ

بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ اجتماع سقیفہ بروصال رسول کریم و بیعتِ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۱۴ ربیع الاول ۱۱ھ جیش اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی۔

شعبان ۱۱ھ روانگی جنگی دستہ ہائے برائے سرکوبی مرتدین۔

ذوالحجہ ۱۱ھ جنگ یمامہ۔ ۱۲ھ حضرت خالد بن ولید کی بحرین پر فوج کشی اور حیرہ کی صلح

صفر ۱۲ھ جنگ ثنی و جنگ ولجہ۔ ربیع الاوّل ۱۲ھ حیرہ کا محاصرہ اور اس کی سپردگی۔

رجب ۱۲ھ روانگی افواج بطرف عراق۔ ذی قعدہ ۱۲ھ جنگ فراض۔ اہل فارس۔ اہل روم اور بدوؤں کی شکست۔ ذوالحجہ ۱۲ھ حضرت سیف اللہ خالد بن ولید کا خفیہ حج کرنا۔

شروع ۱۳ھ حضرت خالد بن ولید کی عراق سے شام کو روانگی کے بعد حضرت مثنیٰ کا عراق میں داخلہ۔ (۱۳ھ) جنگ بابل۔ جمادی الاوّل ۱۳ھ جنگ یرموک۔

۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ وصال حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

---

[1] فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۱۵۱۔

[2] تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۶۴ بحوالہ کتاب الموافقہ ابن السمان۔

[3] تاریخ خلفائے اسلام سیوطی اردو ص ۱۳۵۔

آپ کے عمال و عہدہ داران :-

قاضی القضاۃ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (طبری و ابن اثیر) ان کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت۔ عبد اللہ بن مسعود (العقد الفرید) رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

کاتب - حضرات زید بن ثابت و عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہما وغیرہما (طبری)

جرنیل - حضرات اسامہ بن زید۔ سیف اللہ خالد بن ولید، عکرمہ بن ابو جہل، شرحبیل بن حسنہ۔ عرفجہ بن حصرثمہ، حذیفہ بن محصن، سوید بن مقرن، علاء بن الحضرمی۔ مہاجر بن ابی امیہ، خالد بن سعید بن العاص، عمرو بن العاص، ابو عبیدہ بن الجراح، یزید بن ابو سفیان، مثنیٰ ابن الحارث وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

عمال - عتاب بن اسید۔ عثمان بن ابو العاص، حذیفہ بن محصن، علاء بن الحضرمی، سوید بن مقرن مہاجر بن ابو امیہ، عمرو بن العاص، مثنیٰ بن الحارث، یزید بن ابو سفیان، ابو عبیدہ بن الجراح ابو سفیان بن حرب، عمرو بن سعید، الحکم بن سعید، ولید بن عقبہ۔ عمرو بن معدی۔ جریر بن عبد اللہ، ذو الکلاع وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

خزانچی - حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ "امین الامت"

آپ کی ازواج :- قتیلہ بنت عبد العزیٰ۔ اسماء بنت عمیس۔ ام رومان۔ حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ علیہم

صاحبزادے و صاحبزادیاں :- عبد اللہ۔ عبد الرحمٰن۔ محمد۔ حضرت اسماء ذات النطاقین رضی اللہ عنہا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ صلوٰۃ اللہ و سلامہٗ علیہا۔ ام کلثوم۔

آپ کی چار پشتیں صحابی تھیں اور یہ شرف بھی آپ کی ذات کے لیے مخصوص ہے آپ کے والدین خود۔ لڑکے اور پوتے۔

آپ کی انگشتری :- حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتی انگشتری بحیثیت خلیفۃ الرسول صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس تھی اور اپنی ذاتی انگشتری پر لکھا تھا۔ نعم القادر اللہ (اللہ تعالے بہتر قدرت والا ہے)

متفرقات

جب انصار نے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال پر انعقاد خلافت کے لیے جلسہ کیا تو آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا "آپ حضرات نے اپنی فضیلت میں جو کچھ فرمایا وہ صحیح ہے اور آپ اس کے اہل ہیں۔ لیکن قبائل عرب سوائے اس کے کچھ تسلیم نہیں کریں گے کہ خلافت قریش میں رہے" لہ

ان مختصر الفاظ میں استحقاق خلافت کا پورا فلسفہ پیش فرما دیا کہ شخصی فضیلت و اہلیت سے ہی خلافت کا حق کسی کو نہیں پہنچتا بلکہ اس کے لیے نیک ہونا اور عوام میں مقبول ہونا نہایت لازمی ہے کہ جس کی قیادت پر لوگ متفق ہو سکیں۔

جب رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال پر صحابہ نے مشورہ دیا کہ جیش اسامہ کو روک دیا جاوے بصورت دیگر کسی تجربہ کار سپہ سالار کے ماتحت روانہ کیا جائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "کہ جس پرچم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھولا میں کیسے لپیٹ دوں" اور جس شخص کو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے امیرِ لشکر مقرر فرمایا ہے میں اسے کیسے معزول کر سکتا ہوں" احترام نبوی کی لازوال مثال اسے ہی کہا جا سکتا ہے (صدیق اکبر بحوالہ طبری)

ان الهجرة شانها شديد۔ ہجرت کا معاملہ نہایت سخت تھا (بخاری شریف)

سو رسول اللہ کے ہجرت کے ساتھی کا معاملہ تو سب سے زیادہ شدید تھا جس میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت ان کے جذبہ صادقہ کی مظہر تھی۔

رسول اللہ کے شاتم کی سزا قتل ہے ایک موقعہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کسی سے برہم ہو رہے تھے ایک صحابی نے عرض کیا اجازت ہو تو اسے قتل کر دوں۔ تو آپ نے فرمایا! محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے یہ حق نہیں کہ کوئی شخص کسی کی گستاخی پر اُسے قتل کرے۔ (ابوداؤد کتاب الحدود)

ایک دفعہ رسول اللہ کسی نزاع چکانے کے لیے قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں گئے نماز کا وقت ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امامت نماز کی دریں اثنا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور جماعت میں شریک ہو گئے ——— تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ معلوم کرکے پیچھے ہٹنے

لہ بخاری و مسلم و تاریخ الخلفاء کے حوالہ سے فیض الاسلام صدیق اکبر نمبر ص ۲۰۳۔

کے لیے مڑے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ قائم رہو لیکن آپ پیچھے ہٹ گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی تکمیل فرمائی اور پھر پوچھا جب میں نے حکم دیا تھا تو تم ۔ پیچھے کیوں ہٹے تو عرض کیا ابن قحافہ کا یہ منہ تھا کہ آپ کے آگے نماز پڑھاتے ۔ (اسوہ صحابہ جلد اوّل)

حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہم تشریف لے گئے جعفر بن محمد کی روایت کے مطابق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کہا تو انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ پڑھوائی۔ [1]

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بھی کوشش تھی اور نکاح میں شامل تھے حضرت بی بی فاطمۃ الزہراؓ کا نکاح آپ ہی کی کوشش سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہوا اور آپ نکاح کے گواہ تھے اور آپ کی ہی وساطت سے سامان جہیز خریدا گیا یہ اس رقم سے خریدا گیا جو حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو زرہ کے بدلے ادا کر کے زرہ بھی واپس کر دی تھی وہی رقم بطور حق مہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پیش خدمت کی تھی اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ذو النورین کے لیے دعائیں فرمائی تھیں ۔

مسیلمہ کذاب نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے جنگ کی اور اللہ تعالےٰ نے اسلام کو سر بلند فرمایا اور مسیلمہ قتل ہوا لیکن اس جنگ میں حفاظ قرآن صحابہ کرام کی ایک جماعت شہید ہو گئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حفاظ کرام کی شہادت سے بہت زیادہ اثر لیا اور خدمت صدیقی میں عرض کیا کہ خدانخواستہ اگر اسی طرح جنگوں میں حفاظ شہید ہو گئے تو قرآن مجید کی حفاظت پر فرق آئے گا لہٰذا قرآن مجید کو یک جا تحریر میں لایا جانا ضروری ہے کافی گفت و شنید کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو کاتبان وحی میں سے تھے بلا کر حکم دیا اور اس طرح حفاظت قرآن مجید کا وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سرانجام ہوا ۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی ام رومان رضی اللہ عنہا متوفی سنہ ۶ ھ کو حضرت رسول اللہ

---

[1] کنز العمال بر مسند امام احمد ج ۳ ص ۳۵۵ ۔

نے خود قبر میں اتارا اور دعائے مغفرت فرمائی۔ (یہ حضرت عائشہ و عبدالرحمٰن کی والدہ تھیں)

حضور رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال پر کئی فتنوں نے سر اٹھایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کے بقول کہ رسول کریم کے وصال پر اتنے مصائب آئے کہ اگر پہاڑوں پر پڑتے تو ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

جیسا کہ جھوٹی نبوت کے دعویداروں کا فتنہ۔ کچھ کچے مسلمانوں کے ارتداد کا فتنہ۔ بعض لوگوں کا ادائیگی زکوٰۃ سے انکار۔ روانگی جیش اسامہ رضی اللہ عنہ جس کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ترتیب فرمایا تھا ایسے پُر آشوب وقت میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام نے بھی لشکر اُسامہ کی روانگی کو ملتوی کرنے کا مشورہ دیا یا کم از کم سالار لشکر تبدیل کرنے کا لیکن اسلام کے اس بطلِ جلیل بیکراں استقلال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے واشگاف الفاظ میں حکم دیا کہ یہ لشکر اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ہی جائے گا اور اس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی جتلا دیا کہ بڑائی صرف عمر پر ہی منحصر نہیں اور اسلام کسی قسم کی جاہلی عصبیت اور حسب و نسب میں فضیلت کا روادار نہیں۔ [۱]

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اعجاز اور صدیقی برکت سے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ چالیس یوم میں فتح و ظفر سے ہمکنار ہو کر واپس مدینہ منورہ پہنچے اور اس طرح جھوٹی نبوت کے دعویداروں اور عدم ادائیگی زکوٰۃ وغیرہ تمام فتنوں کا سر کچل کر رکھ دیا گیا۔

آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔ قرآن مجید جمع کیا۔ خلیفۃ رسول ہوئے۔ والد کی زندگی میں خلیفہ ہوئے۔ بیت المال بنایا۔ عتیق کا لقب پایا۔ صدیق کا لقب پایا۔ رسول اللہ کے وعدے پورے کیے۔ رسول اللہ کے ساتھ تبلیغ کی۔ ہجرت کی، تمام جنگوں میں شامل ہوئے۔ بدر میں اور غار میں ثانی ہوئے قبر میں ثانی اور حوض پر بھی ثانی۔ پہلے امیر الحج۔

اپنے مکان پر مسجد بنائی اور وہاں سے تبلیغ کی۔ سب سے پہلے تبلیغی خطبہ دیا۔ حضور اکرم کی حمایت میں مشرکین سے مجادلہ کیا اور خود شدید ضربات برداشت کیں، حضور اکرم کے حکم سے امامت فرمائی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔ جنتی ہونے کی خوشخبری پائی۔ عشرہ مبشرہ کے اوّل ہوئے۔ حضور اکرم کے زمانہ میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اجتہاد کے اصول اربعہ مقرر فرمائے۔

---

[۱] عمر ابو نصر خلفائے محمد ص ۴۱۔

(اولیات صدیقی کے سلسلہ میں کتابچہ اولیات صدیقی مرتبہ محمد سلطان نظامی قابل مطالعہ ہے)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہی ہیں آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سسر بھی ہیں اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی ام فروہ رضی اللہ عنہا حضرت محمد الباقر بن علی زین العابدین کی زوجہ ہیں اور اس طرح حضرت جعفر الصادق اور ان کی تمام اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پوتے اور حضرت صدیق اکبر کے نواسے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالے علیہم۔

اختتامیہ سائنس کے اس ترقی یافتہ دور میں جب کہ سائنسدان چاند سے بڑھ کر مریخ تک جس کا زمین سے قریباً ۳۴ کروڑ میل کا فاصلہ ہے۔ پہنچنے میں کامیاب ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی آسمان کے ستاروں کی تعداد معلوم کرنے میں قاصر ہیں تو ایک ایسی شخصیت جس کی ایک دن کی نیکی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی بھر کی نیکیوں جو ستاروں کے برابر ہیں کی مماثل ہو جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں فرمان نبوی ہے تو کوئی انسان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل لکھنا تو کجا شمار بھی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اپنی بے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے یہ لکھنے پر مجبور ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان شخصیت اس سے بلند و بالاتر ہے کہ کوئی ان کا حق ادا کر سکے جب کہ ہمارے آقا و مولا محسن کائنات حضور محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اتنے احسان ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بروز قیامت بدلہ عطا فرمائے گا۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ مدح گویاں و وابستگان صدیقی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شفقت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور اللہ تعالے کی رحیمی اور کریمی سے قابل رشک مراتب حاصل کر سکیں۔ " آمین "

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کی خاک راہ سے دامن اقبال پھولوں سے بھر جاتا ہے اور خواب میں جن کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ بایں الفاظ خراج عقیدت پیش کرتے ہیں :-

گفتمش اے خاصہ خاصانِ عشق ۔۔۔ عشق تو سر مطلع ایوانِ عشق

پختہ از دستش اساسِ کارِ ما ۔۔۔ چارہ فرمائیے آزارِ ما

(سنت خیر الانام)

رضینا باللّٰہ تعالیٰ ربًّا وبالاسلام دیناً وبمحمدٍ صلی اللّٰہ علیہ
نبیاً ورسولاً و بالقرآن اماماً وبالکعبۃ قبلۃ وبالصلوٰۃ فریضۃ
وبالمومنین اخوانًا وبالصدیق وبالفاروق وبذی النورین
وبالمرتضیٰ آئمۃ۔ رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ا

نوٹ :۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں شیعہ کتب میں ایسا مواد مو
ہے جو آپ کے فضائل اور کمالات و اسلامی خدمات پر مشتمل ہے۔ اس سلسلہ میں ایک مض
"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ شیعہ کتب کی روشنی میں" زیر ترتیب ہے۔
انشاء اللّٰہ تعالےٰ جلد ہی علیحدہ اشاعت پذیر ہو گا۔
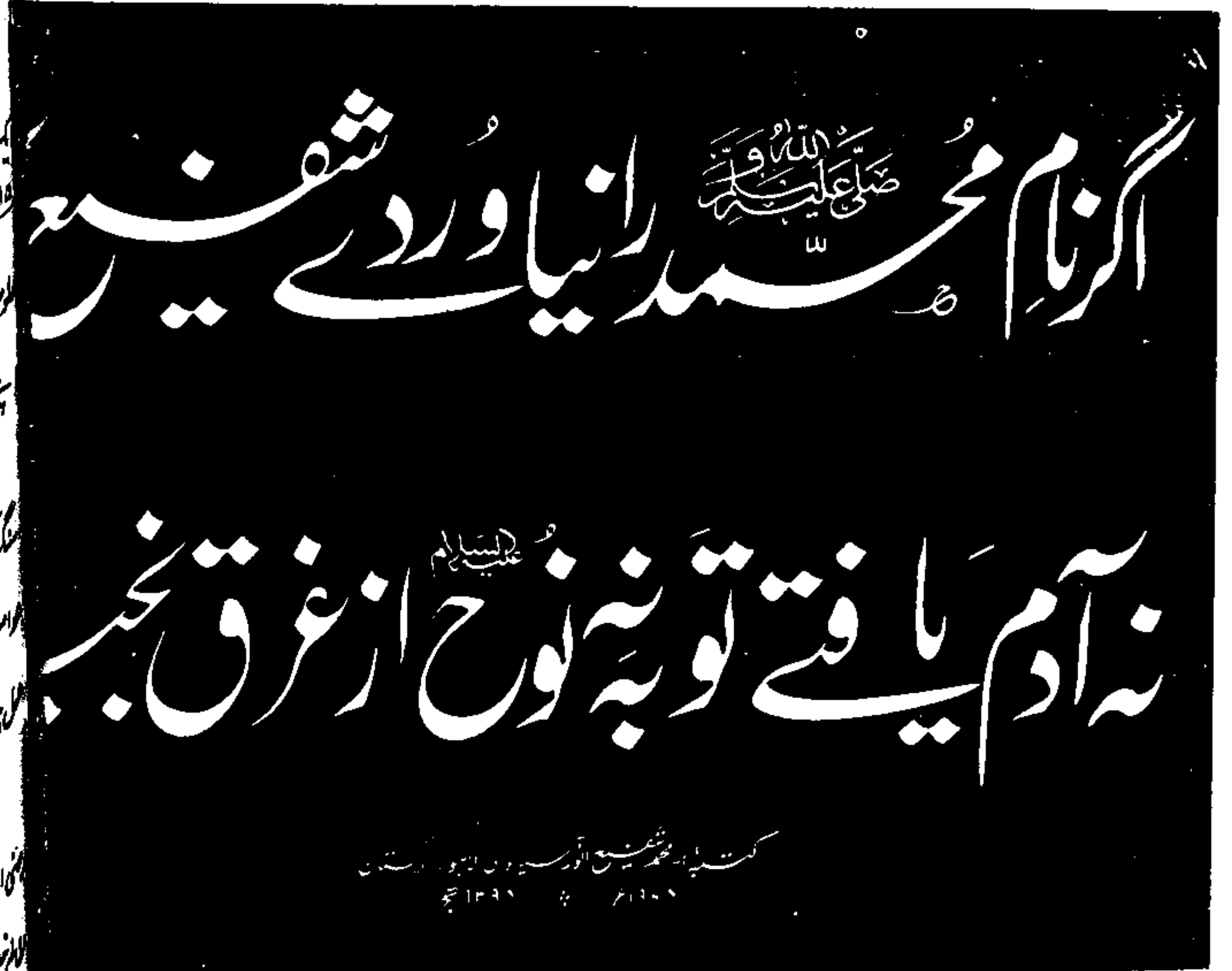
نقشبندیہ کے شیخِ اوّل پر ایک طعن کا بطلان

ملک خدا بخش ٹوانہ (مرحوم)

مرحوم ملک خدا بخش ٹوانہ ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید باصفا تھے۔ فقیر سے محبت رکھتے تھے اُنہوں نے فقیر کی درخواست پہ نورِ اسلام اولیائے نقشبند نمبر کے لیے دو مضمون تحریر فرمائے مگر افسوس کہ وہ مئی ۱۹۷۶ء میں ایک حادثہ میں جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ "اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون" اللہ تعالیٰ ان کے مراتب بلند فرمائے" آمین (صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری)

فدک کے موضوع پہ ۱۲۹۷ھ ہجری میں حضرت قبلہ عالم گولڑہ شریف سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شیعہ عالم سے معرکۃ الآرا مناظرہ ہوا تھا جس کے کوائف پیش کیے جاتے ہیں تقریب یہ ہوئی تھی کہ جب آپ ۱۲۹۷ھ میں ہندوستان سے فارغ التحصیل ہو کر واپس تشریف لائے اور تھوڑے ہی عرصے میں آپ کے تبحرِ علوم اور سجادہ فقر کی ملک کے اندر شہرت پھیل گئی تو اس علاقہ کے سادات نے جو شیعہ مذہب کے پیرو تھے اپنے ایک ضلعی افسر کی تحریک پہ آپ کو مناظرے کا چیلنج دیا۔

چنانچہ مقررہ تاریخ پر بھیکہ سادات کی بستی میں بھیکہ، نور پور شاہاں، جھنگی سیداں، رتہ امرال، سنگ جانی اور ڈھیری شاہاں کے سادات اور ٹھٹھو وار، دھمنی، گھبی، کھاڑی اور چھچھ ہزارہ کے شیعہ سُنی عوام و خواص کے ایک بڑے اجتماع میں اُس زمانہ کے اندر سنگِ میل کا حکم رکھنے والا یہ شیعہ سنی مباحثہ عمل پذیر ہوا اور ایک ہی روز میں ختم ہو گیا۔

سادات نے لکھنؤ سے ایک مجتہد بلوایا ہوا تھا۔ اُس نے دعویٰ پیش کیا کہ فدک جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کا حق تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے ظلماً روک لیا اور جناب سیدہ کو نہ دیا پس ظالم خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت پیر صاحب نے جواباً کہا کہ فدک پر حضرت سیدہ علیہا و علےٰ ابیہا و زوجہا و اولادہا الصلوٰۃ والسلام کے استحقاق کی کوئی دلیل پیش کیجیے محض ادّعا کافی نہیں کیوں دعویٰ کی صورت میں تو دوسری جانب سے بھی خلاف دعویٰ ہو سکتا ہے۔ اس پر مجتہد صاحب نے یہ آیت پڑھی۔

یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْۤ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ج فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ ط وَاِنْ کَانَتْ وَاحِدَۃً فَلَهَا النِّصْفُ (سورہ النساء آیت ۱۱)

اللہ تعالےٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو وصیت فرماتے ہیں مردوں کے لیے دو عورتوں کی مانند حصہ ہے۔ اگر عورتیں دو سے زیادہ ہوں تو اُن کے لیے مال متروکہ کا دو تہائی ہے اور اگر عورت ایک ہو تو اس کے لیے آدھا ہے۔

آپ نے جواب دیا کہ بے شک ایسی صورت میں جب کہ جناب سیدہ اپنے والد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اکیلی وارث ہوتیں تو اس آیت کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکہ میں سے نصف حصہ کی مالک ہوتیں لیکن جس صورت میں والد نے کوئی ترکہ ہی نہ چھوڑا ہو تو نصف کہاں سے آئے گا؟ دوسرے فدک کا ترکہ ہونا کس دلیل سے ثابت ہوتا ہے؟

مجتہد صاحب نے کہا قرآن پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ فدک اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ کا مال تھا اور یہ آیت پڑھی۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (الحشر ۶)

"اور جو کچھ پھیر لایا اللہ اپنے رسول پر اُن (بستیوں) میں سے پس نہیں دوڑائے تم نے اُس کے اوپر اُونٹ اور نہ گھوڑے لیکن اللہ مسلّط کرتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"

حضرتؒ نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت کے ساتھ ہی جو اگلی آیت ہے اس پر بھی غور فرمائیں۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اس مالِ فئے کا مصرف خود ہی متعیّن فرما دیا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہی مصارف قائم رکھے۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ (الحشر)

"جو کچھ اللہ ان بستیوں والوں سے اپنے رسول پر پھیر لایا پس اللہ کے واسطے اور رسول کے اور قرابت والوں اور یتیموں اور غریبوں اور مسافروں کے واسطے ہے تاکہ نہ ہو وے ہاتھوں ہاتھ لینا تم میں دولت مندوں کے واسطے"

اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ فدک حضور کی تنہا ملکیت کی چیز نہ تھی اور نہ فقط آپ کے قرابت والوں کے لیے مخصوص تھا چنانچہ مال غنیمت کے خمس میں بھی قرابت والوں کے ساتھ یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے حقوق کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ (الانفال ۴)

"اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت پاؤ تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے، اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن اتارا"

حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ فدک کا مال حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک تھا تو حدیث نَحْنُ مَعْشَرَ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَةٌ (ہم معشر انبیاء ورثہ نہیں چھوڑتے ہمارا متروکہ صدقہ ہوتا ہے) اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک کو وقف کر دیا تھا اور بالفرض یہ مان لیا جائے کہ وقف نہیں فرمایا تھا تو حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا حق نصف فدک ہوا نہ سارا جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے۔

مجتہد صاحب نے کہا یہ حدیث نص قرآن کے خلاف ہے اور یہ آیت پڑھی۔ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ (وارث ہوئے سلیمان داؤد کے) آپ نے جواب دیا کہ یہاں وراثت دینی مراد ہے۔ انہوں نے پوچھا اس تخصیص کی دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت داؤد کی بہت سی اولاد تھی لکھا ہے کہ انیس ۱۹ فرزند تھے باقی اولاد کو محروم کر کے صرف ایک بیٹے کو وارث بنا دینا پیغمبر کی شان کے خلاف ہے۔ لہٰذا تخصیص کا قرینہ سلیمان علیہ السلام کی نبوت کی تخصیص ہے۔ نیز نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرِثُ کے معنی یہ ہیں کہ ہم انبیاء کا وارث غیر نبی نہیں ہو سکتا، اگر نبی کا وارث نبی ہو تو اس حدیث کے خلاف نہیں اور اس کی دلیل معشر الانبیاء کے الفاظ سے ملتی ہے۔ لہٰذا یہ آیت حدیث شریف کی تائید کرتی ہے نہ کہ تردید۔

حضرت نے اپنی تصنیف "تصفیہ مابین سُنّی و شیعہ" میں فدک پر اٹھارہ صفحات میں شیعہ کے اعتراض اور ان کے رد میں اپنے دلائل قلمبند فرمائے ہیں جن میں سے اکثر اس مباحثے کے دوران میں بھی زیرِ بحث آئے تھے آپ نے لکھا ہے کہ فدک کے علاوہ اور املاک بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں تھے مثلاً بنو نضیر کے سات باغات، القریٰ کی وادی، وطیح اور سلالم خیبر کے دو قلعے اور خیبر کی پیداوار کا پانچواں حصہ مگر حیرت ہے کہ فدک پر ہی باصرار ہبہ اور وصیت کا ذکر تیرہ سو سال سے جاری ہے لیکن بقیہ املاک محلِ بحث ہی نہیں! نہ ان کا دعویٰ جناب خاتونِ جنت نے کیا، نہ شیرِ خدا نے انہیں یاد دلایا اور نہ ہی اپنے عہدِ خلافت میں حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث یا ہبہ یا وصیت قرار دیا حضرت فرماتے ہیں کہ ہبہ اور وصیت کا کوئی ذکر اہلِ سُنت کی کسی روایت میں نہیں آیا اور شیعہ کا محض افترا ہے۔

مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ بہاولپور نے لکھا ہے کہ حضرت فرماتے تھے کہ اس مناظرے کے دوران میں تقریر کرتے ہوئے مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی شخص کا ہاتھ میرے کندھے پر ہے اور وہ کسی وقت سرگوشی کے طور پر میرے کان میں بھی کچھ کہہ دیتا تھا۔ مگر جب میں سر پھیرا کر دیکھتا تو کوئی دکھائی نہ دیتا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آپ میرے جدِّ امجد زبدۃ الکاملین عمدۃ الواصلین حضرت پیر سید روشن دین شاہ تھے جو روحانی طور پر میری امداد فرما رہے تھے۔

دراصل اس مسئلہ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا مؤقف فدک کی ملکیت بحیثیتِ وراثت کی نفی پر تھا ورنہ اس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے مطالبہ کے جلد بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں فدک اور خیبر کی ایک جائیداد کا انتظام حضرات علی و عباس کے سپرد کر دیا تھا حضرت علی کے بعد یہ انتظام یکے بعد دیگرے حضرات امام حسن، امام حسین، امام علی بن حسین اور حسن بن حسن کے اختیار میں رہا۔ پھر زید بن امام حسن بن علی برادر حسن بن حسن متصرف ہوئے اور یہ سب حضرات ان املاک کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دستور کے مطابق استعمال کرتے رہے رضی اللہ عنہم اجمعین)

اس کے بعد فدک مروانیوں کے تصرف میں چلی گئی پھر حضرت خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں ان کے ایک حکم کی رو سے جس کی تواریخ اور سیرت کی کتابوں میں پوری نقل دی گئی ہے فدک کا انتظام حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کو لوٹا دیا گیا پھر بنو عباس متصرف ہوئے۔ حتیٰ کہ ان کے خلیفہ مامون نے حضرت

حضرت امام علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

کچھ عرصہ ہوا اس ملک میں شیعہ مفتی جعفر حسین صاحب نے "نہج البلاغہ" کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے جو ان کی طول و طویل حاشیہ آرائی سے ہزار صفحات سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب بن کے رہ گئی ہے حالانکہ "نہج البلاغہ" کے فارسی ترجمہ مطبوعہ عراق کے خطبہ نمبر ۲۲۹ کو درج ہی نہیں کیا کیونکہ اس میں حضرت امیرالمومنین رضی اللہ عنہ نے برسر منبر جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کما حقہٗ منقبت بیان فرمائی تھی۔

فدک کے موضوع پر جناب مفتی صاحب نے اپنے ایک معروف متقدم علی متقی صاحب کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب آیت "وآتِ ذا القربیٰ حقہٗ" (رشتہ دار کو اُس کا حق ادا کرو) نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر فدک اُن کے حق میں ہبہ کر دیا۔ مفتی صاحب یا علی متقی صاحب نے اس روایت کے لیے کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا شمار ان سات محدث مکثرین اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتا ہے جن کی روایات کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے اب اگر ان کی اپنی گیارہ سو ستر روایات میں ایسی کوئی حدیث واقعی موجود ہو تو چونکہ یہ خود اُن پانچ خوش نصیب صحابیوں کی ذیل میں نہیں آتے جن کے صحابیت کے شرف پر شیعہ کا اتفاق ہے، ایسی روایت بمصداق الفضلُ ما شہدت بہ الاعداءُ فدک کی بحث میں بڑی سند کی چیز ہوگی۔

لہٰذا علی متقی صاحب کے بیان اور مفتی جعفر حسین صاحب کی تفسیر پر سطحی نکرو نظر کا ردعمل واضح ہے خصوصاً جہاں قرآن کی تلاوت اور سُنی صحاح ستہ سے تعلق منفی یا برائے نام ہو اور خصوصاً جہاں نسلی عصبیت بھی بات بات پر کارفرما ہو رہی ہو۔ یعنی دیکھئیے ہمارے دو جید علما اور خود اہل سُنت کے ایک مقتدر صحابی فرما رہے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا کہ "وآتِ ذا القربیٰ حقہٗ" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدہ کو اس حکم کی تعمیل میں فدک ہبہ کر دیا۔ پس بحث ختم ہوئی؟؟

اور ان کے ایک سخن فہمی کے مدعی بھی یہاں فرما رہے ہیں ؎

سخن سنجیدہ مے گوئم اثر فہمیدہ مے گوئم
کُتب را دیدہ مے گوئم چہ سود از حجتِ بے جا

یہاں شیعہ کا کتب خانہ ہی مراد ہو سکتا ہے ورنہ اہلِ سنت کے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے دفتر میں تو ایسی کوئی روایت موجود نہیں!

جی نہیں! ابھی بحث ختم نہیں ہوئی۔ اس وقت ختم ہو گی جب شب و روز قرآن مجید کا وِرد رکھنے والے ہزار در ہزار حفاظ جنہیں حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما رمضان شریف کا مصلّا سنانے پر کھڑا کر گئے ہیں آپ کو بتائیں گے کہ مفتی صاحب کے فتوے میں سراسر غلط ہے یہ آیت وآتِ ذا القربیٰ فدک سے دس برس پہلے آئی تھی اور اس میں ذو القربیٰ کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی فدک کے مال کے مستحق قرار دیئے گئے ہیں وہ آپ کو پوری آیت پڑھ کے سنائیں کہ جو یہ ہے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا بنی اسرائیل ۲۶

اور رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی اور فضول نہ اڑاؤ۔

ہاں صاحب! یہ سورہ بنی اسرائیل مکیہ کی چھبیسویں آیت ہے پہلی آیت، سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا شب معراج کا ذکر سنا رہی ہے جو ہجرت سے تین سال پہلے جلوہ آرا ہوئی اور باغ فدک جنگ خیبر ۷ھ ہجری میں آیا۔

قرآن مجید میں ایک اور آیت زیر بحث کے ہم معنی اور تقریباً ہم صورت موجود ہے جو فدک سے بارہ سال پہلے نازل ہوئی تھی۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ؗ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الروم ۳۸)

"تو رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو۔ یہ بہتر ہے ان کے لیے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں"

اس آیت کی رو سے بھی شرعی میراث کی حد تک (اگر وہ جاری ہوتی) حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ازواجِ مطہرات اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ شریک ہیں اور خاص رشتہ داروں میں حضرات علی و عقیل و جعفر رضی اللہ عنہم اور بنی ہاشم کے کئی افراد کی شرکت کا سوال پیدا ہوتا ہے اور پھر مساکین اور مسافران کے علاوہ مالِ فے (فدک) میں حقدار ہوتے ہیں۔

اس سورہ الروم کے نزول کی تقریب یہ ہوئی تھی کہ اس سال فارس والوں نے جو کفارِ مکہ کی طرح

مُشرک تھے، رومیوں کو جو مسلمانوں کی طرح اہلِ کتاب تھے شکست دی تھی جس پر کفار نے خوشی منائی اور مسلمانوں کو افسوس ہوا اور مشرکین نے مسلمانوں سے کہا کہ اگر ہماری اور تمہاری جنگ ہوئی تو ہم بھی اسی طرح تم پر فتح پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بشارت دی۔

الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِیْۤ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۙ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ؕ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ یَوْمَىٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۙ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (الروم ۱ تا ۶)

"رومی مغلوب ہوئے قریب کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند سالوں میں حکم اللہ کا ہے آگے اور پیچھے اور اُس دن ایمان والے خوشی منائیں گے اللہ کی نصرت پر مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان، اللہ کا وعدہ ہے اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا۔ لیکن بہت لوگ جانتے نہیں۔"

یہ آیتیں سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کفارِ مکہ میں جا کر اعلان کر دیا کہ خدا کی قسم رومی ضرور اہلِ فارس پر غلبہ پائیں گے، اے اہلِ مکہ تم اس وقت کے نتیجہ جنگ سے خوش مت ہو، ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ابی بن خلف آپ کے مقابل کھڑا ہو گیا اور آپ کے اور اُس کے درمیان سَو سَو اونٹ کی شرط ہو گئی کہ اگر نو سال میں اہلِ فارس ہی غالب رہیں تو حضرت صدیق اُبی کو سو اونٹ دیں گے اور اگر اس عرصے میں رومی غالب آجائیں تو ابی حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دے گا اس وقت تک قمار کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک حربی کافر کے ساتھ عقودِ فاسدہ ربوا وغیرہ جائز ہیں اور یہی واقعہ اُن کی دلیل ہے۔

القصہ سات سال کے بعد اس خبر کا صدق ظاہر ہوا اور جنگ بدر کے دن جو ۲ھ ہجری میں واقع ہوئی، رومی اہلِ فارس پر غالب آئے اور رومیوں نے مدائن میں اپنے گھوڑے باندھے اور عراق میں رومیہ نامی ایک شہر کی بنا رکھی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے شرط کے اونٹ اُبی کی اولاد سے وصول کر لیے کیونکہ وہ اس درمیان مر چکا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو حکم دیا کہ شرط کا مال صدقہ کر دیں (خازن و مدارک)

شیعہ اہلِ علم جب مسائل میں ادھوری بات کہہ جانے پر اصرار کرتے ہیں تو تعجب ہوتا ہے کیا وہ نہیں جانتے کہ اُن کے مخاطبین پر کبھی نہ کبھی تو پوری بات منکشف ہو کر رہے گی مثلاً خمِ غدیر کی حدیث میں مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ سے آگے نہیں پڑھیں گے کیوں کہ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ میں وِلا اور عداوت کا قرینہ لفظ مولا کو ہمارے ملک میں مشہور عام معنی "سردار" کی بجائے محبوب اور دوست کے مفہوم میں تبدیل کر دیتا ہے۔

اور مثلاً حدیثِ کسا کی ذیل میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ کو پنجتن پاک کے اندر منحصر رکھیں گے اور اگلے حصے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر اس دعا کا ذکر نہیں کریں گے نہ اس سلسلہ میں آلِ عباس، آلِ عقیل اور آلِ جعفر پر صدقہ کی حُرمت کا مذکور درمیان میں لائیں گے کہ حصہ ختم ہوتا ہے (رضی اللہ عنہم)

میرے ایک اہلِ علم شیعہ دوست اپنے ہاں کی حدیثِ کسا کی تلاوت کے سلسلے میں فرما رہے تھے کہ جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے جن کے گھر میں اہلِ عبا کو یہ شرف حاصل ہوا تھا عرض کی کہ مجھے بھی عبا کے اندر لے کر اس دعا میں شامل فرمایا جائے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ یعنی تو صاحبِ خیر و صلاح تو ہے اور خاتمہ بخیر ہوگا مگر اہلِ بیت میں نہیں ہے۔ میں نے عرض کی کہ یہاں خیر کے معنی بالکل واضح ہیں حضور فرما رہے ہیں کہ نہیں تو خدائے تعالے پہلے ہی آیت تطہیر میں میری اہلِ بیت کہہ کر مخاطب فرما رہا ہے میں تو یہاں اُن عزیزوں کو اس آیتِ پاک کے وعدۂ اذہابِ رجس اور انعامِ تطہیر میں شامل کروا رہا ہوں جو دوسرے گھروں میں رہتے ہیں۔

عقلِ سلیم اور انسان کا احساسِ عمومی (COMMON SENSE) اس امر کو کبھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم دوسرے گھروں سے اپنے اقربا کو بلوا کر اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَہْلُ بَیْتِیْ ارشاد فرما رہے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے گھر والے اب آپ کی اہلبیت نہیں رہے!!

مفتی جعفر حسین صاحب نے اپنی اس تالیف میں کئی شیعہ علماء کی کتابوں کا حوالہ دیا ہے جن میں سے بعض کہتے ہیں کہ جناب سیدہ رضی اللہ عنہا نے فدک بطور حقِ وراثت طلب کیا تھا بعض نے کہا ہے کہ فدک کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں ہبہ کر دیا تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہبہ کی تصدیق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کی شہادت بھی لی تھی مگر کہا تھا کہ کم از کم ایک عورت کی شہادت اور پیش کی جائے تا کہ دو مطلوبہ شرعی گواہوں کی مقدار پوری ہو جائے اور یہ شہادت بہم نہ

پہنچ سکی۔ ایک اور شیعہ روایت کا حوالہ یہ دیا گیا ہے کہ ہبہ کے بعد فدک کا قبضہ بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا کیوں کہ فریقین کے نزدیک قبضہ کے بغیر ہبہ مؤثر نہیں ہوتا اور کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فدک کو (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عملی قبضہ سے) چھین لیا تھا۔

مفتی صاحب کی تقریر یا دراں حوالوں پہ جرح سے واضح ہوتا ہے کہ وراثت ہبہ اور قبضہ اور اس کی جبری واگذاری کی ان روایات کے اختلاف اور تضاد کا انہیں خود بھی احساس ہے اور وہ بالآخر۔ بین السطور میں وراثت کی بنا پہ دعوے کی صحت پہ مطمئن ہوئے ہیں چنانچہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت نحن معاشر الانبیاء کو مستبعد اور غیر واقعی قرار دے کر کہتے ہیں کہ اس امر پہ کیسے یقین کیا جا سکتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وراثت کے مستحقین کو تو کوئی اطلاع نہ دیں مگر ایک اجنبی سے فرما جائیں کہ لَا نُورِثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ۔

حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں اجنبی کے لفظ کو خواہ کسی معنی میں استعمال کیا جائے تعصب کا ذائقہ تو اس کے ساتھ برقرار رہے گا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّت کے کاروبار پر جس بلند و بالا شخصیت کو مقرر فرما کر جا رہے ہیں اُسے اجنبی نہیں سمجھتے۔ اپنے مصلّے اور منبر کا جانشین، جہاد اور جیوش کا سربراہ، املاک اور ولایت اور ملّت کا امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین! یہی ہستی ایسے وصایا کے مخاطب اور حامل ہونے کی صحیح حقدار تھی۔ اس طرح یہ حدیث بھی ان متعدد آثار و قرائن اور دلائل کا واضح حصہ ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کو مطلع کر دیا تھا کہ آیت استخلاف (نور ۵۵) کے مخاطب کون کون سے خوش بخت ہیں، کس کس نے کس درجہ قوت سے اُمّت کی کھیتی کو سیراب کرنا ہے۔ کون کون کس کس وقت عروس شہادت سے ہمکنار ہوگا، کس کی عبائے خلافت (یا قمیص) کو ظلماً اُتارنے کی کوشش کی جائے گی۔ حضور کو علم تھا کہ اب صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے یہی املاک کے انتظام اور جیوش کے انصرام اور ذی القربیٰ کی توقیر اور مسکین و یتیم و مسافر کی تواضع اور پرورش پر مامور ہو رہے ہیں اور یہ بھی معلوم تھا کہ عنقریب رونما ہونے والے فتنۂ ارتداد کی سرکوبی اور اسلام کے نئے سرے سے احیا کی تقدیر تنہا اسی ذات کے ساتھ مقدر ہو چکی ہے! آہ شاہ فیصل سعود! مولوی منظور احمد صاحب چنیوٹی سے قادیانیت کا تذکرہ سُن کر جلال و ملال کے عالم میں بول اُٹھے تھے" اَلْاِرْتِدَادُ وَلَا اَبُوْبَکْرٍ لَّھَا (ارتداد موجود ہے مگر اس کی سرکوبی کے لیے کوئی ابوبکر موجود نہیں)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحب رضی اللہ عنہم کو اپنے مال و منال کے متعلق وصیت فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی انبیاء اللہ کی سنت پر تبلیغ فرمائی جا رہی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ عام حالات میں وراثت کے مستحقین، دختر نیک اختر، عم محترم اور ازواج مطہرات خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت سے ہمارے اس ارشاد پر کھلے دل سے آمنا و صدقنا کہہ دیں گے۔ انہیں فرداً فرداً اس ارشاد سے آگاہ کرنا غیر ضروری ہے اپنی اہلبیت اور جماعت صحابہ کے متعلق حضور کے اس یقین پر قرآن شاہد ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (الاحزاب ۳۶)

"اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔"

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء ۶۵)

"تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور دل سے مان لیں۔"

اور اس کا ثبوت صحیح بخاری کی یہ حدیث ہے جس کے ذیل میں مفتی جعفر حسین صاحب کے امام "معصوم" (اور ہمارے امام محفوظ) حضور مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم قسم کھا کر اس حدیث کی صداقت پر اپنا ایمان ظاہر کر رہے ہیں۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ بِمَحْضَرٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ فِيْهِمْ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ وَعُثْمَانُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَسَعْدُ بْنُ وَقَّاصٍ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ. قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسِ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ

قَالَ ذَالِكَ قَالَا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ۔

بخاری نے مالک بن اوس بن حدثان النضری سے روایت کی کہ عمر ابن خطاب نے ایک مجمع میں کہا جس میں صحابہ یعنی علی اور عباس اور عثمان اور عبدالرحمٰن ابن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور زبیر بن عوام جمع تھے قسم دیتا ہوں میں تم کو اس خدا کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں تم جانتے ہو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے واسطے میراث نہیں جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے سب نے کہا اے بارے خدایا ایسا ہی ہے ۔ پھر متوجہ ہوئے علی اور عباس کی طرف اور کہا تم کو قسم دیتا ہوں خدا کی کہ آیا تم جانتے ہو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ ان دونوں نے بھی کہا اے بار خدایا ایسا ہی ہے ۔

بھلا جس ہستی کو خدا تعالےٰ اپنے نبی کا یار غار (التوبہ ۴۰) مومنین میں اُولوالفضل (النور ۲۲) آیت خلافت (النور ۵۵) کا مخاطب اول اور حیات و ممات میں اَلَّذِیْنَ مَعَهٗ کا مصداق اوّلی قرار دے رہا ہے جو اعلانِ رسالت کا پہلا مرد مومن اور مصدق ہے جسے اللہ اور رسول صدیق کا رتبہ عطا فرما رہے ہیں۔ اُس کی روایت حدیث پر شک و شبہ روا رکھنے کے کیا معنیٰ ہو سکتے ہیں؟

حضرت خواجہ غلام حسن صاحب سواگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سلسلے کے اس تبیخ کریم اول کے متعلق اس سوال پر اپنے محاورہ زبان میں فقط اتنا فرمایا تھا ۔ ؎

آسمنِ قبر ان نے یو سن خبر ان

شیعہ مصنفین کے متعدد افراد نے تو اس مسئلہ پر جناب خاتونِ جنت کی ناراضگی کو مبالغہ آمیز پیرایوں میں ذکر کیا ہے مگر ان کے بعض انصاف پسند حضرات کی کتابوں سے اس قدر واضح ہوتا ہے کہ آپ کے مزاج میں کچھ گرانی طبع پیدا ہوئی تھی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معذرت طلبی سے رفع ہو گئی چنانچہ امامیہ میں صاحب "محجاج السالکین" نے اپنے ہی بعض علماء سے یہ روایت درج کی ہے۔

إِنَّ اَبَا بَكْرٍ لَمَّا رَاٰى اَنَّ فَاطِمَةَ انْقَبَضَتْ عَنْهُ وَهَجَرَتْهُ وَلَمْ تَتَكَلَّمْ بَعْدَ ذَالِكَ فِي اَمْرِ فَدَكَ كَبُرَ ذَالِكَ عِنْدَهٗ فَاَرَادَ اِسْتِرْضَاءَهَا فَاَتَاهَا فَقَالَ لَهَا صَدَقْتِ يَا اِبْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْمَا ادَّعَيْتِ وَلٰكِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُهَا فَيُعْطِي الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ بَعْدَ اَنْ يُؤْتِيَ مِنْهَا قُوْتَكُمْ وَالصَّانِعِيْنَ بِهَا فَقَالَتْ اِفْعَلْ فِيْهَا كَمَا كَانَ اَبِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فِيْهَا فَقَالَ ذَالِكَ اللّٰهُ عَلَيَّ

أَنْ أَفْعَلَ فِيْهَا مَا كَانَ يَفْعَلُ أَبُوْكِ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَتَفْعَلَنَّ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَأَفْعَلَنَّ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ فَرَضِيَتْ بِذٰلِكَ وَأَخَذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُعْطِيْهِمْ مِنْهَا قُوْتَهُمْ يَقْسِمُ الْبَاقِيْ فَيُعْطِي الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ۔

دربے شک ابوبکر نے جب دیکھا کہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا مجھ سے دل تنگ ہوئیں اور چھوڑ دیا بات کرنا ترک کیا بعد اس معاملہ فدک کے یہ ان پر بہت گراں ہوا پس ارادہ ان کی رضا جوئی کا کیا اس واسطے اُن کے پاس آئے اور کہا اے بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے جو کچھ دعوی کیا تھا سچا تھا لیکن میں نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اس کو بانٹ دیتے تھے فقیروں اور مسکینوں اور مسافروں کو اور اسی میں سے آپ کو قوت دیتے تھے اور کام کرنے والوں کو جو وہاں کے تھے۔ پس فاطمہ رضی نے کہا کر جیسے میرے باپ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پھر کہا ابوبکر نے قسم ہے خدا کی تمہارے واسطے کروں گا وہ کام جو کچھ تمہارے باپ کرتے تھے پھر فاطمہ رض نے کہا تم کو قسم ہے خدا کی تم ویسا ہی کرو گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم ضرور کروں گا تو فاطمہ رض نے کہا خدایا تو گواہ ہے پھر راضی ہوئیں فاطمہ علیہا السلام اس سبب سے اور عہد لیا ابوبکر سے اور ابوبکر ان کو اس میں سے قوت ان کا دیتے تھے اور باقی فقیروں مسکینوں مسافروں کو بانٹ دیتے تھے۔"

اہل سنّت کی کتابوں "مدارج النبوت"، "کتاب الوفا" بیہقی، شرح مشکوٰۃ، "فصل الخطاب" اور شیعہ زیدیہ کی تصانیف میں بھی اس چیز کا واضح ذکر آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود اس بات کو محسوس کیا کہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی طبع مبارک میں آپ کے اس فیصلہ سے کہ فدک ملکیّت کی ذیل میں نہیں آتا اور میراث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہ روئے حدیث تقسیم نہیں ہوتی گرانی پیدا ہوئی ہوگی چنانچہ آپ نے اُن کے خانہ مبارکہ پر جا کر اپنے اس موقف کی وضاحت کر کے آپ سے معذرت طلب کی اور جناب سیّدہ آپ سے راضی ہوئیں اور آپ کے موقف کو صحیح تسلیم فرمایا۔

حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف نے "تصفیہ" میں جناب سیّدہ کی اتنی خفیف گرانی طبع کو بھی اللہ تعالےٰ کے ساتھ آپ کے لطیف ترین باطنی تعلق کو سبب قرار دیا ہے کہ آپ رزق کے معاملہ میں بھی خلافت اور اس کے کارپردازوں کو وسیلہ کے طور پر گوارا نہیں کرنا چاہتی تھیں اور آپ کی خواہش تھی کہ ہم اپنے گھر میں ہی اپنی سبیلِ روزگار کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھیں اور دارِ خلافت

والوں کی بجائے اس ملکیت سے فے سے قرآنی حکم کے مطابق خود ہی مساکین و فقراء اور ابنائے سبیل کو راہِ خدا میں اُن کے حقوق ادا کرکے عملِ خیرات کا ثواب حاصل کیا کریں اور اسی پاک خواہش اور ارادے کے احترام میں حضرت صدیق کے قلیل عرصہ خلافت کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فدک اور خیبر کی جائیداد کا انتظام اہلِ بیت کو تفویض کر دیا اور حضرات عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں بھی اسی پر عمل رہا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درس قرآن حکیم

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ

پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور

جامع مسجد شیر ربانی

اکبر روڈ۔ مدینہ چوک۔ وسن پورہ۔ لاہور

بروز پیر بعد از نماز مغرب

درس قرآن حکیم دیتے ہیں،

عشقِ رسول ﷺ اور سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:

شیشۂ دہر میں مانندِ مئے ناب ہے عشق
روحِ خورشید ہے خونِ رگِ مہتاب ہے عشق

دلِ ہر ذرّہ میں پوشیدہ کسک ہے اسکی
نور یہ وہ ہے کہ ہر شے میں جھلک ہے اسکی

تاریخ ادیانِ عالم بلکہ پوری تاریخ عالم کا مطالعہ کریں تو عشق و محبت کے مسحور کن نغمے، مختلف افسانوں، داستانوں اور حکایتوں کی صورت میں دلوں کو گرماتے اور کانوں میں رس گھولتے نظر آتے ہیں۔ عشق و محبت کی ان داستانوں کا مرکز و محور اگر "حسنِ بتاں" رہا ہے تو ایسے اہل دل بھی موجود رہے ہیں جنہوں نے عشق مجازی کی دلدل سے نکل کر عشق حقیقی کی وادی میں قدم رکھا ہے اور اپنے محبوب سے والہانہ وابستگی کی روشن مثالیں قائم کی ہیں، لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ عشق و محبت کا جو پاکیزہ، مثالی اور متوازن تصور اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل وابستگی کی جو درخشندہ اور تابناک مثال، اعلان رسالت کے مصدق اور آیت خلافت کے مخاطبِ اول سیدنا صدیق اکبرؓ نے پیش کی ہے پوری تاریخ انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اس دعوے کا محرک محض عقیدت وارادت کا وہ جذبہ نہیں جو ہمارے دلوں میں کارفرما ہے بلکہ اسے تاریخی شواہد اور حقائق کی میزان عدل پہ تولا جا سکتا ہے اور دلائل و براہین کی روشنی میں جانچا اور پرکھا جا سکتا ہے۔ عشق و محبت سے کیا مراد ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں عشق رسولؐ کی اہمیت اور اس کا مقصود

کیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے عشق رسولؐ کی کونسی درخشندہ مثالیں پیش کی ہیں۔ اور یہ کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے عشق رسول کا جو نمونہ پیش کیا ہے اس نے عالم انسانیت کو کیا سبق دیا ہے۔ یہ وہ چند مباحث ہیں جو زیر نظر مضمون میں قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں۔ عشق کے لغوی معنی ہیں کسی شے کے ساتھ دل کا وابستہ ہوجانا۔ المنجد میں ہے عَشِقَ عِشْقًا وَعَشَقًا وَ مَعْشَقًا ۔ تَعَلَّقَ بِهٖ قَلْبُهٗ۔ چنانچہ عَشِقَ بِالشَّیءِ کے معنی ہیں لَصِقَ بِہٖ (وہ اس کے ساتھ چمٹ گیا)۔ عشق و محبت کے الفاظ اکثر ہم معنی استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن اہل زبان نے ان میں یہ فرق کیا ہے کہ محبت جب حد اعتدال سے تجاوز کر جائے تو اُسے عشق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ العشق اِفراطُ الحُبِّ ویکون فی عفافٍ وَدَعَارَۃٍ[۲]۔ ابن منظور نے لسان العرب میں اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: العِشقُ افراطُ الحُبِّ وقیل: ھُوَ عُجْبٌ محبّ بالمحبوب یکون فی عفافِ الحُبِّ ودعارتہ[۳] عشق محبت کی زیادتی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عشق محُبّ کا محبوب کے ساتھ والہانہ شغف ہے جو محبت کی پارسائی اور غیر پارسائی دونوں طرح سے ہوسکتا ہے)

ابن منظور نے عشق و محبت کا موازنہ کرتے ہوئے احمد بن یحییٰ کے حوالے سے لکھا ہے

وسُئل ابو العباس احمد بن یحییٰ عن الحبّ والعشق ایّھما احمد؟ فقال الحُبّ لان العشق افراط" (احمد بن یحییٰ سے جب پوچھا گیا کہ عشق و محبت دونوں میں سے کون زیادہ قابل ستائش ہے؟ تو انہوں نے کہا محبت، کیونکہ عشق میں انسان حد اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے)

ابن منظور نے اس افراط یا زیادتی کی توجیہہ یہ پیش کی ہے

" وَسُمّی العاشِقُ عاشقا لانّہٗ یذبل من شدّۃ الھوی کما تذبل العشقۃ اذا قطعت، والعشقۃ شجرۃ تخضرّ ثم تدقّ وتصفرّ[۵]

(عاشق کو عاشق اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ شدت آرزو اور محبت سے دُبلا ہوتا چلا جاتا ہے جیسا کہ ایک جھاڑی العشقۃ" جب اُسے کاٹ دیا جائے تو پتلی ہو جاتی ہے۔ اور عشقۃ وہ پودا ہے جو سرسبز شاداب ہوتا ہے لیکن پھر پژمردہ ہو جاتا ہے اور زرد پڑ جاتا ہے۔)

اگرچہ زبان و ادب میں لفظ خلق کی طرح لفظ عشق بھی اچھے اور بُرے دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن اکثر یہ دونوں الفاظ اچھے معنوں میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ خلق کا مذموم پہلو بیان کرنے کے لئے اہل زبان سوء خلق یا خلق بد کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور عشق کا مذموم پہلو بیان کرنے کے لئے ہوس کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اور لفظ عشق کامل وابستگی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ تو بس عشق کے رسیا ہیں۔ ان کی نگاہ میں عشق وہ بادۂ جانفزا ہے جس ... ہاتھ کی لکیریں رگ جاں ہو جاتی ہیں۔ کیف مستی اور جذب

نہ ہو تو ان کے نزدیک من کی دنیا آباد ہی نہیں ہوتی ۔ مستانہ دل کی ایک لغزش ان کے ہاں رشک صد سجدہ نظر آتی ہے ۔ اور عشق کے مقابلے میں علم و اعتدال کی صد فضیلتیں ان کی نگاہ میں ہیچ نظر آتی ہیں ۔ ضرب کلیم میں علم و عشق کے عنوان سے ، علامہ مرحوم نے ، جو نظم لکھی ہے اس کا حسب ذیل بند ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے ۔

عشق کی گرمی سے ہے معرکہ کائنات　　علم مقام صفات ، عشق تماشائے ذات
عشق سکون و ثبات ، عشق حیات و ممات　　علم ہے پیدا سوال ، عشق ہے پنہاں جواب

علم کا تعلق عقل سے ہے تو عشق کا دل سے ہے ، عقل و دل کے عنوان سے شاعر مشرق نے ایک مکالمہ پیش کیا ہے عقل اپنی برتری کا احساس دلاتی ہے لیکن دل اس کی عظمت و احترام کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی فوقیت ان الفاظ میں ثابت کرتا ہے ۔

علم تجھ سے تو معرفت مجھ سے　　تو خدا جو ، خدا نما ہوں میں
علم کی انتہا ہے بے تابی　　اس مرض کی مگر دوا ہوں میں
شمع تو محفل صداقت کی　　حسن کی بزم کا دیا ہوں میں
تو زمان و مکان سے رشتہ بپا　　طائر سدرہ آشنا ہوں میں
کس بلندی پہ ہے مقام مرا　　عرش رب جلیل کا ہوں میں ؎

علامہ اقبال کی نظم محبت کا مطالعہ کیجئے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ پوری کائنات ، بس عشق و محبت کے دم قدم سے ہی آباد ہے ۔ یہ عشق کا جذبہ ہی ہے جو دل کو سوز و گداز سے لذت آشنا کرتا ہے اور یہ سوز و گداز روحانی زندگی کی جان ہے ۔ اسی سے روح پرور نغمے ابھرتے ہیں حضرت بلال کے حضور میں ان الفاظ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں ۔

اذان ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی　　نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی ؎

گویا یہ عشق کا ہی جذبہ اور فیضان ہے جو روح کو گرماتا ہے ۔ دل کو تڑپاتا ہے ۔ آواز میں سوز و ساز اور مستی کی ایک نشاط آفریں کیفیت پیدا کرتا ہے ؏ ہوش کا داروہے گویا مستی تسنیم عشق

لیکن یہ عشق اس عشق سے یکسر مختلف ہوتا ہے جو ہوس کی ارتقائی صورت ہو ۔ جو درحقیقت عشق نہیں ہوتی لیکن عشق کا روپ دھار لیتی ہے ۔ اس کا اثر محض وقتی اور عارضی ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ اثر زائل ہوتا چلا جاتا ہے ۔ ورنہ عشق حقیقی تو ہمیشہ پائندہ اور تابندہ ہوتا ہے ۔ بقول مولانا روم ؎

زانکہ عشق مردگان پائندہ نیست　　چونکہ مُردہ سوئے ما آئندہ نیست

عشق آں زندہ گزیں کو باقی است　　وز شراب جانفزانت ساقی است

اور یہ عشق حقیقی ہی ہے جو انسان کو اعلیٰ وارفع مقام پر لے جاتا ہے اور "انگارۂ خاکی" کو بال و پر روح الامین عطا کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنی شدید محبت کو وَالَّذِینَ اٰمنوا اشد حُبًّا لِلّٰہ کے ارشاد میں مومن کے ایمان کا نشان قرار دیا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس سے عشق ہو انسان کے لئے اس کی بات ماننا آسان ہو جاتا ہے وہ تعمیل کے لئے سرگرم اور مستعد نظر آتا ہے اگر اللہ تعالےٰ سے عشق ہے تو اس کے احکام کی اطاعت آسان ہو جاتی ہے اور اگر رسالت مآبؐ سے عشق ہے تو ان کے فرامین کی متابعت سہل ہو جاتی ہے گویا عشق حقیقی کا مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے محبوب کے ساتھ والہانہ محبت کے اظہار کے ساتھ ساتھ اس کے احکام و فرامین کی بے چون و چرا تعمیل کرے اور اس کے عشق کی تکمیل کرے۔

قرآن حکیم نے جو خزینۂ معرفت و بصیرت ہے، انسان کو عشق کی وادی میں یونہی دھکیل نہیں دیا بلکہ گوہر مقصود حاصل کرنے کے لئے اسے متعین راستہ بھی سُوجھا دیا ہے تاکہ وہ جادہ مستقیم سے بھٹکنے نہ پائے۔ چنانچہ نباض فطرت، محبوب ازلی جلشانہ نے فرمایا قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ "کہ اے محبوب کرم آپ فرما دیجیے اگر واقعی تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

اور اتباع اطاعت کا وہ درجہ ہے کہ تعمیل ارشاد مجبوراً نہ ہو بلکہ برضا و رغبت "انجام پائے اور یہ رضا و رغبت اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ جب محبوب سے محبت اور کامل وابستگی حاصل ہو اسی لئے قرآن حکیم نے حب الٰہی کے ساتھ ساتھ حب رسول کی تلقین فرمائی ارشاد باری ہے۔

قُل اِن کانَ اٰباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اِقْتَرَفتموھا وتجارۃٌ تخشون کسادھا ومسٰکن ترضونھا احبّ الیکم من اللّٰہ ورسولہٖ وجھادٍ فی سبیلہٖ فتربصوا حتّٰی یاتی اللّٰہ بامرہٖ واللّٰہ لا یھدی القوم الفٰسقین [۲] ۰

اے نبی اکرم! کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے۔ اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں۔ تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کے راستے میں جد و جہد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔

مذکورہ بالا آیات کریمہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالےٰ سے محبت کا انحصار اتباع رسولؐ پر ہے اور

اتباعِ رسول ؐ حُبِّ رسول ؐ سے ممکن ہے اور جب حُبِّ الٰہی اور حُبِّ رسول ؐ کے جذبے سے مومن سرشار ہوتا ہے تو وہ جہاد فی سبیل اللہ میں صحیح معنوں میں حصہ لیتا ہے یا دوسرے الفاظ میں اپنے معبودِ حقیقی کے عشق کی واقعی تکمیل میں کوشاں ہوتا ہے گویا عشقِ الٰہی کا زینہ عشقِ رسول ؐ ہے اور جب تک حُبِّ رسول اپنے کمال پر نہ پہنچے مومن ایمان کامل کی حلاوت سے لذت آشنا نہیں ہوسکتا۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمانِ عالی سے اس کی توثیق ہوتی ہے۔ حدیثِ عمرؓ میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے بارگاہِ رسالت مآب ؐ میں اپنی عقیدت و محبت کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

اَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا نَفْسِی الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیَّ

(یارسول اللہ آپ مجھے ہر چیز سے عزیز ہیں سوائے میری اس جان کے جو میرے دو نوں پہلوؤں کے درمیان ہے)

رحمتِ عالم ؐ نے فرمایا۔

لاتکون مؤمنًا حتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْکَ مِنْ نَّفْسِکَ۔ (تم اس وقت تک ایمان کے مدعی نہیں ہوسکتے جب تک تم میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ کرو۔)

حضرت عمرؓ نے شدتِ احساس سے اسی وقت عرض کیا :

وَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِی الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیَّ (قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل کی آپ مجھے میری اس جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں جو میرے پہلو میں ہے)

نبی رحمت ؐ نے فرمایا :

اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ تَمَّ اِیْمَانُکَ (اے عمر اب تمہارا ایمان مکمل ہوا)

حضرت انسؓ سے، اسی بارے میں، جو حدیث مروی ہے وہ اس سے بھی زیادہ واضح ہے۔ ارشادِ نبوی ہے

لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احبَّ اِلَیْہِ من نفسہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

(تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنی جان اپنے مال اپنے والدین اور دیگر تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ کرے۔

مذکورہ بالا بحث سے عشقِ رسول ؐ کی اہمیت اور اس کا مقصود روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتا ہے اب اس ہستی عظیم کا ذکر کرنے والے ہیں جس نے اپنا تن من دھن سب کچھ، حضور رسالتمآب ؐ میں پیش کر دیا لیکن اس تواضع اور انکسار کے ساتھ، گویا زبانِ حال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ع

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

میری مراد سیدنا صدیق اکبرؓ سے ہے۔ جس نے عشقِ رسولؐ کا ایک ایسا مثالی نمونہ پیش کیا ہے کہ قیامت تک آنے والی نسل انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کے عشقِ رسول کی توثیق خود قرآن حکیم نے کی ہے۔ احادیث نے کی ہے۔ اور تاریخ اسلامی کے اوراق تو سیدنا صدیق اکبرؓ کے عشقِ رسول کے واقعات سے معمور اور روشن ہیں۔ سب سے پہلے ہم ان حقائق کا قرآن حکیم کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

[الاّ تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الّذين كفروا ثانى اثنين اذهما فى الغار اذيقول لصاحبه لاتحزن انّ الله معنا فانزل الله سكينته عليه وايّده بجنود لم تروها وجعل كلمة الذين كفروا السفلىٰ ۔ وكلمة الله هى العليا ۔ والله عزيز حكيم ۵]

تم نے اگر نبی کی مدد نہ کی تو کچھ پرواہ نہیں۔ اللہ اس کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کافروں نے اُسے نکال دیا تھا۔ جب وہ صرف دو میں کا دوسرا تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" اس وقت اللہ نے اس پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا۔ اور اس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر نہ آتے تھے۔ اور کافروں کا بول نیچا کر دیا۔ اور اللہ کا بول تو اونچا ہی ہے اللہ زبردست اور دانا ہے۔

" ثانی اثنین" کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابوسعود اپنی مشہور تفسیر" ارشاد العقل السلیم" میں لکھتے ہیں:

" وجعله عليه الصلوٰة والسلام ثانيهما لمشى الصديق امامه و دخوله فى الغار اوّلاً لكنسه وتسوية البساط [۱]"۔ (اور اس (اللہ تعالیٰ) نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دو میں دوسرا قرار دیا کہ حضرت صدیقؓ آپ کے آگے آگے چلتے تھے اور غار میں آپ سے پہلے داخل ہوتے تاکہ غار کو صاف کر دیں۔ اور جگہ کو ہموار کر دیں

"لصاحبه" کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابوسعود فرماتے ہیں:

لصاحبه: أى الصديق (یعنی حضرت صدیقؓ) والمراد بالمعية الولاية الدائمة التى لاتحوم حول صاحبها شائبة شئ من الحزن [۲]" (اور معیت سے مراد ایسی دائمی ولایت ہے جس کے مالک کے دل میں حزن (غم) کا شائبہ تک پیدا نہیں ہوتا)

حضور رسالتمآبؐ سے سیدنا صدیق اکبرؓ کے عشق و محبت اور عظیم جاں نثاری کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وفيه من الدلالة على علو طبقة الصديق رضى الله عنه وسابقة صحبته ما لا يخفى ولذلك قالوا من انكر صحبة أبى بكر رضى الله عنه فقد كفر لانكاره كلام الله سبحانه وتعالى [۳]"

(اور اس میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مرتبے کی بلندی کا ثبوت ہے اور حضور سے صحبت کی اوّلیت کا جو مخفی نہیں ہے۔ اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ جس نے حضرت صدیق اکبرؓ کی صحبت سے انکار کیا اس نے کفر کیا کیونکہ یہ اللہ سبحانہ' و تعالیٰ کے کلام کا انکار ہے)

علامہ محمود آلوسی نے اپنی شاہکار تصنیف روح المعانی میں سفر ہجرت کے ضمن میں غار ثور کا واقعہ درج کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انگلیوں کے بل چلتے۔ سیّدنا صدیق اکبرؓ سے اپنے محبوبؐ کی یہ تکلیف دیکھی نہ گئی اور آپ کو بڑے ادب سے اٹھا لیا۔ اور مضبوطی سے تھامے رکھا۔ حتیٰ کہ غار پر پہنچ گئے۔ تو آپ کو آہستگی سے اتارا اور بصد ادب عرض کیا:

"والذی بعثک بالحق لا تدخل حتیٰ ادخله فان کان فیه شیٔ نزل بی قبلک"[19]

(قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ اس میں نہ داخل ہوں جب تک میں اس کے اندر نہ جاؤں تاکہ اگر کوئی (تکلیف دہ) چیز اس کے اندر ہو تو آپ سے پہلے مجھ پہ وارد ہو)

محبِ صادق، سیّدنا صدیق اکبرؓ داخل ہوئے تو اندر کوئی مضر جانور نظر نہ آیا۔ تو انہوں نے رسالتمآبؐ کو بھی اٹھایا اور غار کے اندر لے آئے۔ جذبۂ عشق سے سرشار اس محبِ صادق پر ایک اور کڑی آزمائش کا وقت آ پہنچا۔ بقول علامہ محمود آلوسی:

"وکان فی الغار خرق فیه حیات وافاعی فخشی ابوبکر ان یخرج منهن شیٔ یوذی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فالقمه قدمه فجعلن یضربنه ویلسعنه"[20]

(اور غار کے اندر سوراخ تھا جس میں سانپ تھے اور حضرت ابوبکرؓ کو خدشہ لاحق ہوا کہ مبادا اس میں سے کوئی چیز نکل کر حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائے۔ لہٰذا انہوں نے اپنا پاؤں رکھ کر اُسے بند کر دیا مگر سانپ نے ان کے پاؤں پر ڈس لیا۔)

اس واقعہ کے ذکر کے بعد علامہ آلوسی، سیّدنا صدیق اکبرؓ کے عشقِ رسول کی جیتی جاگتی تصویر ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں!

"فجعلت دموعه تتحدر وهو لا یرفع قدمه حبا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم"[21]

(اس ڈنک کی ٹیس اتنی سخت تھی کہ) آپ کے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے مگر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنا پاؤں نہ اٹھایا)

گویا آنسوؤں کے موتی آنکھوں سے ٹپ ٹپ گر رہے تھے مگر دل عشقِ رسولؐ کی حلاوت سے لذّت آشنا ہو

رہا تھا بقول علامہ اقبالؒ ؎

عشق کی لذت مگر خطروں کی جانکاہی میں ہے

امام رازیؒ نے اس واقعے کو ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

"فلما وصل الی الغار دخل ابوبکر اولاً، یلتمس ما فی الغار۔ فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم مالک"[۲۲] (اور جب دونوں غار تک پہنچ گئے تو پہلے ابوبکر داخل ہوئے تاکہ غار کو اچھی طرح دیکھ لیں کہ اس میں کوئی موذی جانور تو نہیں ہے) عاشقِ رسولؐ نے حضور رسالتمآبؐ میں مؤدبانہ عرض کیا:

"بأبی انت و امی۔ مأوی السباع و الہوام۔ فان کان فیہ شیئ کان بی لا بک وکان فی الغار جحر، فوضع عقبہ علیہ لئلا یخرج ما یؤذی الرسول"[۲۳]

(یا رسول اللہ! آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں! یہ درندوں اور موذی جانوروں کی آماجگاہ ہے پس اگر کوئی شے خدانخواستہ اس میں موجود ہے تو اس کی اذیت مجھے پہنچ جائے آپ کو نہ پہنچے اور غار میں ایک سوراخ تھا۔ ابوبکرؓ نے اپنی ایڑی اس پر رکھ دی تاکہ کوئی موذی جانور نکل کر رسالتمآب کو اذیت نہ پہنچائے) امام رازیؒ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کی دامنِ رسالت سے کامل وابستگی کو، دلائل و براہین کی روشنی میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غار کا رُخ اس لیے اختیار فرمایا کہ آپ کو یہ خدشہ لاحق تھا کہ کہیں کفار آپؐ قتل نہ کر ڈالیں تو آپؐ کو ابوبکر صدیقؓ کی باطنی کیفیت سے متعلق قطعی یقین حاصل تھا کہ صدیق اکبرؓ مؤمنین ثابت قدم۔ صادقین اور صدیقین میں سے ہیں ورنہ بصورتِ دیگر حضورؐ کبھی بھی ایسے پُرخطر اور نازک موقع پر صدیق اکبرؓ کی معیت اختیار نہ فرماتے۔ کیونکہ اگر انہیں سیدنا صدیق اکبرؓ کے متعلق شائبہ بھی ہوتا تو یہ خدشہ لاحق کہ وہ ان کے بارے میں دشمنوں کو باخبر نہ کر دیں۔

۲۔ یہ امر مُسلّم ہے کہ ہجرت کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ اور اس وقت حضور رسالتِ مآبؐ میں مخلص و جاں نثار صحابہ کرام کی ایک پوری جماعت موجود تھی۔ جو نسب کے اعتبار سے سیدنا صدیق اکبرؓ کی نسبت رسول اکرمؐ کے زیادہ قریبی تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایسے نازک موقع پر سیدنا صدیق اکبرؓ کی ہمراہ مُصاحبت کا حکم بھی اگر من اللہ نہ ہوتا تو حضورؐ انہیں اس مُصاحبت کے لیے مختص نہ فرماتے، اور بارگہِ خداوندی سے سیدنا صدیق اکبرؓ کا اس خدمت کے لیے مختص ہونا اس امر پر دال ہے کہ وہ دین میں کس قدر عالی منصب پر فائز ہیں۔

۳۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام نے رسول اکرمؐ سے قبل ہجرت اختیار کی۔ لیکن یہ شرفِ رفاقت کے

متمنی رہے اور آپؓ سے پہلے جانا گوارا نہ کیا بلکہ ایسے پرخطر اور نازک موقع پر آپ کی مؤانست کے لیے وابستہ خدمت رہے۔ اور اس امر سے آپؓ کی عظیم فضیلت کا واضح ثبوت ملتا ہے۔[۲۴]

- اللہ تعالیٰ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو رسول اکرمؐ کے "صاحب" کے لفظ سے متصف فرمایا ہے۔ اس سے آپ کی فضیلت اپنے کمال پر نظر آتی ہے۔[۲۵]

امام رازیؒ نے "ثانی اثنین" کی تشریح کرتے ہوئے سیدنا صدیق اکبرؓ کے حضور ہدیۂ تحسین ان الفاظ میں پیش کیا ہے:۔

"کان ثانی محمد فی اکثر المناصب الدینیہ" (آپ (ابوبکر صدیقؓ) بہت سے دینی مناصب میں آپؐ کے ثانی تھے) اور اس کی تفصیل یہ بیان کی ہے:۔

- آپؓ دعوت الی اللہ میں حضورؐ کے ثانی تھے۔
- آپؓ غزوات میں حضورؐ کے ثانی تھے۔
- آپؓ مجلس میں حضورؐ کے ثانی تھے۔
- آپؓ مرض کی حالت میں امامت نماز میں حضورؐ کے ثانی تھے۔[۲۶]
- آپؓ فوت ہوتے تو حضورؐ کے جوار میں جگہ پائی اور یہاں بھی آپؓ حضورؐ کے ثانی تھے۔[۲۷]

اب ہم حدیث اور تاریخ کی روشنی میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے جذبۂ عشق رسولؐ اور مثالی کردار کا جائزہ لیتے ہیں:۔
صحیح بخاری میں ہے کہ عروہ بن زبیر نے ابن عمرو بن العاص سے پوچھا:۔
اخبرنی باشد شئ صنعہ المشرکون بالنبیؐ (مجھے کسی ایسے سنگین واقعہ کا بتایئے جو مشرکین نے نبی اکرمؐ سے روا رکھا ہو)۔
اس نے جواب دیا:

بینا النبیؐ یصلی فی حجر الکعبۃ اذ اقبل عقبۃ بن ابی معیط۔ فوضع ثوبہ فی عنقہ فخنقہ خنقاً شدیداً بل ابوبکرؓ حتی اخذ بمنکبہ ودفعہ عن النبیؐ وقال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ۔[۲۸]

(جب حضور اکرمؐ کعبہ مکرمہ میں حجر کے مقام پر نماز ادا فرما رہے تھے تو اچانک عقبہ بن ابی معیط آگے بڑھا اور اس نے کپڑا حضورؐ کی گردن میں ڈال دیا اور اسے بڑی شدت سے گھونٹا تو ابوبکر صدیقؓ آگے بڑھے حتیٰ کہ اُسے کندھوں سے پکڑا اور حضورؐ کی مدافعت کی اور کفار کو کہا کہ کیا تم اس ذات گرامی کو محض اس بنا پر قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے)
حضورؐ سے محبت اور وابستگی کی بنا پر آپ کو عبادت میں گہرا شغف ہو گیا تھا اور عبادت میں اس قدر سوز و گداز اور رقت کی کیفیت طاری ہو جاتی جو شخص بھی آپ کو اس عالم میں دیکھ لیتا۔ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ جب قریش کی عبادت میں مزاحم ہونے لگے تو "آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی اور رخت سفر باندھ کر

عازم حبش ہوئے۔ جب آپ مقام برک الغماد میں پہنچے تو ابن الدغنہ رئیس قارہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا۔ ابوبکرؓ کہاں کا قصد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قوم نے مجھے جلاوطن کر دیا ہے اب ارادہ ہے کہ کسی اور ملک کو چلا جاؤں اور آزادی سے خدا کی عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا کہ تم سا آدمی جلاوطن نہیں کیا جا سکتا۔ تم مفلس و بے نوا کی دستگیری کرتے ہو۔ قرابتداروں کا خیال رکھتے ہو۔ مہمان نوازی کرتے ہو۔۔۔ مصیبت زدوں کی اعانت کرتے ہو، میرے ساتھ واپس چلو اور اپنے وطن ہی میں اپنے خدا کی عبادت کرو۔ چنانچہ آپ ابن الدغنہ کے ساتھ مکہ مکرمہ واپس آئے۔ ابن الدغنہ نے قریش میں پھر کر اعلان کر دیا کہ آج سے ابوبکرؓ میری امان میں ہیں۔ ایسے شخص کو جلاوطن نہ کرنا چاہیئے جو محتاجوں کی خبرگیری کرتا ہے۔ قرابتداروں کا خیال رکھتا ہے۔ مہمان نوازی کرتا ہے اور مصائب میں لوگوں کے کام آتا ہے۔ قریش نے ابن الدغنہ کے امان کو تسلیم کیا لیکن فرمائش کی کہ ابوبکرؓ کو سمجھا دو کہ وہ جب اور جس طرح جی چاہے اپنے گھر میں نماز پڑھیں اور قرآن کی تلاوت کریں لیکن گھر سے باہر نماز پڑھنے کی ان کو اجازت نہیں۔"[۲۸]

بخاری شریف میں ہے کہ قریش نے یہ الفاظ کہے:۔

"ولا یستعلن بہ فانا نخشی ان یفتن نساءنا وابناءنا"[۲۹] (کہ وہ علی الاعلان قرآن حکیم کی تلاوت نہ کریں۔ ہمیں خوف ہے کہ کہیں وہ ہماری عورتوں اور بچوں کو مسحور نہ کر لے)

چنانچہ آپؓ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنالی اور وہاں عبادت الٰہی انجام دینے لگے لیکن بقول علامہ اقبالؒ

جب سے آباد ترا عشق ہُوا سینے میں ۔۔۔ نئے جوہر ہوئے پیدا میرے آئینے میں

صحیح بخاری میں اس عاشقِ رسولؐ کی پُرسوز عبادت کا نقشہ ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

"وکان یُصلّی فیہ ویقرا القرآن فینقذف علیہ نساء المشرکین وابناءھم وھم یعجبون فیہ وینظرون الیہ وکان ابوبکر رجلاً بکاءً لایملک عینیہ اذا قرء القرآن"[۳۰]

(آپ وہاں نماز ادا فرماتے اور قرآن حکیم کی تلاوت کرتے۔ پس (اس پُرسوز تلاوت سے متاثر ہو کر) مشرکین کی عورتیں اور بچے آپ کے قریب جمع ہو جاتے اور آپ کی کیفیت کو بنظر تعجب دیکھتے اور آپ کو دیکھتے رہتے اور ابوبکرؓ پر کیفیت یہ ہوتی کہ جب قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تو زار و قطار روتے اور انہیں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا تھا)

چنانچہ قریش کو اس پر بھی اعتراض ہوا اور انہوں نے ابن الدغنہ کو خبر کر دی کہ ہم نے تمہاری ذمہ داری پر ابوبکرؓ کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے مکان میں چھپ کر اپنے مذہبی فرائض ادا کریں۔ لیکن اب وہ صحنِ خانہ میں مسجد بنا کر اعلان کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اس سے ہم کو خوف ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے متاثر ہو کر اپنے آبائی مذہب سے بدعقیدہ نہ ہو جائیں۔ اس لیے تم انھیں مطلع کر دو کہ اس سے باز آئیں ورنہ تم کو ذمہ داری سے بری سمجھیں۔ ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جا کر کہا۔ تم جانتے ہو کہ میں نے کس شرط پہ تمہاری حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ اس لیے یا تو تم اس پر قائم

ہو یا مجھے ذمہ داری سے بری سمجھو ۔ میں نہیں چاہتا کہ عرب میں مشہور ہو کہ میں نے کسی کے ساتھ بدعہدی کی ہے[۳۱]
لیکن عشق بھی کبھی مصلحت کوش ہوا ہے ؟ انھیں ایسی قدغن کب راس آسکتی تھی چنانچہ بقول علامہ اقبال

مصرع بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

اس محب صادق نے اذیتوں کے تلاطم کے لیے اپنی آغوش واکردی اور تمام مصلحتوں کو کمال استغنا سے کام لیتے ہوئے، یکسر نظر انداز کردیا اور فرمایا۔

فانی ارد الیک جوارک وارضی بجوار اللہ عزوجل ۳۲ (میں تمہاری پناہ اور امان تمہیں واپس لوٹاتا ہوں اور اللہ عزوجل کی پناہ پر راضی ہوں۔

علامہ ابن حجر العسقلانی نے الاصابۃ میں ام الخیر کے ترجمے میں لکھا ہے

" لما اسلم ابوبکر قام خطیبا فدعا بدعاء الی اللہ ورسولہ فثار المشرکون فضربوہ .... انہ سال عن رسول اللہ ﷺ بعد ان افاق من غشیۃ فقالت لہ امہ لا ندری . فقال سلی ام جمیل بنت الخطاب فذھبت بھا فسألتھا ..... الخ " ۳۳

(جب ابوبکرؓ اسلام لائے تو کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اللہ اور رسولؐ کی طرف دعوت دی پس کافران پر ٹوٹ پڑے اور انھیں زدوکوب کیا ... جب ابوبکرؓ کو غش سے افاقہ ہوا تو حضور کی خیریت پوچھی تو آپ کی والدہ نے کہا ہمیں علم نہیں۔ آپ نے کہا ام جمیل کی معرفت معلوم کر۔ پس آپ کی والدہ گئیں اور ان سے آپ کی خیریت معلوم کی۔

رسول اکرمؐ سے آپ کے عشق و وابستگی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ کفار کے ہاتھوں پہنچنے والی اذیت اور تکلیف کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے جب تک آپؐ کی خیریت معلوم نہیں ہو گئی۔ محب صادق کو چین نہیں آیا۔

حضور اکرمؐ نے قریش مکہ کی ایذا رسانی کے باوجود تیرہ برس تک مکہ میں تبلیغ و دعوت کا سلسلہ جاری رکھا حضرت ابوبکر صدیقؓ اس بے بسی کی زندگی میں جان۔ مال۔ رائے مشورہ غرض ہر حیثیت سے آپؐ کے دست و بازو اور رنج و راحت میں شریک رہے۔ آنحضرتؐ روزانہ صبح و شام حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور دیر تک مجلس راز قائم رہتی ؎ ۳۴

ایک روز حضور خلاف معمول، ناوقت، گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ کوئی ہو تو ہٹا دو، میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ گھر والوں کے سوا اور کوئی نہیں ہے یہ سن کر آپ اندر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جو پہلے بھی شرف رفاقت کی تمنا کا اظہار کر

چکے تھے اب پھر ہمرہی کی تمنا کا اعادہ کیا۔ ارشاد ہوا : ہاں تیار ہو جاؤ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پہلے ہی سے دو اونٹ تیار کر لئے تھے۔ ایک آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا اور ایک پہ خود سوار ہوئے۳۵

محبوب کے آرام کا اس قدر خیال تھا کہ غارِ ثور میں زہریلے سانپ نے کاٹا لیکن" اس خادم جاں نثار نے اپنے آقا کی راحت میں خلل انداز ہونا گوارا نہ کیا۔ زہر اثر کرنے لگا۔ درد و کرب کے باعث آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ لیکن اس وفا شعار رفیق نے اپنے جسم کو حرکت تک نہ دی کہ اس سے خواب راحت میں خلل اندازی ہو گی۔ ۳۶

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک کے پورے سفر میں سیدنا صدیق اکبرؓ ایک لمحہ بھی اپنے محبوبؐ کی خدمت سے غافل نہیں ہوتے۔ اور ہر طرح ان کے آرام و آسائش کا پورا پورا خیال رکھا۔ جب حضورؐ بنی عمرو بن عوف میں قیام پذیر ہوئے۔ تو انصار جوق در جوق زیارت کے لئے آنے لگے۔ آنحضرتؐ خاموشی کے ساتھ تشریف فرما تھے اور حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہو کر لوگوں کا استقبال کر رہے تھے۔ بہت سے انصار جو پہلے آنحضرتؐ کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے تھے وہ غلطی سے حضرت ابوبکرؓ کے گرد جمع ہونے لگے۔ یہاں تک کہ جب آفتاب سامنے آگیا تو جاں نثار خادم نے بڑھ کر اپنی چادر سے آقائے نامدارؐ پر سایہ کیا تو اس وقت خادم و مخدوم میں امتیاز ہو گیا اور لوگوں نے رسالت مآبؐ کو پہچانا ۳۷

صحیح بخاری میں ہے۔

"فاقبل ابوبکر حتی ظلل علیہ برداۂ فعرف الناس رسول اللہ عند ذلک۔" ۳۸

(پس ابوبکرؓ آگے بڑھے حتیٰ کہ حضورؐ پر اپنی چادر سے سایہ کیا تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ یہ ہیں)

آنحضرتؐ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد سے فتح مکہ تک خونریز جنگوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ان سب لڑائیوں میں صدیق اکبرؓ ایک مشیر و وزیر با تدبیر کی طرح ہمیشہ ہمرکابی سے مشرف رہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے مالی خدمت و ایثار میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ چنانچہ مکہ میں ابتداء میں جن لوگوں نے داعی توحید کو لبیک کہا۔ ان میں کثیر تعداد غلاموں اور لونڈیوں کی تھی جو اپنے مشرک آقاؤں کے پنجۂ ظلم و ستم میں گرفتار ہونے کے باعث طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان مظلوم بندگان توحید کو ان کے جفا کار مالکوں سے خرید کر آزاد کر دیا۔ چنانچہ حضرت بلالؓ، عامر بن فہیرہ، نذیرہ، نہدیہ اور بنت نہدیہ وغیرہم نے اسی صدیقی جود و کرم کے ذریعے سے نجات پائی۔ ۳۹

رحمت عالمؐ کو جب مدینہ میں تعمیر مسجد کا خیال پیدا ہوا اُس کے لئے جو زمین منتخب ہوئی وہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ گو ان کے اولیاء و اقرباء بلا قیمت پیش کرنے پر مصر تھے تاہم رحمۃ للعالمینؐ نے یتیموں

کا مال لینا پسند نہ فرمایا۔ اور حضرت ابوبکرؓ سے اس کی قیمت دلوادی۔ ۴۰

۹ھ میں افواہ پھیلی کہ قیصر روم عرب پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے چونکہ مسلسل جنگوں کے باعث یہ نہایت عسرت و تنگ حالی کا زمانہ تھا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی تیاریوں کے لئے صحابہ کرام کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی۔ تمام صحابہؓ نے حسب حیثیت اس میں شرکت کی۔ حضرت عثمانؓ دولتمند تھے اس لئے بہت کچھ دیا۔ لیکن اس موقع پر بھی حضرت ابوبکرؓ کا امتیاز قائم رہا۔ گھر کا سارا اثاثہ لاکر آنحضرتؐ کے سامنے ڈال دیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا؛ تم نے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ عرض کی۔ اُن کیلئے اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے ایک روز ہمیں انفاق فی سبیل اللہ کے لئے ارشاد فرمایا میرے پاس مال تھا میں نے دل میں کہا۔ آج ابوبکرؓ سے سبقت لے جاؤں گا چنانچہ میں نے نصف مال حضور کی خدمت میں پیش کیا آپؐ نے فرمایا اپنے اہل کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ اتنا ہی۔ اس کے بعد ابوبکرؓ آئے اور اپنا سارا مال حضور رسالتمآبؐ میں پیش کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا؛

ما ابقیت لاھلک ؟ قال ابقیت لھم اللہ و رسولہ۔ ۴۲ (آپ نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے۔ کہنے لگے ان کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ کو چھوڑ آیا ہوں)

بقول علامہ اقبالؒ ؎ حُسن کامل ہے ترا عشق ہے کامل میرا

حضرت عمرؓ یہ دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا:

قُلتُ لا اسابقک الی شئ ابداً ۴۳ (میں نے کہا میں کبھی بھی کسی کام میں آپ سے سبقت نہیں لے جا سکتا) حکیم الامت نے بانگ درا میں صدیقؓ کے عنوان سے جو نظم کہی ہے میں مذکورہ بالا واقعہ بیان کرنے کے بعد سیدنا صدیق اکبر کے حضور ان الفاظ میں ہدیہ تحسین پیش کیا گیا ہے:

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آگیا جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت ہر چیز جس سے چشم جہاں میں ہو اعتبار
ملک یمین و درہم و دینار و رخت و جنس اسپ قمر سم و شتر و قاطر و حمار
بولے حضورؐ چاہیے فکر عیال بھی کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
"اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر اے تیری ذات باعث تکوین روزگار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

سیدنا صدیق اکبرؓ کے مالی ایثار کا ذکر کرتے ہوئے انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں آرٹیکل صدیق کا مصنف رقمطراز ہے:

HE WAS ONE OF THE EARLIEST OF MOHAMMAD'S CONVERTS AND SPENT THE CONSIDERABLE WEALTH WHICH HE HAD ACQUIRED BY TRADE IN THE SERVICE OF THE NEW RELIGION IN RANSOMING SLAVES" 45

(وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے انہوں نے تجارت میں کمائی ہوئی بے شمار دولت نئے مذہب کی خدمت اور غلاموں کو آزاد کرانے میں صرف کی)

المختصر" ایمان لانے کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے اپنی تمام قوت و قابلیت، سارا اثر و رسوخ، کل مال و متاع جان اور اولاد، غرض جو کچھ آپ کے پاس تھا وہ سب دین کی راہ میں وقف کر دیا۔ قبول اسلام کے بعد ان کی تمام زندگی اطاعت و استقامت کی داستان ہے۔" ۴۶

احادیث و تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ اگرچہ سب صحابہ کرام حضور اکرمؐ سے گفتگو کرتے وقت ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے تھے۔ لیکن سیدنا صدیق اکبرؓ اپنی والہانہ وابستگی کی بنا پر، ادب و احترام کے اظہار میں بھی سب سے بازی لے گئے تھے۔ آپ کی گفتگو سے احترام ہی کا نہیں بلکہ عشق و محبت کے جذبات کا بے ساختہ اظہار ہوتا ہے۔ اور آپ بات بات پر اپنے محبوب پہ قربان ہو رہے ہیں۔ بخاری شریف کی صرف ایک حدیث سے اس امر کا اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ حضورؐ کو ہجرت کا حکم ہو گیا ہے۔ آپ کی ناوقت، تشریف آوری کی خبر سیدنا صدیق اکبرؓ کو ہوتی ہے۔ حضورؐ کی اس غیر متوقع آمد پر آپ کی زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے:

فِداءٌ لہ ابی و امی۔ واللہ ما جاء بہ فی ھذہ الساعۃ الا امرٌ (آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ اس وقت یقیناً کسی اہم کام کے لئے آئے ہیں۔) دروازہ کھولتے ہیں۔ حضورؐ تشریف لاتے ہیں اور ابو بکرؓ سے فرماتے ہیں اخرج من عندک (تمہارے پاس جو لوگ موجود ہیں انہیں باہر بھجوا دو) تو ابو بکرؓ جواباً عرض کرتے ہیں

" انما ھم اھلک بابی انت یا رسول اللہ" (یا رسول اللہ! آپ پہ میرے ماں باپ قربان ہوں یہ سب آپکے گھر والے ہی ہیں)

جب حضورؐ بتاتے ہیں کہ آپ کو ہجرت کا حکم مل چکا ہے تو شرف رفاقت کی تمنا پیش کرتے ہیں، "الصحابۃ۔ یا بی انت یا رسول اللہ" (یا رسول! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ رفاقت کا متمنی ہوں) حضورؐ اثبات میں جواب دیتے ہیں۔ اور آپؓ حضورؐ کی خدمت میں سواری کے لئے اونٹ پیش کرتے ہوئے یوں عرض گذار ہوتے ہیں:

فَخُذ بابی انت یا رسول اللہ احدی راحلتی ھاتین" ۴۷ یا رسول اللہ آپ پہ میرے ماں باپ قربان

ہوں آپ ان دو سواریوں میں سے کوئی ایک اپنے لئے پسند فرمالیں ۔)

مذکورہ بالا ہر ایک جملے سے آپ کے عشق و محبت اور ادب و احترام کی عکاسی ہوتی ہے یہ حقیقت ہے آپ کی پوری زندگی حُبِّ رسول ؐ سے سرشار گزری ہے۔ یہاں صرف دو واقعات اور عرض کرتا ہوں جب رسول اکرم ؐ کا وصال ہوتا ہے تو شمع رسالت کا یہ پروانہ فرط محبت و عقیدت سے اپنے محبوب کی پیشانی پر بوسہ دیتا ہے اور بے ساختہ حضور ؐ پر قربان ہوا جاتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے ۔

"فجاء ابوبکر۔ فکشف عن رسول اللہ ؐ ۔ فقبلہ قال بابی انت و امی طبت حیًا و میتًا والذی نفسی بیدہ لا یذیقک اللہ الموتتین ابدًا" [۴۸]

(پس ابوبکرؓ آئے ۔ حضور ؐ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا ۔ اور فرط ادب سے بوسہ دیا اور کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ زندگی اور موت ہر دو صورت میں پاکیزہ رہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے آپ ؐ کو کبھی اللہ تعالیٰ دوسری موت کا ذائقہ نہ چکھائے گا)

وصال سے کچھ روز پہلے جب رسول اکرم ؐ نے فرمایا کہ : ان اللہ خیر عبدًا بین الدنیا و بین ماعندہ فاختار ذلک العبد ما عند اللہ ۔" (بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو دنیا میں رہنے اور اپنے حضور میں آنے میں سے کسی ایک کا اختیار دیا ۔ پس اس بندے نے اللہ کے جوار کو اختیار کر لیا ۔) تو عشق و محبت کا رازدار" بے اختیار رو پڑا اور بے ساختہ ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے :

" فدیناک بآبائنا و امھاتنا" [۴۹] (آپ پر ہمارے ماں باپ قربان)

ان جملہ شواہد سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ اس محبِّ صادق کو اپنے آقا و مولا سے کس قدر والہانہ عشق تھا ۔

محبوب کے مشن کی تکمیل

یہاں اس امر کا ذکر بے حد ضروری ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ مئے عشق رسول ؐ سے سرشار ہو کر " خبرش باز نہ آمد" تک محدود نہ رہے ۔ بلکہ آپ نے اپنی تمام تر مساعی اپنے محبوب ؐ کے مشن کی تکمیل میں صرف کر دیں "

۱۔ آپ کی دعوت پر حضرت عثمانؓ بن عفان ، حضرت زبیرؓ بن العوام ، حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت طلحہؓ بن عبداللہ جو معدن اسلام کے سب سے تاباں و درخشاں جواہر ہیں مشرف بہ اسلام ہوئے ۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون ۔ حضرت ابو عبیدہؓ ۔ حضرت ابوسلمہؓ اور حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص بھی آپ ہی کی ہدایت سے اسلام میں داخل ہوئے ۔ [۵۰]

۲۔ آپ کے والد ابو قحافہ فتح مکہ تک نہایت استقلال کے ساتھ اپنے آبائی مذہب پر قائم رہے

لیکن بفضلہٖ تعالیٰ اپنے فرزند سعید حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے حضور نے نہایت شفقت سے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور کلمات طیبات تلقین کر کے مشرف باسلام فرمایا۔ [۵۱]

۳۔ مکہ مکرمہ میں آپ کے شریعت حقہ کے فضائل و محامد پر تقریر کرنے کی بنا پر کفار و مشرکین نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہایت بے رحمی اور خدا ناترسی کے ساتھ اس قدر مارا کہ بالآخر بنو تیم کو باوجود مشرک ہونے کے اپنے قبیلے کے ایک فرد کو اس حال میں دیکھ کر ترس آگیا۔ اور انہوں نے مشرکین کے پنجۂ ظلم سے چھڑوا کر ان کو مکان تک پہنچا دیا۔ شب کے وقت بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باوجود درد و تکلیف کے اپنے والدین اور خاندانی اعزہ کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ کا پتہ دریافت کر کے اپنی والدہ کے ساتھ ابن ارقم کے مکان میں آئے اور آنحضرت سے عرض کی کہ میری والدہ حاضر ہیں ان کو راہ حق کی ہدایت کیجئے۔ آنحضرت نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور وہ مشرف باسلام ہو گئیں [۵۲]

علامہ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں لکھا ہے۔

لما هلك ابو بكر ورثه ابواه وماتت ام الخير قبل ابی قحافه وكانا قد اسلما [۵۳]

(جب ابوبکر فوت ہوئے تو ان کے والدین ان کے وارث ہوئے ان کی والدہ ام الخیر ان کے والد ابو قحافہ سے پہلے فوت ہوئیں اور وہ دونوں مشرف باسلام ہو چکے تھے)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے، اپنے محبوب کے مشن کی تکمیل میں، اپنے عہد خلافت میں جو عظیم خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ میں زریں حروف سے رقم ہیں۔ خطرات و مشکلات کے باوجود، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید کو شام کی مہم پہ روانہ کرنا۔ مدعیان نبوت کا قلع قمع، مرتدین کی سرکوبی، جمع و ترتیب قرآن اور منکرین زکوٰۃ کو تنبیہ آپ کے وہ گرانقدر کارنامے ہیں جو ملت اسلامیہ کے لئے باعث صد افتخار ہیں۔

اپنے محبوب کے مشن سے وابستگی کا یہ عالم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور صاحب رائے بزرگ نے جب منکرین زکوٰۃ کے بارے میں نرم رویہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا تو آپ کے پائے ثبات کو وقتی مصلحتوں کے پیش نظر، ذرا لغزش نہ آئی۔ یقین محکم اور نعمت اخلاص سے مالامال اس پرعزم عاشق رسول نے دلشگاف الفاظ میں فرمایا۔

"واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ۔ فان الزکوٰۃ حق المال۔ واللہ لو منعونی عقالاً کانوا یؤدونه الی رسول اللہ لقاتلتھم علی منعه" [۵۴]

(خدا کی قسم، میں اس سے قتال کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کیا۔ بے شک زکوٰۃ مال کا حق ہے خدا کی قسم اگر انہوں نے ایک رسی کی بھی زکوٰۃ میں کمی کی جو وہ حضور کو ادا کرتے تھے تو میں اس کمی پر

بھی ان سے جہاد کروں گا۔)

سیدنا صدیقِ اکبرؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد پر کلی اعتماد اور یقین ہوتا تھا۔ اس کی عقلی توجیہہ (JUSTIFICATION) کے کبھی طلبگار نہ ہوتے۔ چنانچہ حدیبیہ میں جو معاہدہ طے پایا وہ بظاہر کفار کے حق میں زیادہ مفید تھا اس بنا پر حضرت عمرؓ کو نہایت اضطراب ہوا۔ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق سے کہا کہ کفار سے اس قدر دب کر کیوں صلح کی جاتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ محرم اسرار نبوت تھے۔ فرمایا: آنحضرتؐ خدا کے رسول ہیں۔ اس لئے آپ اس کی نافرمانی نہیں کر سکتے اور وہ ہر وقت آپ کا معین و ناصر ہے۔" ۵۵

حضرت اسامہ بن زید کو حضورؐ نے اپنی حیات ہی میں شام پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا تھا۔ اس مہم کے متعلق صحابہ کرامؓ نے رائے دی کہ اسکو ملتوی کر کے پہلے مرتدین و کذاب مدعیان نبوت کا قلع قمع کیا جائے لیکن خلیفہ اوّلؓ کی طبیعت نے گوارا نہ کیا۔ اس پیکرِ عزمؓ نے فرمایا:

" خدا کی قسم اگر مدینہ اس طرح آدمیوں سے خالی ہوجاتے کہ درندے آکر میری ٹانگ کھینچنے لگیں جب بھی میں اس مہم کو روک نہیں سکتا۔" ۵۶

آپؓ کے اس کامل جذبہ اطاعت اور کلی اعتماد کے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقتیں بھی آپؓ پر بے پایاں تھیں، چنانچہ حضورؐ نے فرمایا:

"اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَکْرٍ۔" ۵۷

(بے شک لوگوں میں سے اپنی رفاقت اور اپنے مال کے خرچ کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر احسان ابوبکرؓ کا ہے)

مسجد کی تعمیر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا:

لا یبقین فی المسجد بابٌ الا سُدَّ الا باب ابی بکر ۵۸

(مسجد میں کھلنے والا کوئی دروازہ ایسا نہ رہے جسے بند نہ کیا گیا ہو۔ البتہ ابوبکر کا دروازہ (کھڑکی) کھلا رہے)

ایک عورت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا۔ دوبارہ آنا۔ اس نے عرض کیا! یا رسول اللہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی آپ کا وصال ہوگیا ہو)؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

" ان لم تجدینی فاتی ابا بکر" ۵۹ (اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس جاؤ)

حضرت عمرو بن العاص نے رسول اکرمؐ سے استفسار کیا:

"ای الناس احبّ الیک؟" (آپ سب سے زیادہ کس سے محبت فرماتے ہیں)

حضور اکرمؐ نے فرمایا "عائشہ"۔ انہوں نے پوچھا: "من الرجال؟" تو رحمت عالم نے فرمایا "ابوھا" ۶۰

(اس کے والد سے)۔ حضورؐ نے آپؓ کو مُبَشَّر بالجنۃ فرمایا۔ صدیق کے لقب سے نوازا اور اپنی علالت کے دوران آپ کو اپنی جگہ امامت پر مامور فرمایا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جو مقام عالی حاصل تھا دوسرے صحابہ اس سے بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ ابویعلیٰ نے محمد بن الحنفیہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے
"ای الناس خیرٌ بعد رسول اللہ ؟" (رسول اللہ کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہتر کون ہے) تو انہوں نے جواباً کہا : "ابوبکر" [۶۳]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوری بعد جب سقیفہ بنی ساعدہ میں لوگ خلیفہ کے انتخاب کے لئے جمع ہوئے تو حضرت عمرؓ نے سیدنا صدیق اکبر کا ہاتھ تھام لیا۔ اور بیعت کرتے وقت یہ ہدیۂ تحسین پیش کیا :

"بَلْ نبایعُك أنت۔ فانت سیدنا وخیرنا وَاَحبُّنا اِلٰی رسول اللہ" [۶۴]

(میں آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ کہ آپ ہمارے سردار ہیں۔ ہم سب سے بہتر ہیں اور ہم میں سے سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں)

عشق کا متوازن تصور

ایک محب صادق اور محبوب کا محبوب ہونے کے باوجود، آپ کے عشق میں "سکر" نہیں "صحو" تھا افراط تھا۔ اعتدال اور توازن تھا، آپ عشق سے مدہوش نہیں ہوئے تھے بلکہ بقول علامہ اقبالؒ :

ع ہوش کا دارو ہے گویا مستیٔ تسنیم عشق

عشق رسولؐ نے آپ کے ہوش کو اور زیادہ جلا بخشی، چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ حضورؐ کے وصال کے موقع پر جب صحابہ کرامؓ ایک عجیب تذبذب کی کیفیت سے دوچار تھے۔ اور حضرت عمرؓ جوش وارفتگی میں تقریر کر رہے تھے اور قسم کھا کھا کر رسول اللہ کے انتقال فرمانے سے انکار کر رہے تھے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا : "عمر تم بیٹھ جاؤ"۔ لیکن انہوں نے وارفتگی میں کچھ خیال نہ کیا۔ تو آپ نے الگ کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی۔ تمام مجمع آپ کی طرف جھک پڑا اور حضرت عمرؓ تنہا رہ گئے آپؓ نے فرمایا [۶۵]

"اما بعد فمن کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حیٌّ لا یموت قال اللہ تعالیٰ : وما محمدٌ الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ...... الآیہ"

سو جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا جان لے کہ وہ وصال فرما گئے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ وہ زندہ و پائندہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی : وما محمد الا

یہ تقریر ایسی دلنشیں تھی کہ ہر ایک کا دل مطمئن ہوگیا۔

صدیق اکبرؓ نے عشق رسول کی لاثانی مثال پیش کر کے عالم انسانیت کو لافانی سبق دیا ہے کہ عشق و محبت کا تقاضا یہ نہیں کہ بھگوان کی بھگتی میں بھگت اسقدر محو اور منہمک ہو جائے کہ دنیا و مافیہا کو فراموش کر دے اور محبت ایفیلی بن کر رہ جائے۔ بلکہ عشق وہ مے ہے جو بے ہوش کرنے کے بجائے ہوش میں لے آئے قوت عمل کو مہمیز لگاتے۔ ذہن کو جلا بخشے انسان نہ تو مغربیوں کی طرح جذبہ عشق سے عاری مادیت اور عقل پسندی کا غلام بن کر رہ جائے اور نہ مشرقیوں کی طرح ترکِ دنیا اور بیراگ کی طرف مائل ہو۔ بلکہ اس کارگہ حیات میں مثبت ،فعال مؤثر اور بھرپور کردار ادا کرے۔ مے عشق اسے بےخود نہ کرے بلکہ اس کی خودی کو اس قدر مضبوط کرے کہ مولے کو شہباز سے لڑا دے۔ وہ ظاہری چمک دمک اور طاقت کا توازن نہ دیکھے۔ بلکہ ہر حالت میں اصول کے توازن کو قائم رکھے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی پوری زندگی عشق رسول اکرم کی آئینہ دار ہے۔ دل حبّ رسولؐ سے سرشار ہے جسم فرمان رسولؐ کے مطابق زہد وطاعت اور عبادت کے لئے حضورِ حق میں جھکا ہوا ہے۔ مالی ایثار اس قدر ہے کہ پورا مال ومتاع راہ حق میں قربان ہے۔ اقتدار ہے لیکن نشہ اقتدار نام کو نہیں۔ مجال ہے کسی موقع پر پائے ثبات کو لغزش آئی ہو۔ اس شان اور اس رنگ میں سیدنا صدیق اکبر قومی اور ملی تقاضوں کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف نظر آتے ہیں۔

المختصر ذاتی زندگی ہو یا منصب خلافت پہ فائز زندگی، صدق وصفا اور حیا و وفا کا یہ پیکر حُبّ رسولؐ اور اطاعت رسولؐ کا کامل نمونہ پیش کرتا ہے۔ عشق صدیق اکبرؓ نے عالم انسانیت کے لیے عشق کا ایک ایسا مکمل اور متوازن تصور پیش کیا ہے۔ جس کی مثال دنیا کی پوری تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ہم اپنے اس مضمون کو شاعر بارگاہ رسالت، حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار پہ ختم کرتے ہیں جن میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے عدیم النظیر جذبۂ عشق رسول کو ہدیۂ تحسین پیش کیا گیا ہے۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد ۔۔۔ طاف العدو به اذ صاعد الجبلا

وکان حِبُّ رسول اللہ قد علموا ۔۔۔ من البریة لم یعدل به رجلا

اور اس بلند غار میں وہ دو میں سے دوسرے تھے جب کہ دشمن پہاڑی پہ چڑھ کر تلاش میں سرگرداں تھے اور آپ رسول اکرمؐ کے محبوب تھے۔ سب لوگ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ لوگوں میں سے کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ؎

حضرت حسان کی یہ تعریف محض شاعرانہ نہ تھی۔ حقیقت پہ مبنی تھی واقعی پوری نوع انسانی میں عشق

رسول میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے ہم پایہ کوئی نہیں۔ علامہ محمود آلوسی نے لکھا ہے کہ جب رسول اکرمؐ نے حضرت حسانؓ کے یہ اشعار سُنے تو فرطِ مسرت سے خندہ فرمایا۔ اور کہا

صَدَقت یا حسّان۔ هُوَ کما قُلتَ ۶۸

(اے حسان، تو نے سچ کہا۔ صدیق واقعی ویسا ہی ہے جیسا تم نے کہا)

ممکن ہے کوئی شخص آج حضرت حسان کے ان اشعار کو صرف مدح پر محمول کر لیتا۔ لیکن محسن انسانیتؐ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے عدیم النظیر جذبۂ عشق رسولؐ پر مہرِ توثیق ثبت کر دی تاکہ قیامت تک آنے والی نسل انسانی سوزِ صدیقؓ سے قلب و روح کو گرماتی رہے۔

حاشیہ جات

(۱) المنجد، بیروت، ۱۹۵۶ء، صفحہ ۵۰۷ (۲) المنجد، بیروت، ۱۹۵۶ء، صفحہ ۵۰۷ (۳) ابن منظور، لسان العرب، بیروت، ۱۹۵۶ء، جلد دہم، صفحہ ۲۵۱۔ (۴) ابن منظور: لسان العرب، بیروت، ۱۹۵۶ء، جلد دہم صفحہ ۲۵۲ (۵) ابن منظور: لسان العرب، بیروت ۱۹۵۶ء جلد دہم۔ (۶) ضربِ کلیم، لاہور، ۱۹۶۵ء، طبع دوازدہم صفحہ ۱۳ (۷) بانگِ درا، لاہور، ۱۹۴۸ء، طبع بست و ہجم صفحہ ۲۸-۲۹۔ (۸) بانگِ درا، لاہور، ۱۹۴۸ء، طبع بست و پنجم صفحہ ۱۱۵-۱۱۶ یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ علامہ مرحوم نے محبت کا لفظ عشق کے ہم معنی استعمال کیا ہے (۹) بانگِ درا، لاہور، صفحہ ۹۹ (۱۰) القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ آیت ۱۶۵ (۱۱) القرآن الکریم، سورۃ آل عمران آیت ۳۱ - (۱۲) القرآن الکریم، سورۃ التوبہ، آیت ۲۴ (۱۳) محمد سلیمان جزدلی۔ دلائل الخیرات، لاہور صفحہ ۲۵-۲۶ (۱۴) محمد سلیمان جزدلی: دلائل الخیرات، لاہور صفحہ ۲۵ (۱۵) القرآن الکریم، سورۃ التوبہ، آیت ۴۰ (۱۶) ابو سعود: ارشاد العقل السلیم، مصر ۱۹۲۸ء، الجزء الثانی صفحہ ۲۷ (۱۷) ابو سعود: ارشاد العقل السلیم، مصر ۱۹۲۸ء، الجزء الثانی صفحہ ۲۷ علامہ محمود آلوسی نے "لصاحبہٖ" کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے: وھو ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ انہوں نے حضرت ابن عمرؓ کی یہ روایت اس کی تائید میں نقل کی ہے۔ انت صاحبی فی الغار وانت معی علی الحوض (تم غار میں میرے ساتھی تھے اور تم حوضِ کوثر پر بھی میرے ہمراہ ہو گے)، روح المعانی، بیروت، الجزء العاشر صفحہ ۹۷ (۱۸) ابو سعود: ارشاد العقل السلیم، مصر ۱۹۲۸ء، الجزء الثانی صفحہ ۲۷ (۱۹)، علامہ محمود آلوسی روح المعانی، بیروت، الجزء العاشر صفحہ ۹۸ (۲۰) علامہ محمود آلوسی: روح المعانی، بیروت الجزء العاشر صفحہ ۹۸ (۲۱) علامہ محمود آلوسی روح المعانی، بیروت، الجزء العاشر صفحہ ۹۸ (۲۲) الامام الفخر الرازی: التفسیر الکبیر، مصر ۱۹۳۸ء، الجزء السادس عشر صفحہ ۶۳ (۲۳) الامام الفخر الرازی: التفسیر الکبیر، مصر، ۱۹۳۸ء، الجزء السادس عشر صفحہ ۶۳ (۲۴) الامام

الرازی: التفسیر الکبیر، مصر ۱۹۳۸ء، الجزء السادس عشر، صہ ۶۳ (۲۴) الامام الفخر الرازی؛ التفسیر الکبیر، مصر ۱۹۳۸ء، الجزء السادس، عشر صہ ۶۴ (۲۵) الامام الفخر الرازی؛ التفسیر الکبیر، مصر ۱۹۳۸ء، الجزء السادس عشر صہ ۶۵ (۲۶) الامام الفخر الرازی، التفسیر الکبیر، مصر ۱۹۳۸ء، الجزء السادس عشر صہ ۶۴ - (۲۷) ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری: الجامع الصحیح، مصر، ۱۳۴۵ھ، الجزء الخامس۔ صہ ۵ (۲۸) حاجی معین الدین ندوی :۔ خلفائے راشدین، اعظم گڑھ، ۱۹۴۸ء۔ صہ ۱۸-۱۹ (۲۹) الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۴ ۔ (۳۰) الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۷ (۳۱) خلفائے راشدین، صہ ۱۹ (۳۲) الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۷ (۳۳) ابن حجر العسقلانی: الاصابۃ فی تمییز الصحابہ مصر، ۱۹۳۹ء ..... الجزء الرابع، صہ ۴۲۹ (۳۴) خلفائے راشدین، صہ ۱۶ (۳۵) خلفائے راشدین، صہ ۲۰، نیز دیکھئے الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۷ (۳۶) خلفائے راشدین صہ ۲۱ (۳۷) خلفائے راشدین صہ ۲۴ (۳۸) الجامع الصحیح، الجزء الخامس۔ صہ ۸ (۳۹) خلفائے راشدین، صہ ۱۷ (۴۰) خلفائے راشدین صہ ۲۷ (۴۱) خلفائے راشدین، صہ ۳۱ (۴۲) سنن ابی داؤد، کراچی جلد اوّل، صہ ۶۲۷۔ (۴۳) سنن ابی داؤد، کراچی جلد اوّل، صہ ۶۲۷ ۔ (۴۴) علامہ محمد اقبال: بانگ درا، صہ ۲۵۰۔ ۲۵۱ (۴۵) انسائیکلو پیڈیا برٹینکا، لندن، ۱۹۶۰ء جلد اوّل، صہ ۶۹ (۴۶) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۶۴ء جلد ۱، صہ ۵۲۷ (۴۷) الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۷ (۴۸) الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۸ (۴۹) الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۷ (۵۰) خلفائے راشدین، صہ ۱۶ (۵۱) خلفائے راشدین، صہ ۱۳ (۵۲) خلفائے راشدین، صہ ۱۴ (۵۳) الاصابہ، الجزء الرابع، صہ ۴۲۹ (۵۴) سنن ابوداؤد، کراچی جلد اوّل، صہ ۵۲۶ (۵۵) خلفائے راشدین، صہ ۳۰ (۵۶) خلفائے راشدین، صہ ۴۰ (۵۷) الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۴ نیز دیکھئے صہ ۳۷ (۵۸) الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۵ نیز صہ ۳۷ پہ ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: "لا یبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر" (۵۹) الجامع الصحیح الجزء الخامس، صہ ۵ (۶۰) الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۶ (۶۱) الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۵ (۶۰) الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۶ (صہ ۶۱) الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۱۰ (۶۲) انسائیکلو پیڈیا برٹینکا میں اس کی توجیہ یہ بیان کی گئی ہے ۔

HIS FIRM BELIEF IN MUHAMMAD AND HIS TEACHINGS WON FOR HIM THE APPEALATION OF AL-SIDDIK ("THE FAITHFUL")

(انسائیکلو پیڈیا برٹینکا، لندن، ۱۹۶۰ء، جلد اوّل، صہ ۶۹)

(۶۳) الجامع الصحیح، الجزء الخامس، صہ ۹ (۶۴) الجامع الصحیح، الجزء الخامس صہ ۸ (۶۵)....

خلفائے راشدین، صہ ۳۵ ر ۲۶ھ) القرآن الکریم سورۃ آل عمران، آیت ۱۴۴ ر ۲۶ھ) علامہ سید محمود آلوسی روح المعانی، الجزء العاشر، صہ ۹۷ ر ۲۸ھ) علامہ سید محمود آلوسی : روح المعانی، الجزء العاشر، صہ ۹۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(شیعہ کتب کی روشنی میں)

ابوالاحسن محمد محبوب الٰہی رضوی

اللہ تعالےٰ عزوجل نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وصحابہٖ وسلم کو آخری نبی کی حیثیت سے مبعوث فرمایا تو زمانہ کے بہترین افراد کو آپ کی صحابیت کا شرف بخشا۔ وہ آپکی محبت میں سرشار تھے۔ اسلام کی خاطر اپنی جان و مال نثار کرنا ان کا شعار تھا۔ بے شمار تکلیفوں اور رکاوٹوں کے باوجود وہ اسلام کی سربلندی کے لئے مصروف جدوجہد رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اُن کے شامل حال تھا۔ وہ اسلام کا پرچم لے کر ہر چہار طرف بڑھتے چلے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور مخالفین کی سازشوں کا قلع قمع کر دیا گیا آپ کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کا دور آیا تو اشاعت اسلام اور مملکت کی حدود میں مزید وسعت ہوتی گئی عساکر اسلام کی یلغار کی تاب مقابلہ نہ لاکر ہزیمت خوردہ قوتوں خصوصاً یہودیوں اور مجوسیوں نے مسلمانوں میں اندرونی خلفشار پیدا کرنے کے لئے سازشیں شروع کر دیں۔ انہی لوگوں نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو اس وقت شہید کر دیا جب آپ مسجد نبوی میں نماز کی امامت فرما رہے تھے پھر یہ سازش بد باطن عبداللہ بن سبا مسلم نما یہودی منافق کی تحریک سے کھل کر سامنے آگئی اور حضرت

عثمانؓ ذوالنورین پر جھوٹے الزامات لگانے کے بعد ان کو بحالت روزہ و قرآن خوانی اور کئی دن اُن کے مکان میں محبوس رکھنے کے بعد شہید کر دیا گیا۔ اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کر کے آپس میں قتل و قتال تک نوبت پہنچا دی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں قریبًا پچاسی ہزار مسلمان شہید ہو گئے۔ فتوحات اور تبلیغ کا سلسلہ رک گیا۔ سبائیوں کے لئے یہ امر باعث مسرت تھا اس کے باوجود وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے جذبہ ایمانی سے بے خبر نہ تھے اساطین اسلام کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسجد کوفہ میں داخل ہوتے ہوئے مضروب کر دیا گیا اور وہ شہید ہو گئے امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ زخمی ہوئے اور بچ گئے۔ عمرو بن العاص کی جگہ دوسرے بزرگ شہید ہو گئے حضرت حسن کو حضرت علی کا جانشین بنایا گیا تو ان کی بصیرت نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر زمام خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر کے مسلمانان عالم کو پھر متحد کر دیا۔ نصرت الٰہی سے تبلیغ اسلام اور فتوحات کا سلسلہ پھر جاری ہو گیا۔ اسلام کی دھاک دنیا بھر میں بیٹھ گئی۔ اب انتشار پسند عناصر نے دوسرا راستہ اختیار کر لیا۔ اسلام میں ایک نئے فرقہ کا آغاز کر کے مسلمانوں کو مذہبی رنگ میں برسرِ پیکار کر دیا اس نئے فرقے کا کام بزرگان اسلام پر طعن کرنا تھا۔ ان کا یہ محاذ نسبتًا کامیاب ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حضور اکرمؐ کا دائمی معجزہ ہے کہ جب کبھی ان لوگوں نے ناشائستہ جذبات کا اظہار کیا تو ان ہی کی زبان و قلم سے ان حضرات کے بارے میں کچھ کلمات خیر بھی وجود میں آ گئے۔ اگرچہ ان کی کتب ہمارے لئے کسی بھی درجہ میں قابل قبول نہیں لیکن ہمارے واجب الاحترام بزرگوں کے بارے میں جو کلمات خیر ان میں درج ہو گئے ہیں وہ مخالفین پر حجت اور ہمارے لئے اضافہ محبت و عزت کا باعث ہیں۔ لہٰذا اسی جذبہ نیک کے ماتحت افضل البشر بعد الانبیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بارے میں مخالفین کی کتب سے کچھ کلمات حسنہ اکٹھے کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

مسلم اوّل

آیت: والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار کی تفسیر کرتے ہوئے مشہور و معروف شیعہ عالم علامہ طبرسی تفسیر مجمع البیان میں لکھتے ہیں، کہ سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ایمان لائیں اور اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایمان لاتے۔ (بحوالہ کتاب مقام صحابہ حکیم فیض عالم صفحہ ۲)

علامہ طبرسی دوسری جگہ لکھتے ہیں "حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ایمان لائے۔" (تفسیر مجمع البیان جلد ۲/۲۵ بحوالہ مقام صحابہ صلا)

ایک اور شیعی عالم یوں رقمطراز ہے۔

"بے شک یہ درست ہے کہ گو علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے پہلے اسلام قبول کیا لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے اسلام ظاہر کیا"۔ (شرح نہج البلاغۃ مولفہ عبدالحمید بن ابی الحدید شیعہ جز ۴/۲۱۳)

مبلّغ اوّل

چوں صدیق مسلمان شد روز دیگر ابو عبیدہ بن الجراح۔ ابو سلمہ مخزومی۔ عثمان بن مظعون وارقم بن ارقم را بخدمت سید الثقلین آورد تا مومن و موحد و مسلمان شدند۔

(ناسخ التواریخ ۲/۵۶۳ ۔ روضۃ الصفا ۲/۳۷)

یعنی جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مسلمان ہوئے تو دوسرے دن ہی آپ (حضرات) ابو عبیدہ بن جراح ابو سلمہ۔ عثمان بن مظعون وارقم (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں لائے تاکہ انھیں مومن مسلمان موحد فرمادیں۔

شد اصحاب خاص رسول امین، ازو رخ برا فروخت دین مبین ابوبکر، صدیق و فاروق دین، شدہ جان فدائے رسول امینؐ۔ (حملہ حیدری صلا)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب خاص جن کے ذریعے دین اسلام کو ترقی ہوئی (یعنی تبلیغ ہوئی) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں جنہوں نے رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہ جان فدا کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔

صدیق

ہم پہاڑ پر حضور اکرم علیہ السلام کے ہمراہ تھے کہ اچانک پہاڑ ہلنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہاڑ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ آرام پکڑ تجھ پہ ایک نبی (خود) صدیق (ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ) شہید (حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ) کے سوا کوئی نہیں۔ (احتجاج طبرسی)

جیسا کہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ایک مرد ہیں کہ اللہ نے نبی کی زبان سے ان کا نام صدیق رکھوایا۔

چوں صدیق مسلمان شد یعنی جب ابوبکر (صدیق) مسلمان ہوئے۔

ناسخ التواریخ ۲/۵۶۳ روضۃ الصفا ۲/۳۷

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا تلوار کو چاندی چڑھانا جائز ہے تو آپ نے فرمایا ہاں جائز ہے۔ کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی تلوار کو چاندی چڑھائی تھی۔ اس پر راوی نے متعجب ہوکر عرض کیا۔ آپ ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں ؟ تو امام نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر فرمایا ۔

نعم الصدیق ۔ نعم الصدیق فمن لم یکن له الصدیق فلا صدق الله قوله فی الدنیا والاخرۃ (کشف الغمہ، فی معرفۃ الائمہ مطبوعہ ایران صـ۲۶۰)

ترجمہ "ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں جو اُن کو صدیق نہ کہے خدا تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی بات سچی نہ کرے"۔

دوران ہجرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا

فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم انت صِدّیقٌ (تفسیر قمی صـ۱۰۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابوبکر) تم صدیق ہو ۔

والذی جاء بالصدق وصدّق به (آیت پارہ ۲۴) کی تفسیر

قیل الذی جاء بالصدق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وجاء وصدق به ابوبکر ۔

یعنی جاء بالصدق سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدق بہ سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں (تفسیر مجمع البیان ۴/۴۹۸)

جناب جعفر الصادق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ متوفی ۱۴۹ھ سے روایت ہے کہ جناب ابوبکر میرے نانا ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے کوئی شان اور عزت نہ دے اگر میں صدیق کی عزت و عظمت و تعظیم و تکریم کو تسلیم نہ کروں (احقاق الحق صـ۷) نیز فرمایا : ولدنی الصدیق مرتین (احقاق الحق صـ۷)

یعنی صدیق نے مجھے دو دفعہ جنا جس کی تشریح یوں ہے ۔ مادرش اُم فروہ دختر قاسم بن محمد بن ابوبکر بود و مادر اُم فروہ دختر اسماء دختر عبدالرحمن بن ابوبکر بود (رضی اللہ تعالےٰ عنہما)

(جلاء العیون ۔ صافی شرح اصول کافی ۔ کشف الغمہ احتجاج طبرسی)
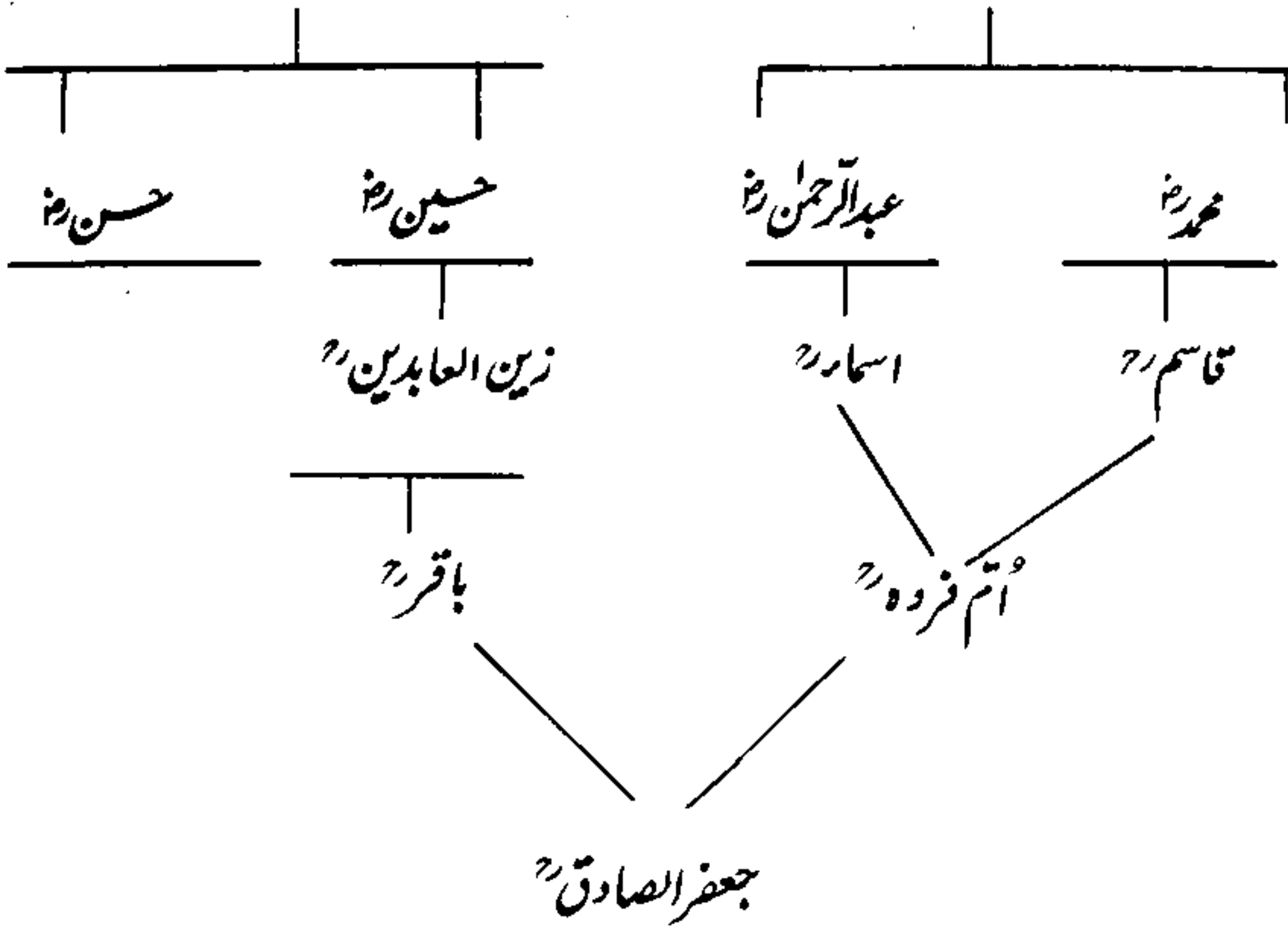
"خلافت راشدہ کا انداز حکومت" کے زیر عنوان پہلی چار خلافتوں کا تذکرہ اس ترتیب سے کیا گیا ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ، عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰے عنہ،
عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ، علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰے عنہ،
(الفخری اردو صفحہ ۳۴ مولفہ محمد علی ابن علی ابن صب طبا، (ترجمہ محمد جعفر شاہ پھلواروی)

تقویٰ اور مالی وجانی قربانی

آیت شریفہ: سیجنبها الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی کی تفسیر عن ابن زبیر قال ان الایۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین اسلموا مثل بلال وعامر بن فهیرہ وغیرهما واعتقهم (تفسیر مجمع البیان علامہ طبرسی)

یعنی ابن زبیر سے روایت ہے کہ یہ آیت شان ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ، میں نازل ہوئی انہوں نے غلاموں کو جو اسلام لائے اپنے مال سے خریدا جیسا کہ بلال اور عامر بن فہیرہ اور ان کو آزاد کیا۔ اسی آیت میں اللہ تعالٰی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ، کو اتقی (بڑا متقی) فرمایا کہ وہ اپنا مال اللہ تعالٰے کی راہ میں محض پاکیزگی کے لئے خرچ کرتا ہے۔ اُسے کوئی دنیاوی طمع نہیں۔

حدیث شریف میں ہے ان امن الناس علی فی صحبتہ وماله ابوبکر ابن قحافہ (تاریخ التواریخ مطبوعہ تہران)
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ رفاقت اور اپنے مال سے ابوبکر نے احسان کیا
ابوبکر بن ابی قحافہ پیرے بود از بزرگان قریش با دولت وحشمت مالہا در راہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ایثار کردہ وجان برکف نہادہ (سیر آلائمہ جلد ۲ صـ۱۲)

ترجمہ :۔ ابوبکر بن ابی قحافہ قریش کے سن رسیدہ بزرگوں میں سے تھے جو دولت وحشمت
کے مالک تھے اور انہوں نے اپنا مال نبی علیہ السلام کی ذات پہ قربان کر دیا اور آپ کے لئے اپنی جان
ہتھیلی پہ رکھے خدمت میں رہے ۔

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے ابوبکر ابوذر اور سلمان فارسی رضوان اللہ علیہم کے بارے
میں فرمایا ۔

من ازھد من ھٰولاء وقد قال فیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یعنی ان تینوں سے زیادہ کون زاہد ہے ۔ (فروع کافی جلد دوم)

نبی علیہ السلام غار میں حضرت ابوبکر کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے ۔ کسی سوراخ سے سانپ
نے ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاؤں کو ڈسا ۔ مگر وہ غار یار اُف تک زبان پہ نہ لاتے ۔

ثبوت نبوت ڈاکٹر نور حسین صـ۳۱ (بحوالہ مقام صحابہ ۲۱)

مصاحب و رفیق ہجرت

وبہمہ حال رفتن محمد و بردن ابوبکر بے فرمان خدا نہ بود
(مجالس المومنین مجلس پنجم)

بہر صورت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے جانا بغیر
حکم خدا نہ تھا ۔

جبرائیل علیہ السلام نے کہا :۔ ترا امر کردہ است کہ ابوبکر را ہمراہ خود ببری (حیات القلوب جلد ۲ صـ۳۱)
اے پیغمبر صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ (ہجرت میں) ابوبکر
رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لو ۔

اللہ تعالےٰ نے حضور اکرم کو بذریعہ وحی حکم فرمایا ۔

وامرك ان تستصحب ابوبكر ۲۰

کہ ہجرت میں ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو اپنا مصاحب بناؤ۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔

ارضیت ان تکون یا ابوبکر تطلب کما اطلب و تعرف بانک انت الذی تحملنی علی ادعیہ فتحمل علی انواع العذاب

اے ابوبکر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کیا تم راضی ہو کہ میرے اس سفر ہجرت میں میرے ہمراہی ہو کہ جسطرح کفار قریش مجھے قتل کرنے کے لیئے تلاش کریں اسی طرح تم کو بھی قتل کے لئے تلاش کیا جاوے اور یہ بھی مشہور ہو جائے کہ تم نے ہی مجھے اس کام پہ آمادہ کیا ہے۔ جس کا میں دعویٰ کرتا ہوں اور میری رفاقت کے سبب تم پہ بھی طرح طرح کے عذاب ہوں۔ جواباً حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ انا لو عشت عمر الدنیا اعذب فی جمیعہا اشد اللہ العذاب لا ینزل علی موت مریح ولا فرج یتیح و کان ذالک فی محبتک لکان احب الیّ من ان اتنعم فیہا وانا لک لجمیع ممالیک ملوکہا فی مخالفتک وما اھلی وولدی الا فداءُ ک

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں تو وہ شخص ہوں کہ آپ کی محبت کی خاطر سخت ترین بلاؤں میں گرفتار ہو جاؤں اور قیامت تک ان میں پھنسا رہوں تو یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ آپ کو چھوڑ کر دنیا کی سلطنت قبول کر دوں۔ میرے جان و مال اور اہل و عیال سب کے سب آپ پہ قربان ہوں حضور اکرمؐ نے خوش ہو کر فرمایا:۔

لاجرم ان اطلع اللہ علی قلبک ووجد ما فیہ موافقا لما جری علی لسانک جعلک منی بمنزلۃ السمع والبصر والرأس من الجسد وبمنزلۃ الروح من البدن۔

(تفسیر امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالےٰ تیرے دل پہ مطلع ہوا اور اس نے تیرے دل کی بات تیری زبان کے موافق پائی۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے تجھ کو میرے لئے صادق المحبت راسخ الاعتقاد جان نثار وفادار اور کامل مومن پایا۔ بالیقین اللہ تعالےٰ نے تجھ کو بمنزلہ میرے سمع و بصر کے بنایا اور تجھ کو میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو کہ سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہوتی ہے۔

ثانی اثنین اذ ہما فی الغار کی تفسیر میں امام حسن عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہجرت کا سفر مشکلات ایذاؤں اور صعوبتوں کا سفر تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہجرت میں رفاقت سفر کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرمایا۔ (تفسیر حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ)

لا تحزن ان اللہ معنا کے زیر تشریح حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب نبی علیہ السلام غار میں تھے تو آپ نے فرمایا میں ایک کشتی دیکھ رہا ہوں جس میں جعفر اور اس کے ساتھی ہیں (ہجرت حبشہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ انھیں دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی دکھا دیجئے تو نبی علیہ السلام نے ان کی آنکھوں پر مسح کیا پس صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جعفر اور ان کے ساتھیوں کو دیکھ لیا۔

(ترجمہ تفسیر قمی مطبوعہ ایران ص ۱۰۷)

شب ہجرت جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک زخمی ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا (حملہ حیدری سے مختصراً)
بہ تغیر الفاظ یہی مضمون دیکھئے:۔ (غزوات حیدری۔ مرزا بازل)

افضلیت وفضائل

ولا یاتل اولوالفضل منکم
(آیت سورہ نور) کے ضمن میں

یہ آیت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مسطح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ مسطح آپ کا غریب رشتہ دار تھا جس کی وجہ سے آپ اسے ہمیشہ کچھ وظیفہ دیا کرتے تھے۔ واقعہ افک کے بعد انہوں نے وظیفہ بند کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کثرت والے اور فضل والے (یعنی حضرت ابوبکر صدیق) لوگ اپنے رشتہ داروں سے ہاتھ نہ کھینچیں (تفسیر مجمع البیان ۱۳۲/۴)

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم قد افلح من زکھا الذی جاء بالصدق وصدق بہ کی تشریح میں۔ ان احسن الناس علی صحبتہ ومالہ ابوبکر (ناسخ التواریخ جلد ۱ کتاب ۲ ص ۵۲۴ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ رفاقت اور احسان اپنے مال سے مجھ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ' فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ما سبقکم ابوبکر بصوم ولا صلوۃ ولکن لشئ قد نبه صدرہ

(مجالس المومنین صہ ۸۹ طہران نور اللہ شوستری)

یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ' کی سبقت و فضیلت صوم و صلوۃ سے ہی نہیں بلکہ ان کے دل کی عقیدت و اخلاص کا ثمرہ ہے۔

امام محمد تقی رحمۃ اللہ تعالےٰ عنہ' فرماتے ہیں "میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ' کے فضائل کا منکر نہیں لیکن ابوبکر صدیق فاروق اعظم سے افضل ہیں۔ (ترجمہ احتجاج طبرسی صہ ۲۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

لی وزیران من اھل السماء جبرائیل و میکائیل و وزیران من اھل الارض ابوبکر وعمر رضوان اللہ تعالےٰ علیھم اجمعین

آسمان والوں میں میرے دو وزیر جبرائیل و میکائیل ہیں اور زمین والوں میں دو وزیر (حضرت ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالےٰ عنہما ہیں) الحدیث (الفخری اردو صہ ۳۱۷)

حضرت علی و زبیر (رضوان اللہ علیہم) نے فرمایا کہ ہم نے سوائے اس مشورہ کے کوئی اور فیصلہ نہیں کیا کہ ابوبکر۔

ابوبکر احق الناس بھا انه لصاحب الغار وانا لنعرف له سنه' ولقد امره رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوۃ وھو حی" (شرح نہج البلاغۃ جزو ۵ ۲/۷)

ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ' کو اپنوں میں سے یقیناً سب سے زیادہ (خلافت) حقدار جانتے ہیں کیونکہ وہ صاحب غار ہیں، ہم ان کے خصائل سے واقف ہیں (خصوصاً) جب کہ حضور اکرم نے اپنی حیات مبارک میں ان کو امامت نماز کا حکم فرمایا تھا۔

حضرت امام جعفر الصادق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے کسی نے حضرات ابوبکر صدیق و عمر فاروق (رضی اللہ تعالےٰ عنہما) کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے فرمایا:۔

ھما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیه فعلیھما رحمۃ اللہ یوم القیامۃ

(رسالہ ادلہ تقیہ مولفہ سید محمد مجتہد)

وہ دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) امام عادل و منصف تھے اور حق پہ تھے اور حق پر ہی وہ فوت ہوئے۔ بروز قیامت ان پہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں گی۔

بیعت رضوان کے سلسلہ میں کسی کو اختلاف نہیں کہ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کے سلسلہ میں ہوئی اور حضرات ابوبکر، عمر، علی و دیگر قریباً چودہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے یہ بیعت کی تو ان کے لئے :-

آنحضرت فرمود بدوزخ نزدیک کسے ازاں مومناں کہ او زیر شجر بیعت کردند و آن را بیعت رضوان نام نہادہ اند و بجہت آن کہ حق تعالیٰ در حق ایشاں فرمود " لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ "   (خلاصہ المنہج علامہ کاشانی)

ترجمہ :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے سب کے سب جنتی ہیں اور اس بیعت کو بیعت رضوان کا نام دیا۔ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب دیا (ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شمولیت کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں)

دراں روز ہزار و چہار صد کس بودیم درآں روز من از حضرت شنیدم کہ آنحضرت خطاب بخاطر ان فرمودہ کہ شما بہترین اہل روئے زمین اند و ما ہمہ دراں روز بیعت کردیم و کسے از اہل بیعت نکث نہ نمود مگر احد بن قیس کہ آں منافق بیعت خود راشکست (")

یعنی جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ اس دن ہم چودہ سو صحابہ تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم تمام روئے زمین کے رہنے والوں سے بہتر ہو۔ ہم نے اس دن بیعت کی اور ان میں سے کسی نے بیعت نہیں توڑی، سوائے احد بن قیس منافق کے۔

طائفہ از معاف کوفہ با زید بیعت کردہ بودند در خدمتش حضور یافتہ گفتند۔ رحمک اللہ در حق ابوبکرؓ و عمرؓ چہ گوئی ؟ فرمودہ دربارۂ ایشاں جز بخیر سخن نہ کنم و از اہل خود و نیز در حق ایشاں جز سخن خیر نہ شنیدہ ام ... با بجملہ زید فرمود ایشاں را بر کسے ظلم و ستم نراند ند و بکتاب و سنت رسول کار کردند (ناسخ التواریخ از مرزا تقی لسان الملک ص ۹۰)

(صاحب عمدۃ الطالب تحت اخبار زید نے اس کی توثیق کی) یعنی کوفہ کے مشہور ترین لوگوں کے گروہ نے جس نے حضرت زید (ابن زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) سے بیعت کی تھی حاضر خدمت ہو کر عرض کیا اللہ آپ پر رحمت فرمائے (ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا میں ان کے حق میں سوائے کلمہ خیر کے اور کچھ نہیں کہتا اور اپنے اہل خاندان سے بھی میں

نے ان کے بارے میں سوائے کلمہ خیر کے کچھ نہیں سنا ...... حاصل یہ کہ حضرت زید نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کسی پر ظلم و ستم نہیں کیا اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر کاربند رہے۔

ثم ان المسلمین من بعدہ استخلفوا بہ امیرین الصالحین عملاً بالکتاب والسنۃ ولم یعدوا السیرۃ ولم یعدیا السنۃ

پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد مسلمانوں نے دو نیک امیروں کو آپؐ کا جانشین (خلیفہ) مقرر کیا جنہوں نے اللہ تعالےٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا۔ اچھی خصلت اختیار کی اور سنت سے تجاوز نہ کیا ظاہر ہے اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہی ہیں۔ (مکتوبات حضرت علی رضی اللہ عنہ، ص۵۲ بحوالہ طبری۔ النجوم الزاہرہ۔ شرح ابن ابی الحدید)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا مکتوب بنام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ، . . .

ترجمہ:۔ تمہارے گمان میں اسلامی فضیلت اور خدا و رسول اللہ کی خیر خواہی میں سب سے افضل خلیفہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ) اور خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، تھے۔ میں حلفیہ کہتا ہوں۔ ان کان مکانہما فی الاسلام تعظیماً۔

بے شک اسلام میں ان کا مقام بہت بلند ہے (مکتوبات علی ص۸۳ بحوالہ عقد الفرید۔ نہج البلاغۃ شرح ابن ابی حدید۔ کتاب الصفین)

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کا مکتوب بنام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ،...

(اے معاویہ) اگرچہ تم شام میں تھے لیکن میری بیعت مدینے میں تم پر لازم آگئی کیونکہ میرے ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کی تھی جنہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے کی تھی اور یہ بیعت بھی اسی خلافت پر تھی جس پر یہ لوگ پہلے خلفا کی بیعت کر چکے تھے۔ اس کے بعد پھر نہ کسی حاضر کو کوئی اختیار باقی رہا اور نہ کسی غائب کو حق استرداد اور حقیقت میں شوریٰ کا حق بھی مہاجرین و انصار ہی کا ہے جب وہ کسی شخص پر اتفاق کریں اور امام بنالیں تو اس کو خدا کی پسند اور رضا سمجھنا چاہیے۔ (مکتوبات علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، الامامۃ والسیاسۃ اخبار الطوال، تذکرہ خواص الائمۃ نہج البلاغۃ۔ شرح ابن حدید وغیرہ)

اس مکتوب میں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے خلافت کے اصول کا ذکر فرمایا ہے کہ

خلیفہ انصار اور مہاجر منتخب کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے خلفاء ثلاثہ کو منتخب و تسلیم کیا۔ خلفاء ثلاثہ برحق تھے۔
جس شخص پر مہاجر و انصار کا اتفاق ہو جائے وہی امام ہوگا جو اللہ تعالےٰ کی رضا اور پسند سمجھا جائے گا
بالفاظ دیگر مامور من اللہ سمجھ کر اس کی اطاعت کی جائے گی اس سے روگردانی ناجائز اور خلاف اسلام
ہوگی۔ (ابوالاحسن رضوی)

کہ خورشید بعد از رسولاں مہہ
نہ تابد برکس ز ابوبکر بہ

(شاہنامہ فردوسی)

(حضورِ اکرمؐ نے فرمایا) کہ یہ آفتاب انبیاء و رُسل کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے
بہتر کسی شخص پر نہیں چمکا)

عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابا بکر
منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفؤاد
(معانی الاخبار لابن بابویہ القمی تفسیر حسن عسکری پارہ اول)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ میرے نزدیک بمنزلہ کان
اور عمرؓ بمنزلہ بصارت و عثمان بمنزلہ دل کے ہیں۔

پس جبرائیل نازل ہوئے اور ان کا قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا اور
از جانب خدا مامور گردانید آنحضرت را کہ ابوبکر را با چہار ہزار سوار مہاجران و انصار بہ
جنگ ایشاں بفرستد۔ (حیات القلوب جلد دوم۔ بحوالہ نصیحۃ الشیعہ ص۲۲۳)

خدا کی طرف سے حضرت کو مامور فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ کو چار ہزار سوار مہاجرین
وانصار کے ساتھ ان سے لڑنے کے لئے بھیجیں۔
یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو انصار و مہاجرین پر سالار لشکر بحکم خدا و حضور
اکرم نے مقرر فرمایا۔
قریش کے ایک نوجوان نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے دریافت کیا یا حضرت
میں نے آپ سے ابھی خطبہ میں فرماتے سُنا ہے۔

اللھم اصلحنا بما اصلحت بہ الخلفا الراشدین فمن ھما قال حبیبای وعمای ابوبکر وعمر اماما الھدیٰ وشیخا الاسلام ورجلا قریش والمقتدی بھما بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اقتدی بھما عصم ومن اتبع آثار ھما ھدی الی صراط مستقیم ۔

ترجمہ: اے میرے اللہ ہم پر اسی طرح مہربانی کے ساتھ کرم فرما جو مہربانی وکرم تو نے خلفاء راشدین پر فرمایا ہے تو وہ خلفاء راشدین کون ہیں؟ حضرت علی نے فرمایا وہ میرے پیارے اور تیرے چچا ہیں۔ ابوبکر وعمر رضوان اللہ علیہم وہ دونوں ہدایت کے امام ہیں اور دونوں اسلام کے پیشوا۔ دونوں قریش کے مردوں سے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت کے مقتداء اور پیشوا جس نے انکی پیروی کی وہ جہنم سے بچ گیا اور جس نے ان کی اقتداء کی اس نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی۔

مختصراً علی (زین العابدین) بن حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عراق حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں برُے الفاظ استعمال کرنے لگے حضرت نے ان سے پوچھا کیا تم مہاجرین اولین سے ہو جو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے گھروں اور مالوں کو چھوڑ آئے جو اللہ اور رسول کی مدد کرتے تھے اور وہ سچے تھے تو ان عراقیوں نے عرض کیا نہیں۔ تو پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم ان میں سے ہو جنہوں نے اپنے ان مہاجر بھائیوں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رکھا تھا اور جو کچھ ان مہاجرین کو دیا گیا تھا اس پر اپنے دل میں کوئی کدورت نہ رکھتے تھے اور اپنے اوپر مہاجرین کو ترجیح دیتے تھے حالانکہ وہ خود بھی حاجت مند تھے تو عراقیوں نے عرض کیا نہیں (یعنی وہ مہاجرین اور انصار میں سے نہیں ہیں) تو آپ نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں (جبکہ تم پہلی جماعتوں میں سے نہیں ہو)

وانا اشھد انکم لستم من الذین قال اللہ فیھم، والذین جاؤ من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین امنوا۔ اخرجو عنی فعل اللہ بکم (کشف الغمہ ۱۹۹ مطبوعہ ایران)

کہ تم ان مسلمانوں میں سے بھی نہیں ہو جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ

وہ مسلمان لوگ جو مہاجرین اور انصار کے بعد آئیں گے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ سبقت لے چکے ہیں اور ایمان والوں کے متعلق ہمارے دلوں میں کسی قسم کا کھوٹ، بغض کینہ حسد یا عداوت نہ ڈال

یہ فرما کر آپ نے حکم دیا کہ میرے یہاں سے نکل جاؤ اللہ تمہیں ہلاک کرے۔

(یعنی حضرت علی زین العابدین رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے نزدیک حضرات شیخین کریمین ابوبکر وعمر رضوان اللہ علیہم کے بدگو منہ لگانے کے قابل نہیں۔

ان علیاً علیہ السلام قال فی خطبتہٖ خیر ھذہٖ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر و عمر [۱]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں سب سے افضل ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، ہیں۔

بعض روائتوں میں تفصیلاً آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو اطلاع ملی کہ ان رجلاً تناول ابابکر و عمر بالشنیعۃ فدعی بہ و تقدم بعقوبۃ بعد ان شہد وا علیہ بذالک (حوالہ مذکور)

ایک شخص نے حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی شان میں سبّ کیا ہے تو آپ نے اسکو طلب فرما کر بعد شہادت سزا دی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کا فرمان۔

فی ابی بکر رحم اللہ ۔ ابابکر کان و اللہ للفقرا رحیماً و للقران تالیاً وعن المنکر ناھیاً والدِ ینہٖ عارفاً و من اللّٰہ خائفاً وعن منہیات زاجراً و بالمعروف آمراً و باللیل قائماً و بالنہار صائماً فاق اصحابہ ورعاً وکفافاً وسادھم زھداً وعفافاً فغضب اللّٰہ علی من ینقصہ ویطعن علیہ (ناسخ التواریخ ج ۵ کتاب ۲ ص ۱۴۳ - ۴۴)

اللہ تعالےٰ ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، پر رحمت فرمائے اللہ کی قسم وہ فقیروں کے لئے رحیم تھے۔ قرآن کریم کی ہمیشہ تلاوت کرنے والے بری باتوں سے منع کرنے والے دین کے عالم اللہ سے ڈرنے والے برے کاموں سے منع کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے۔ تمام صحابہ پر پرہیزگاری اور تقویٰ میں فوقیت رکھنے والے دنیا سے بے رغبتی اور پاکدامنی میں سب سے

بڑھے ہوئے تھے ان کی تنقیص شان کرنے والے اور ان پر طعن کرنے والے پر اللہ کا غضب ہو۔

بزمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق حضرت علی اور انکی اولاد سے تعلقات: حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان ابوبکر و عمر و عثمان کا نوا یرفعون الحدود الی علی بن ابی طالب علیہ السلام

(جعفریات مطبوعہ طہران ص۱۴۳)

بے شک ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم نے حدود کے فیصلے (اپنے اپنے زمانہ خلافت میں) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر رکھے تھے۔

وکان من یؤخذ الفقہ فی ایام ابی بکر علی بن ابی طالب۔ عمر بن خطاب معاذ بن جبل۔ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت و عبد اللہ بن مسعود،

(تاریخ لیعقوبی احمد بن یعقوب بن جعفر)

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں (حضرات) علی عمر معاذ ابی بن کعب زید عبد اللہ (رضوان اللہ علیہم) سے فقہی مسائل دریافت کئے جاتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں "الصہبا" نامی ایک لونڈی غنائم قبائل بنی تغلب سے حاصل ہوئی جو آپ نے حضرت علی کو عطا فرمائی جس سے ایک لڑکا عمر اور لڑکی رقیہ توام پیدا ہوئے یہ لونڈی حضرت خالد بن ولید لائے تھے۔

واما عمر و رقیۃ فانھما سبیۃ من تغلب یقال لھا الصھبا سبیت فی خلافۃ ابی بکر و امارۃ خالد بن ولید بعین التمر

(شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید اولاد علی) (عمدۃ الطالبین فی انساب آل ابی طالب)

محمد بن حنفیہ امہٗ خولۃ بنت جعفر بن قیس وھی من سبی اھل الردۃ (عمدۃ الطالب)

جنگ یمامہ میں خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر سرکردگی خولہ بنت جعفر بن قیس قید ہو کر آئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کو عنایت فرمائی جس سے محمد بن حنفیہ تولد ہوئے۔

در روایات شیعه وارد شدہ است کہ چوں اسیراں را بہ نزد ابوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ آوردند مادر محمد بن حنفیہ آنہی بود (حق الیقین ملا محمد باقر مجلسی)

شیعہ روایات کے مطابق جب (اہل ردہ) کے اسیروں کو ابوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ کے پاس لایا گیا تو محمد بن حنفیہ کی والدہ انہیں میں سے تھی۔ (جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی گئی) جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ نے غزوہ روم کا قصد فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مشورہ طلب کیا ہر ایک نے اپنی اپنی رائے دی۔ حضرت علیؓ نے کہا۔

فاشار ان یفعل فقال ان فعلت ظفرت فقال بشرت بخیر ہ (تاریخ یعقوبی)

تو انہوں نے یہ کام کر ڈالنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ آپ (انشاء اللہ تعالٰے) ظفریاب ہونگے جس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا آپ نے اچھی بشارت دی۔

ناسخ التواریخ میں بھی تفصیلاً یہی لکھا ہے۔

مروی عن جعفر بن محمد انہ کان یتولاھما ویاتی القبر فیسلم علیھما مع تسلیمہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(کتاب الشافی سید مرتضٰی الہدیٰ و شرح نہج البلاغۃ لابن الحدید)

یعنی حضرت جعفر الصادق حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے دوستی و مودت رکھتے تھے۔ جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضری دیتے تو حضور اکرم کے ساتھ ان پر بھی سلام پیش کرتے۔

جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالٰے عنہ نے ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کا ارادہ کیا اور حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰے عنہ کو حکم فرمایا۔

اے ابوتراب اٹھو۔ گھر والوں کو تم نے اپنی جگہ سے جُدا کیا ہے جاؤ ابوبکر و عمر و طلحہ رضوان اللہ علیہم کو بلالاؤ پس جناب امیر گئے اور ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہم کو بلالائے۔

(اردو جلاء العیون جلد اول ص۳۱۱)

یعنی گھریلو جھگڑوں میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالٰے عنہ،

کے نزدیک ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما بہترین مصالحت کرنے والے تھے۔

حضرت علی کی اولاد کے نام۔ ابوبکر :

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے تینوں بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان رکھے جن میں ابوبکر و عثمان کربلا میں حضرت امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے۔ (تاریخ سلاطین اسلام ص۲۹ بحوالہ فیض الاسلام علی مرتضیٰ نمبر ۶۳)

قاسم فرزند حسن کو مع اکیس نفر اصحاب و اہل بیت کے اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے کہ ان میں سے ابوبکر و محمد عثمان عباس فرزنداں امیر المومنین . . .

(جلاء العیون جلد دوم ص۱۴۲)

شہادت فرزندان جناب امیر . . . . اول عبداللہ فرزند جناب امیر کہ ان کو ابوبکر کہتے ہیں میدانِ کارزار میں پہنچے ان کے بعد عمر بن علی ان کے برادر بزرگ نے عزم میدان کیا۔ ان کے بعد عثمان بن علی میدان میں گئے۔ (ص۱۹۰)

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند ابوبکر کا ذکر مقاتل الطالبین، کتاب الارشاد شیخ مفید، کشف غمہ، عمدۃ الطالب اور جلاء العیون وغیرہ میں ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک لڑکے کا نام ابوبکر (مسعودی)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک لڑکے کا نام ابوبکر (تاریخ یعقوبی وقمی)

حضرت موسیٰ کاظم کے لڑکے کا نام ابوبکر (کشف الغمہ)

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ان کے فرزندوں نے اپنی اولاد کے نام بوجہ اس خصوصی محبت کے جو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ ان بزرگوں کی تھی۔ ابوبکر رکھے۔

اجماع بر خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

خدا ایشان را از گرسنگی کشد و ایشان را بر گمراہی جمع نمی کند۔

(حیات القلوب ملا باقر جلد ۲ ص۱۴۳/۲)

یعنی اللہ تعالےٰ امت محمدیہ کو بھوک سے ہلاک نہ فرمائے گا اور نہ ہی گمراہی پر جمع کرے گا اس سے اجماع امت کو برحق ثابت کیا گیا اور حضرت ابوبکر صدیق کی افضلیت۔ صداقت۔ خلافت اور جملہ صفات

حسنہ وخصائص پر اجماع امت ہے۔

بے شمار مہاجرین وانصار امر خلافت ظاہر ہیں ابوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ خلیفہ قرار پائے۔۔۔۔
اور اکثر مہاجرین وانصار نے ابوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے بیعت کر لی۔

(جلاء العیون اردو جلد اول ص۲۰۱)

مردم اتفاق کردہ است کہ حضرت رسول را در بقیع۔ دفن کنند وابوبکر پیش ایستد وبہ آنحضرت نماز کنند (حیات القلوب ۲/۶۸۸)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰے عنہ کی امامت پر اتفاق مسلم ہے اور یہ کہ وہ جنازہ حضور اکرم کے وقت خود موجود تھے)

حضرت علی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے اپنے جانشین کے بارے وصیت فرمانے کے لئے عرض کیا گیا تو فرمایا کہ جب حضور اکرم نے اپنی خلافت کی وصیت نہیں فرمائی تو میں کیسے وصیت کروں۔ البتہ حضور اکرم نے یہ فرمایا کہ اللہ نے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو میرے صحابہ کا اجماع میرے بعد ان میں سے سب سے اچھے شخص پر ہو جائے گا۔

قال ما اوصیٰ رسول اللہ علیہ وسلم فاوصی ولکن قال ان اراد اللہ خیراً فیجمعہم علی خیرھم بعد نبیھم (تلخیص الشافی ۲/۳۷۲)

جیسا کہ نبی کے بعد سب سے اچھے آدمی پر اجماع ہو گیا۔

حضور اکرم نے فرمایا بے شک میری امت متفرق ہو گی بہتر فرقوں پر۔ اکہتر فرقے ہلاک ہوں گے اور ایک فرقہ نجات پائے گا۔ لوگوں نے پوچھا۔

یا رسول اللہ من تلک الفرقۃ قال الجماعۃ الجماعۃ الجماعۃ

خصال ابن بابویہ مطبوعہ طہران جلد ۲ ص۱۴۱

یا رسول اللہ وہ نامی فرقہ کون سا ہوگا تو آپ نے فرمایا جماعت۔ جماعت۔ جماعت

الزموا سواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ وایاکم والفرقۃ۔ فان الشاذ من الناس للشیطان کما ان الشاذ من الغنم للذئب الا من دعا الی ھذا شعار فاقتلوہ ولو کان تحت عمامتی ھذا۔

بڑے گروہ کے ساتھ ملے رہو۔ جماعت کو خدا کی تائید حاصل ہوتی ہے خبردار! فرقہ بندی سے بچے رہنا جو شخص جماعت سے الگ ہو جاوے وہ شیطان کے قابو میں آجاتا ہے جیسے ریوڑ سے الگ بکری بھیڑیئے کی غذا بن جاتی ہے۔ خبردار! جو شخص فرقہ بندی کا داعی ہو اسے قتل کردو اگرچہ وہ میری ہی دستار کے نیچے ہو۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قول کے مطابق جماعت کے ساتھ وابستگی لازمی اور علیحدگی ناجائز اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت پر اجماع امت اظہر من الشمس۔ لہذا اس کا منکر واجب التعزیر ہوا۔ (ابوالاحسن رضوی)

امامت و خلافت:۔ قوم کی امامت وہ کرائے جو ان سب میں قرآن زیادہ پڑھا ہوا ہو۔ اگر اس وصف میں برابر ہوں تو جو ہجرت میں مقدم

خلافت راشدہ:۔ ہو۔ اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو۔ اور اگر عمر میں بھی برابر ہوں تو جو سنت پیغمبر میں زیادہ عالم ہو اور تفقہ دینی میں اسے برتری حاصل ہو۔

(ترجمہ فروع کافی جلد ا صد ۲۲ لکھنو)

فلما اشتد به المرض امر ابا بکر ان یصلی بالناس بعد ذالک یومین

ترجمہ:۔ جب آنحضرت پر مرض کی تکلیف زیادہ ہو گئی تو آپ نے ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ دو یوم تک نماز پڑھاتے رہے۔ (در نجفیہ شرح نہج البلاغت مطبوعہ ایران صد ۲۲۵)

لقد امره رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوٰۃ بالناس وهو حیّ

(نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید جزء ۷/۲)

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبکہ زندہ تھے تو ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

ثم قام وتهيأ للصلوٰۃ وحضر المسجد وصلی خلف ابی بکر:۔

(احتجاج طبرسی صد ۴ و تفسیر قمی)

پھر (حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ) اٹھے اور نماز کی تیاری کر کے مسجد حاضر ہوئے اور

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ (مذکورہ مضمون)

مرآۃ العقول شرح الاصول والفروع محمد باقر اصفہانی صفحہ ۳۸۸

قرآن مجید مترجم از مقبول احمد ضمیمہ صفحہ ۱۴

جماعت اہل دین نے عقب میں ان کے (ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ) صف باندھی چنانچہ شاہ لافتیٰ (حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ) بھی تھے۔ (غزوات حیدری اردو صفحہ ۶۲۷)

اس کتاب میں پہلے تو چاروں خلفاء راشدین ابوبکر عمر عثمان علی رضوان اللہ علیہم کی حکومتوں کا ترتیب وار ذکر ہے (الفخری اردو مؤلفہ محمد علی ابن علی بن طبا طبا اثنا عشری شیعہ م ۷۰۹ھ)

"خلافتِ راشدہ کا اندازِ حکومت:- پہلی چار خلافتیں ..... ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان۔ علی ابن ابی طالب (رضوان اللہ علیہم) ہر حیثیت سے دُنیوی جاہ کی بہ نسبت دینی مرتبے سے زیادہ مشابہ تھیں ..... سیرۃ کا یہ انداز دُنیوی بادشاہوں جیسا نہیں بلکہ نبوت اور اخرویت سے زیادہ مشابہ ہے۔ (الفخری صفحہ ۳۲-۳۴)

خلافتِ راشدہ: سب سے پہلی (اسلامی) حکومت یعنی خلفائے اربعہ کی حکومت کی ابتداء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شروع ہوئی یعنی ابوبکر بن ابی قحافہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کی بیعت سے آغاز ہوا جو ۱۲ھ میں ہوئی اور اختتام امیر المومنین علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) کے قتل ہونے کے بعد ہوا جو ۴۰ھ میں واقع ہوا یہ خوب سمجھ لیجئے کہ یہ حکومت دنیوی حکومتوں کے طرز پر نہ تھی اور یہ نبوی امور اور اُخروی احوال سے زیادہ مشابہ تھی۔ حق یہ ہے کہ اس حکومت کا انداز انبیاء کا انداز اور اس کا طرز اولیاء کا طرز رکھتا تھا۔ اور فتوحات بڑے بڑے فرمانرواؤں کی سی تھیں۔ ان کی زندگی میں جفاکشی تھی کھانے پینے میں انتہائی اختصار تھا۔ ... ان کا کھانا معمولی سے معمولی فقیروں جیسا تھا ..... ان خلفاء کا کھانا اور کپڑے میں یہ اختصار نہ کسی محتاجی کی وجہ سے تھا اور نہ اس لئے کہ انہیں عمدہ کھانا اور کپڑا نصیب نہ ہوتا تھا۔ بلکہ یہ اس لئے تھا کہ غریب رعایا کی امداد اور اپنی شہوات نفس کو دبانا مقصود تھا اور وہ ریاضت کے طور پر اس زندگی کے عادی بننا چاہتے تھے ورنہ

انمیں سے ہر ایک کے پاس کافی دولت نخلستان۔ باغ اور دوسرے سامان موجود تھے یہ سب کچھ نیکی اور تقرب خداوند کی راہ میں صرف کر دیتے تھے۔ ان خلفاء کی فتوحات اور جنگوں کا کیا ٹھکانہ ہے ان کے گھوڑے افریقہ اور خراسان کی آخری حدوں تک پہنچ گئے اور دریاؤں کو عبور کر گئے (الفخری ص ۹۱-۹۲)

یہ پہلی اسلامی حکومت تھی (خلافت صدیقی) اس میں پہلی جنگ اہل ردہ (مرتدین) کی جنگ تھی۔۔۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان مرتدین کے ہر گروہ کے لئے ایک ایک جیش تیار کیا۔ جو جا کر ان سے برسر پیکار ہوا۔ فتح اسلامی لشکروں کو ہوئی اور ان مرتدین کو قتل یا قید کیا گیا۔ جو بچ گئے وہ اسلام لے آئے اور زکوٰۃ ادا کرنے لگے (الفخری ص ۹۳)

(بسلسلہ مسلیمہ کذاب وسجاح)

جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یہ اطلاع ہوئی تو آپ نے ایک جیش اسلامی کو جس کے امیر خالد بن ولید تھے بھیجا جنگ ہوئی اور ایسی خونریز جنگ ہوئی جو اہل اسلام نے اب تک نہ دیکھی تھی۔ بالآخر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور مسیلمہ قتل کیا گیا۔ اور اسی غلبے کا نتیجہ فتح شام بھی تھی۔ (الفخری ص ۹۴)

میرے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے) بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہوں گے۔ (حیات القلوب ۲/۵۵۹)

حدیث: نبی کریم کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ایک دن غمگین بیٹھی تھیں۔ نبی علیہ السلام نے ان کو غمگین پاکر فرمایا کیا تم کو ایک خوشخبری نہ سناؤں میری وفات کے بعد میرے جانشین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے بعد تمہارے والد عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) انکے جانشین ہونگے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا! میرے اللہ علیم وخبیر نے مجھے بتلایا۔

(تفسیر صافی۔ بحوالہ تفسیر قمی۔ تفسیر ہانی۔ تفسیر مجمع البیان۔ حیات القلوب (زیر سورہ تحریم) بحوالہ تحفۃ الشیعہ ص ۳۸۴)

امام جعفر صادق نے ایک شخص کے جواب میں فرمایا۔ دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) عادل امام تھے۔ حق پر ہی زندگی گزاری اور حق پر ہی دنیا سے تشریف لے گئے۔ قیامت

کے دن دونوں پر رحمت ہو۔ (احقاق حق ص۱۶)

حضرت علی کی اقتداء حضرت صدیق :-

کشیدند صف اہل دین از قضا
دراں صف ہم استاد شیر خدا

یعنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے جب اہل دین نماز کے لئے صف بستہ ہوئے تو ان میں حضرت علی شیر خدا بھی کھڑے ہوئے (حملہ حیدری ج۲ ص۲۰۹)

پھر وہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اٹھے اور نماز کے قصد سے وضو فرما کر مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز میں کھڑے ہو گئے (ضمیمہ حاشیہ مقبول احمد شیعی ص۱۸۳)

حضر المسجد وصلی خلف ابی بکر (مرآۃ القول شرح اصول)

حضرت علیؓ مسجد میں حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

ثم قام وتھیأ للصلوٰۃ وحضر المسجد وقف خلف ابی بکر وصلی (تفسیر قمی علی بن ابراہیم)

پھر (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اٹھے اور نماز کی تیاری کی اور مسجد نبوی میں حاضر ہو کر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

قام تھیأ للصلوٰۃ وحضر المسجد وصلّی خلف ابی بکر (احتجاج طبرسی ص۵۳)

بہ ارادہ نماز (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اٹھے اور مسجد میں حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی

(کان علی علیہ السلام فیصلی فی مسجد الصلوٰت الخمس

(کتاب السلیم بن قیس العامری الہلالی)

حضرت علی علیہ السلام نماز خمسہ مسجد میں پڑھتے تھے۔

وان ادعی صلوٰۃ مطھر للاقتداء فذالک مسلّم لانہ الظاھر (تلخیص الشافی)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھنا مسلم ہے۔ کیونکہ یہ بالکل ظاہر ہے۔

بیعت حضرت علیؓ :

ثم تناول ید ابی بکر فبایعہ (احتجاج طبرسی مطبوعہ نجف ص۵۰)

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی۔

قال اُسامۃ لہ ھل بایعتہ فقال نعم یا اسامہ

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے پوچھا کیا آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے ہاتھ پر بیعت کر لی ؟ تو آپ نے فرمایا ہاں اسامہ۔ (ایضاً صہ ۵۶)

ثم مدیدہ فبایعہ (الشافی شریف مرتضیٰ)

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے اپنا ہاتھ پھیلایا۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت کر لی۔

فالظاھر الذی لا اشکال فیہ انہ علیہ السلام بایع سدا للشر وفراراً من الفتنۃ۔

پس ظاہر وجہ جس پر کوئی اشکال نہیں اس بیعت کی یہ ہے کہ علی علیہ السلام نے ذصدیب . . . ہاتھ پر بیعت کر لی تاکہ شر رفع ہوا ور فتنہ وفساد سے دوری ہو۔

عجیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے گھر میں تھے کسی نے آکر بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیعت کے لئے مسجد میں بیٹھے ہیں آپ قمیض پہنے بغیر چادر لئے فوراً بایں خوف مسجد میں آئے کہ دیر نہ ہو جائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے پاس پہنچ گئے۔ (طبری جلد ا حصہ سوم)

بیعت حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، (بدست ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ،) کے بارے میں شرح نہج البلاغۃ درہ نجفیہ۔ کشف الغمہ۔ حق الیقین۔ فروع کافی کتاب الروضہ میں موجود ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے حضرت حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو وصیت فرماتے وقت کہا:۔ فقد نظرت فی اعمالھم۔ وفکرت فی اخبارھم وسیرت فی آثارھم۔ حتیٰ عدت کاحدھم۔ (نہج البلاغۃ جلد ۲)

میں نے (خلفائے ثلاثہ) کے اعمال پر نظر کی۔ ان کی اخبار پر غور وفکر کیا۔ ان کے نقشِ قدم پر چلا حتیٰ کہ میں بھی ان کی طرح (خلیفہ) ہوا۔

حضرت امام باقر فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی بیعت کر لی۔ (فروع کافی کتاب الروضہ صہ ۱۳۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے حضرت سلمان فارسی کو فرمایا۔ بیعت کن با ابوبکر پس سلمان بیعت کرو۔ (حیات القلوب جلد دوم)

یعنی اے مسلمان! ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیعت کرو پس انہوں نے بیعت کی۔

مسجد نبوی کے درمیان مجمع عام میں علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے کھڑے ہوکر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کی عظمت اور ان کی فضیلت ان کی سبقت فی الاسلام بیان کرکے بیعت کرلی۔

پس لوگ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے پاس آئے اور کہا ابوالحسن تم نے اچھا کیا اور خوب کیا۔

(تحفۃ الاحباب فی تاریخ الاصحاب سید ذاکر حسین جعفر صـ۱۴)

(بحوالہ فیض الاسلام علی المرتضیٰ نمبر صـ۷۴)

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے بیعت ہونے کے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے بار بار اعلان کیا کہ، میں تم سے بیعت توڑتا ہوں۔ ہے کوئی تم میں مجھ سے کراہت کرنے والا؟ ہے کوئی تم میں سے مجھ سے بغض رکھنے والا؟ پس ہر بار سب سے پہلے حضرت علی کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے۔ خدا کی قسم ہم تم سے بیعت نہیں توڑنے دوں گا اور نہ تم کو ہرگز اپنی بیعت فسخ کرنے دوں گا (تحفۃ الاحباب مذکور)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، اپنی بزرگی اور اپنے اثر ورسوخ کی بناپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین منتخب کرلئے گئے۔ آپ کی دانائی فراست اور اعتدال پسندی مسلّم تھی۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے انتخاب کو حضرت علی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان نے تسلیم کرلیا۔ (تاریخ اسلام امیر علی جسٹس صـ۲۲)

ترجمہ: پس اس وقت میں خود چل کر ابوبکر کے پاس گیا اور ان کی بیعت کرلی۔ اور ان حوادث کا یہاں تک مقابلہ کیا کہ باطل (فتنہ ارتداد) راہ سے ہٹ گیا اور بھاگ گیا۔ اللہ کا کلمہ بلند ہوا خواہ کافر اسے ناپسند کریں۔ ابوبکر ان امور کے والی رہے اور انہوں نے درستی اعتدال اور میانہ روی کا طریق اختیار کیا اور میں خیر خواہی میں ان کا دوست رہا۔ . . . ان کا کوشش سے فرمانبردار رہا اور مجھے کبھی طمع پیدا نہ ہوئی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو کوئی حادثہ پہنچے اور امر خلافت جس کی میں نے بیعت کی ہے میری طرف لوٹ آئے۔

ترجمہ خطبہ کتاب منار الھدیٰ مؤلفہ شیخ علی البحرانی صـ۳۷۳۔ بحوالہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے برضا و رغبت بیعت)

جنگ نہروان کے خاتمہ پر حضرت ابو بکر عمر عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حجر بن عدی، عمرو بن الحمق، عبد اللہ بن وہب الراسی نے رائے پوچھی تو آپ نے فرمایا۔ میں تم کو ایک تحریر دوں گا جس میں ان کے بارے میں بیان کر دوں گا تو وہ تحریر میرے ساتھیوں کو پڑھ کر سنا دینا۔

اس تحریر میں بھی مذکورہ بالا بیان موجود ہے۔

الامامۃ والسیاسۃ۔ نہج البلاغۃ۔ بحوالہ حضرت علی کے منسوبات ص۲۰۹ لاجرم نزدیک ابو بکر رفتم وباو بیعت کردم (ناسخ التواریخ جلد سوم)

میں نے ابو بکر کے پاس جا کر بیعت کر لی۔

فبایعت ابا بکر کما بایعتموہ وکرھت ان اشق عصا المسلمین۔

(امالی شیخ طوسی ۲/۱۲۱ طبع نجف)

میں نے ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیعت کی جیسے تم نے کی اور مسلمانوں کی لاٹھی کو توڑنا مکروہ جانا۔ جنگ جمل کے بعد تقریر)

تزویج فاطمہ و کردار صدیقی

ابو بکر و عمر و سعد بن معاذ رضوان اللہ علیہم نے کہا اٹھو حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس چلیں اور ان سے کہیں فاطمہ کی خواستگاری کرو۔ اگر تنگدستی مانع ہو تو ہم ان کی مدد کریں۔ . . . حضرت علی نے کہا لیکن مجھے تنگدستی اس امر کے اظہار سے شرم دلاتی ہے۔ ان لوگوں نے جس طرح ہوا حضرت کو راضی کیا۔

(اُردو جلاء العیون ص۱۶۹ جلد اول، وبحار الانوار ملا باقر مجلسی)

جناب امیر نے فرمایا ابو بکر و عمر میرے پاس آئے اور کہا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جناب فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خواستگاری کیوں نہیں کرتے؟ (جلاء العیون جلد اول ص۱۶۷ وکتاب الامالی الشیخ ابی جعفر الطوسی)(مختصراً) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ہی حضرت فاطمہ کے رشتہ کے بارے میں عرض کرنے کی ترغیب دی ورنہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی جرات ہی نہ تھی (الزہرا مصنفہ خان بہادر اولادِ حیدر فوق ص۲۱)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ اے علی اٹھو اور اپنی زرہ بیچ ڈالو۔

یہ سن کر میں گیا اور زرہ فروخت کر کے اس کی قیمت حضرت کی خدمت میں لایا۔ . . پھر ان میں سے (حضور اکرمؐ) نے دو مٹھیاں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیں کہ بازار میں جا کر کپڑا وغیرہ جو اثاثِ اہلِ بیت درکار ہے لے آ عمار بن یاسر اور ایک جماعت صحابہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد بھیجا اور سب بازار پہنچے ان میں سے جو شخص چیز لیتا تھا ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مشورہ سے لیتا تھا۔

جب سب اسباب خرید چکے ابو بکر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) اور سب اصحاب مذکورہ سے کر حضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ جلا العیون جلد اول اُردو صفحہ ۱۷۲)

ترجمہ۔ جب میں نے (حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ) چار سو درہم (حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے لے لئے اور زرہ حضرت عثمان سے چکے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے کہا کہ یہ زرہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے پس میں زرہ اور درہم لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آیا اور زرہ اور درہم آپ کے آگے رکھ دیے۔ حضرت عثمان کا یہ سارا ماجرا عرض کر دیا تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر کی اور ایک مٹھی بھر کر ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو بلا کر ان کے حوالے کی کہ بازار سے میری بیٹی (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے لئے مناسب سامان لاؤ۔ (کشف الغمہ ۱۰۷ ترجمہ رسالہ شان عثمان صلا)

اللہ تعالےٰ نے مجھے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) حکم دیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کا نکاح میں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے کر دوں۔ پس تم ابو بکر عمر عثمان علی طلحہ زبیر رضوان اللہ علیہم اور اتنے انصار کو میرے پاس بلا لاؤ میں ان کو لے آیا اور وہ آ کر بیٹھ گئے . . . . تو رسول کریمؐ نے خطاب فرمایا . . . میں تم کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میں نے فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیا (کشف الغمہ ص ۱۰۱)

شان عثمان صلا

چو بگذشت چندے بدیں داوری
یکے روز افتند . نزد علی را
زیاراں مخصوص او چند تن
بگفتند اے شمع انجمن
دریں کار خیر او ریت تراست
سکونت دریں خطبہ چندی چراست

رو از خدمت سید انبیاء

بکن خواستگاری خیر النساء

بپاسخ چنیں گفت یعسوب دین

کہ دارم دو مانع برآمدام این

نخست آنکہ شرم آیدم از نبی

دوم خامشتم کردہ دست تہی

بترغیب یاران علی ولی

بروز دگر رفت نزد نبی

(حملہ حیدری مرزا باذل جلد اول)

ان تمام حوالہ جات نیز دیگر کتب۔ الامالی شیخ ابی جعفر طوسی، مناقب خوارزمی، مناقب ابن شہر آشوب، کشف الغمہ بحار الانوار، وغیرہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کا نکاح حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بترغیب حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم ہوا اور حق مہر کی رقم حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے ادا فرمائی اور یہی لوگ نکاح کے گواہ قرار پائے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بمشورہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، یہ نکاح کیا۔ اور جب حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، اور حضرت فاطمۃ الزہرا میں تنازعہ ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، و حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو ہی تصفیہ کے لئے بلوایا۔

قصۂ باغ فدک و ابو بکر صدیق

حضرت جعفر الصادق سے روایت ہے کہ

ان العلماءٗ ورثۃ الانبیاء ان الانبیاء

لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثھم

(اصول کافی کتاب العلم مطبوعہ لکھنؤ ۳۲)

انبیاء کے وارث علماء ہیں اس لئے کہ انبیاء نے میراث نہیں دی درہم و دینار میں اور نہیں میراث دی انہوں نے مگر احادیث۔

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک سے تمہارا قوت رکھ لیتے تھے اور باقی کو تقسیم کردیتے اور اٹھاتے تھے اس میں سے اللہ کی راہ میں اور تمہارے لئے ..... میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ فدک میں وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے۔ تو اس پر فاطمہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں اور فدک میں اسی پر عمل کرنے کا ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ، سے عہد سے لیا۔ اور ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ، فدک کی پیداوار کو لیتے تھے اور جتنا اہل بیت کا خرچ ہوتا تھا ان کے پاس بھیج دیتے تھے۔ پھر ابوبکر کے بعد کے خلفاء نے یہی کیا۔ یعنی حضرت عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم نے۔ نہج البلاغت شرح مطبوعہ طہران ج ۳، (درہ نجفیہ شرح نہج البلاغۃ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ، نے حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا سے فرمایا۔

واموال و احوال خود را از تو مضائقہ نمی کنم۔ آنچہ خواہی بگیر۔ تو سیدہ امت پدر خود ی و شجر طیبہ از برائے فرزندان خود انکار فضل توکسے نمی تواند کرد۔ وحکم تو نافذ است در اموال من اما در مسلمانان مخالفت پدر تو نمی توانم کرد (حق الیقین فروع کافی جلد ثالث کتاب العصایا)

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ، نے فرمایا کہ تم میرے مال سے جو چاہو لے سکتی ہو۔ اور تمہارا حکم میرے مال میں نافذ ہے لیکن مسلمانوں کے مال میں آپ کے والد کے طریق کے خلاف نہیں کرسکتا۔

ترجمہ :۔ کثیر النواؑ کہتا ہے کہ میں نے ابی جعفر محمد بن علی (امام باقر) سے عرض کیا کہ اللہ مجھے آپ پر قربان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ فرمائیں کہ کیا ابوبکر و عمر نے آپ کے حقوق میں کچھ ظلم کیا یا آپ کے حق کو ضائع کیا۔ فقال لا فرمایا نہیں اس ذات کی قسم جس نے اپنے بندے تمام عالم کے نذیر (یعنی رسول کریم) پر قرآن مجید اُتارا ما ظلمنا من حقنا مثقال حبۃ من خردل ہمارے حقوق کے متعلق ان دونوں نے ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ظلم نہیں کیا۔

پھر میں نے عرض کیا کیا میں ان دونوں کے ساتھ دوستی رکھوں فرمایا ہاں! تو ان دونوں کے ساتھ دنیا و آخرت میں دوستی و محبت رکھ۔ (بروایت ابوبکر جوہری شیعہ شرح نہجۃ البلاغۃ۔

ابن ابی الحدید۔ بحث فدک، قال زید (بن علی بن حسین) لو رجع الامر الیّ لقضیت فیہ لقضاء ابی بکر (شرح نہجۃ البلاغۃ حدیدی)

حضرت زید نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر یہ معاملہ فدک میری طرف آتا تو میں بھی ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے فیصلہ کے مطابق ہی فیصلہ کرتا۔

ابوبکر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) غلہ وسود آں گرفتہ بقدر کفایت باہل بیت علیہم السلام میدادو خلفاء بعد از وہم برآن اسلوب رفتار نمود (شرح فارسی نہج البلاغۃ از فیض الاسلام علی نقی)

فلما وصل الامر الی علی بن ابی طالب کلم فی رد فدک فقال انی لا ستحیی من اللہ ان ارد شیئا منع منہ ابوبکر و امضاہ عمر

(الشافی فی الامامۃ سید مرتضیٰ، علم الہدیٰ و شرح۔ نہجۃ البلاغۃ ابن الحدید)

فدک کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے فرمایا مجھے اللہ تعالےٰ سے حیاء آتی ہے کہ میں اس چیز کو لوٹا دوں جس کو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) نے منع کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے بھی جاری رکھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا میرے ماں باپ تم پر قربان تم میرے نزدیک صادقہ ہو اور امینہ ہو اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فدک کے معاملہ میں کوئی وعدہ وعید کیا تھا تو میں اس کو تسلیم کرنے کو تیار ہوں تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ، نے فرمایا لم یعہد الیّ فی ذالک (شرح ابن الحدید)
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ساتھ فدک کے معاملہ میں کوئی وعدہ نہیں فرمایا۔

وفات حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا و خدمات حضرت ابوبکر صدیق

وکان (علی) یمرضہا بنفسہ وتعینہ علی ذالک اسماء بنت عمیس رحمہما اللہ
(امالی شیخ ابی جعفر محمد بن حسن الطوسی)

پس حضرت بوصیت او عمل نمودہ خود متوجہ تیمار داری او بود اسماء بنت عمیس آن حضرت را دریں امور معاونت می کرد (جلاء العیون ملا باقر مجلسی)

یعنی حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بیماری کی حالت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کی زوجہ محترمہ اسماء بنت عمیس نے تیمار داری کی۔ وکان علیؓ یصلی فی المسجد الصلوات الخمس فلما صلی قال لہ ابوبکر وعمر کیف بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ان ثقلت فسالا عنہما

کتاب السلیم بن قیس مطبوعہ حیدریہ نجف)

جب حضرت علی پانچوں وقت مسجد میں نماز پڑھتے تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، ان سے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مزاج پرسی فرماتے۔

حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کو وصیت فرمائی کہ بعد وفات ان کی نعش کے لئے اس قسم کا تابوت بنایا جاوے کہ کپڑے کے نیچے بھی ان کے جسم کی حالت معلوم نہ ہو اور ان کو غسل بھی وہی دیں۔ اسلام میں یہ پہلا تابوت تھا جو اسماء بنت عمیس نے تیار کروایا۔ لہٰذا حضرت اسماء نے تیمار داری کے بعد تابوت بنوایا اور غسل دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حضرت بی بی فاطمہ کی وصیت پر عملدرآمد کرنے کا حکم دیا

(جلاء العیون جلد اوّل اُردو صفحہ ۲۲)

کہ حضرتِ اسماء زوجہ ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔ کتاب مناقب ابن شہر اشوب اور کشف الغمہ میں بھی موجود ہے۔

حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا کی وفات پر۔

فاقبل ابوبکر وعمر تعزیان علیا ویقولون لہ یا ابا الحسن لا تسبقنا بالصلوۃ علی ابنۃ رسول اللہ

ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے تعزیت کی اور کہا کہ دخترِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز جنازہ میں جلدی نہ کرنا۔ (کتاب سلیم بن قیس الہلالی عامری۔

وفات حضرت ابوبکر صدّیق

خلفائے راشدین میں سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ، کی وفات ہوئی ۱۳ھ میں آپ نے طبعی موت سے مدینہ میں وفات پائی۔ مرض یہ تھا کہ غار میں جو آپ کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اس کے زہر کا اثر نمایاں ہوگیا تھا آپ اپنی دختر اور زوجِ رسولؐ یعنی عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے حجرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے۔

آنحضور کی وفات اسی حجرہ میں ہوئی تھی۔ اور یہیں سپرد خاک بھی کئے گئے تھے ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، بھی آپ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ آپ نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کو اپنے بعد نامزد کر کے امت کا خلیفہ بنایا۔ الفخری صفحہ ۱۱۹)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے وفات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر طویل خطبہ دیا اور آپ کے فضائل بیان کئے (شرح نہجۃ البلاغۃ)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں نے اپنے میں سے دو نیک آدمیوں کو خلیفہ بنایا دونوں (ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما) نے قرآن کریم اور سنت نبوی اور اسوۂ حسنہ پر عمل کیا۔ کوئی کام سنت کے خلاف نہیں کیا پھر وفات پاگئے اللہ ان پر رحم کرے۔ (ناسخ التواریخ ۱۴۴/۲)

خدا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر رحم کرے اس نے کجی کو سیدھا کیا اور جہالت کا علاج کیا اور سنت رسول کو قائم کیا بدعت کو پیچھے چھوڑا۔ دنیا سے پاک دامن اور کم عیب ہو کر گزر گیا۔ خوبی کو پالیا، شر و فساد سے پہلے ہی چلا گیا۔ خدا کی بندگی کا حق ادا کیا اور تقویٰ کو جیسا کہ چاہیے تھا اختیار کیا اور فوت ہوگیا (ترجمہ نہج البلاغۃ صفحہ ۲۵/۱ مطبوعہ بیروت)

حضرت ابوبکر صدیق کا جب انتقال ہوگیا تو آپ کی بیوہ اسماء بنت عمیس سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے نکاح کر لیا۔ اسماء کا لڑکا محمدؐ ساتھ آیا جس کی حضرت علی نے بڑی محبت سے پرورش کی۔ تحفۃ الاحباب فی تاریخ الاصحاب۔ صفحہ ۵۵ بحوالہ فیض الاسلام علی المرتضیٰ نمبر ۶۳)

حضرت سیّدنا صدیق اکبرؓ

غلام رسول ازہر

کلیمِ اوّلِ سینائے ما، دمسازِ پیغمبر
نصیبش جلوۂ انوارِ رحمت ہر نفس یکسر
سراپا آئنہ، عکسِ جمالِ دلبرِ خوشتر
کہ در حسن و لطافت آں گلِ نازک ادا اکمر
زر افشاں نوریاں بر اُو خوش رو نسے، خوشا منظر
متاعِ زندگی نذرِ ولااش آں وفا خوگر
وہ جس نے ذوق و شوقِ آرزو سے صد جہاں پیدا
عتیقِ محترم ہے، وہ رفیقِ محسنِ اعظمؐ
جو اونٹوں کی نگہبانی سے پہنچا تا جہانبانی
ادب پروردہ حسن رفاقت دودماں جس کا

اَمَنّ الناس بر مولائے ما ہمدم یقیں پرور
ز شمعِ حسنِ انوارش منوّر آں رُخِ انور
ز آبِ رودِ کوثر، آں خلیلے خوش نظر گوہر
کہ در ہمت عزیمت پیل تن، کوہ گراں یکسر
گلِ رعنا گلستانِ محبت، آں نظر پرور
بادُو کافی رسولُ اللہ، آں مردِ غنی، از ہر
وہ جس کا ہر نفس مثلِ صبا خوشتر، چمن پرور
جو عبداللہ بنا ہے، عبدِ کعبہ سے وہ بختاور
وہی بوبکرؓ لاثانی، وہی ایثار کا پیکر
وہی صدیقِ اکبر ہے مہ و خورشید سے بڑھ کر

خدا کے آخری شہکار کا وہ والہ و شیدا
ادب گاہِ محبت میں رُخِ زیبا ہے زیبا تر

کبھی مکے کی گلیوں کا، مدینے کا کبھی ساتھی
حضر میں اور سفر میں ہے شریکِ کارِ پیغمبر

جوانانِ عرب میں اولیں شاہد نبوت کا
خدا کی رحمتیں اُس پر، علیؓ، زیدؓ و خدیجہؓ پر

سمایا جس کے سر میں رات دن بس ایک ہی سودا
چڑھے اسلام کا سورج، رہے روشن سے روشن تر

غلاموں کا نگہباں، چارہ گر، دورِ غلامی میں
رہائی سے بلالؓ خوش اذاں کی جو گرامی تر،

وہ جس نے دینِ حق کی راہ میں سو سختیاں جھیلیں
نہ آنچ آنے دی پر جس نے کبھی ذاتِ پیمبرؐ پر

وہ جس نے واقعہ معراج کا سن کر کہا سب سے
مجھے یا رو، یقیں حق الیقیں ہے اپنے صاحب پر

رہا وہ مدتوں ہم میں، پلا ہے سامنے سب کے
نظر سے دیکھتا جو آپ ہے، کرتا عیاں ہم پر

اگر اس نے کہا سارے مظاہر اس نے دیکھے ہیں
سخن سازی نہیں اسمیں، ہے سچا قول میں یکسر

رہِ ہجرت میں آنحضرتؐ کا غارِ ثور کا ساتھی
سبھی توشہ کیا جس نے نچھاور اپنے ہادی پر

وہ جس کا تذکرہ آیاتِ قرآں سے مشرف ہے
وہی "ثانی اثنین" وہی "فی الغار" کا منظر

پریشاں کر گئی جس کو محبت کی فراوانی
عقب میں جب رسول اللہ کے دشمن چڑھے سر پر

کہا ساتھی سے "لَا تَحْزَنْ" خدا ساتھی ہمارا ہے
رسول اللہ نے جس کو تسلی آپ دی بڑھ کر

رفاقت میں رسول اللہ کی کامل ہوا ایسا
کہ ہے اک اک ادا اُس کی نظر افروز و جاں پرور

سواری جب رسول اللہ کی پہنچی مدینے میں
سرِ اقدسؐ پہ سایہ کر رہی تھی آپ کی چادر

کہ خوشنودی رسولؐ اللہ کی مطلوب تھی اسکو
محبت کے لطائف میں کوئی اس کا نہیں ہمسر

وہ اخلاص و وفا میں، پیکرِ یکتا شجاعت میں
رفیقِ بدر، دکھلائے جوانمردی کے جو جوہر

وہ اُمّ المومنینؓ محبوب تھی جو ذاتِ اقدسؐ کو
وہ جس کا قولِ فیصل معتبر خلقِ پیغمبرؐ پہ

ردائے نور جس کے واسطے قرآں میں آئی
وہ جس سے اِفک و بہتان کا چلا جھکڑ تھا یکسر

وہ جس نے محصناتِ دہر کو حفظ و اماں دی ہے
مصیبت بن کے رہ جاتی ہیں جھوٹی تہمتیں جن پر

وہ صدیقہؓ، عفیفہؓ، عائشہؓ جس کا جگر گوشہ
وہی صدیقِ اکبرؓ ہیں، حمیراؓ کے اَب اطہرؓ

وہ جس کے ہوش تھے قائم اٹھے جب ہوش یاروں کے
وہ جس کی گفتگو تھی اعتماد افزا، سکوں پرور

محمدؐ ہو گئے رخصت مگر اللہ باقی ہے
یقیں جس کا نظر افروز تھا ربِ محمدؐ پر

امامت سونپ دی جس کو دمِ آخر پیمبرؐ نے
امیرِ ملتِ بیضا، ہمارے پیشوا، رہبر

وہ فیضان یافتہ حسنِ دبستانِ نبوت کا
مکمل کامل و اکمل نمونہ، خوش نظر پیکر

خلیفہ ہو کے بھی جو بکریوں کا دودھ دوہتا تھا
کہاں ہے سادگی، خدمت میں ایسا خوش نظر پیکر

رموزِ سلطنت میں قافلہ سالارِ ابراراں | خلافت کا تصور معتبر جس کی امارت پہ

بنایا میں گیا حاکم ہوں گو، تم پہ، سنو، لوگو | میں تم جیسا ہی انساں ہوں مگر تم سے نہیں بہتر

اگر بھٹکوں رہِ حق سے مجھے روکو، مجھے ٹوکو | یہی راہِ عمل رمزِ حکومت جس میں ہے مضمر

کہا جس نے خیانت کذب، سچائی امانت ہے | ضعیفوں کا محافظ تھا، قوی تھا جن کا حق اُن پر

نہ پہنچے جب تلک حقدار کو حق مضطرب رہتا | قوی کمزور تھے جس کے قریں، وہ معدلت گستر

وہ جس کے سامنے فتنے اُٹھے اور سو گئے آخر | وہ جس کی ہمتِ عالی پہ سارے رہ گئے ششدر

جہاد فی سبیل اللہ کا عقدہ کُشا ایسا | نہ روکے پُرخطر میداں، اُسے گھاٹی نہ دشت و در

وہ جس کا ہر عمل ذاتِ نبیؐ کا حسنِ آئینہ | وہی جیشِ اُسامہؓ ہے، اسامہؓ ہے سرِ لشکر

چلا جو پاپیادہ ساتھ ساتھ اُس میرِ لشکر کے | غبار آلود راہِ حق میں تھے جس کے قدم یکسر

وہ جس کو دیکھ کر ارض و سما سے یہ ندا آئی | خوشا راہی سرِ رہ ہے، خوشا اسوار خوش منظر

جو سیف اللہؓ کا جوہر شناس و قدرداں ایسا | رکھا اس کو مُسلّط آپ نے کُفّار کے سر پہ

اطاعت میں رسول اللہ کے نقشِ قدم پر وہ | ہمیشہ گامزن تھا، تیز تر، خوش تر، خجستہ تر

وہ جس کا قولِ فیصل آج بھی ہے رہنما اپنا | نہ کر اس کی اطاعت جو رہِ حق سے چلے ہٹ کر

غریبوں، بے سہاروں اور محتاجوں کا رکھوالا | غلاموں بے نواؤں اور بیواؤں کا چارہ گر

کہا جس نے پرانے پارچوں میں مجھ کو کفنانا | کہ زندوں کا نئے کپڑوں پہ حق مُردوں سے ہے بڑھ کر

کوئی بڑھ کر کہے اس سے، کوئی بڑھ کر کرے آگے | یہ کیسا قولِ محکم ہے، یہ ہے کیسا عمل خوشتر

دمِ آخر اثاثہ بیچ کر جس نے تھا بھجوایا | کہ بیت المال کا حبہ تلک تھا بارِ جاں اُس پر

وہ جس کے اقربا، ماں، باپ، بیوی، بیٹیاں بیٹے | رفاقت میں ہیں مثلِ کہکشاں، شمس و قمر، اختر

رسالت کا مصدّق، الامیں کا چاہنے والا | رفیقِ جلوت و خلوت، سراپا عشق کا مظہر

رسولؐ اللہ کے پہلو میں آسودہ ابد تک ہے | وہ یارِ غار اُس کا، وہ رفیقِ محترم، ازہر

شہِ بطحاؐ کا صاحبؓ، ازہر ہے کس کا مولا ہے
ہوں لاکھوں رحمتیں اُس پہ، ہوں لاکھوں ہی سلام اُس پر

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے خطبے

جب یکم ربیع الاوّل ۱۱ھ کو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رُوح پاک عالم قدس کو سدھاری تو جناب صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرہ مبارک میں آئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو کپڑے سے ڈھک دیا گیا تھا۔ آپ نے حضورؐ کے روئے مطہر سے کپڑا ہٹایا اور کہا:۔

میرا باپ اور میری ماں آپؐ پر قربان، آپ زندگی میں بھی پاک تھے اور موت میں بھی پاک ہیں۔ آپؐ کی موت سے نبوت اس طرح سے منقطع ہوگئی۔ جس طرح نبیوں میں سے کسی نبی کی موت سے نہ ہوئی تھی۔ آپؐ وصف وبیان سے بالاتر ہیں اور اس سے جلیل ترکہ آپؐ پر رو کر دل کی بھڑاس نکالی جاسکے۔ گو (مناقب نبوت) سے آپؐ نے خصوصیت پائی، تاہم (موت سے مفر نہ تھا) اس سے آپ اوروں کی تسلی کا موجب بنے آپؐ کی جدائی کی مصیبت نے سب کو گھیر لیا اور آپکے غم میں آپؐ کے اقربا اور ہم سب برابر ہوگئے۔ اگر آپؐ نے خود موت کو اختیار نہ کیا ہوتا تو آپؐ کی موت کی وجہ سے ہم اپنی جانیں قربان کر دیتے۔ اور اگر آپؐ نے خود رونے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آنسو بہانے والی رگوں کا پانی رو رو کر ختم کر دیتے تاہم جس چیز کو ہم دور نہیں کر سکتے وہ اندوہ نہانی ہے اور جانکاہ صدمۂ جدائی۔ اس نے ہمیں گھیر لیا ہے۔ یہ ہمیں ترک نہیں کرتا۔ اے اللہ! آپؐ کو ہمارا سلام پہنچائیو! اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس ہمیں بھی یاد رکھیو! جو تسکین آپؐ نے پیچھے چھوڑی وہ نہ ہوتی تو جو وحشت آپؐ کے بعد یہاں موجود ہے۔ ہم اس کا مقابلہ نہ کرسکتے۔ اے اللہ! اپنے نبیؐ کو ہمارا پیغام پہنچا دیجیو! اور آپؐ کو ہمارے درمیان محفوظ رکھیو!"

اس والہانہ خطاب کے بعد آپ حجرۂ مبارک کے باہر آئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یقین نہ آتا تھا کہ حضورؐ نے دنیا کو الوداع کہا ہے۔ خصوصاً حضرت عمرؓ اس حد تک بے تاب تھے کہ انہوں نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ اگر کوئی کہیگا

کہ حضور نے وفات پائی تو میں اس کا سر اڑا دوں گا۔ دوسرے صحابی بھی شدید کرب و اضطراب اور انتہائی تب و تاب میں مبتلا تھے حضرت صدیقؓ نے لوگوں کو مخاطب کیا اور کہا:۔

اشھد ان لآ الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ و اشھد ان سیدنا محمدًا عبدہ و رسولہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے اور کوئی معبود نہیں۔ یگانہ جس کا کوئی ساجھی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارا سردار محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے) میں گواہی دیتا ہوں کہ کتاب (اللہ) ویسی ہے جیسی وہ نازل ہوئی اور یہ کہ دین کی راہ اسی طرح ہے جس طرح رسول اللہ نے اسے دکھایا۔ اور حدیث اسی طرح ہے جس طرح آپؐ نے کہی اور بات وہی ہے جو آپؐ نے فرمائی اور یہ کہ اللہ حق مبین ہے۔ اس ے

اس کے بعد آپ نے اور بہت کچھ کہا۔ پھر فرمایا:۔

اے لوگو! جو محمدؐ کو پوجتا تھا اُسے معلوم ہو کہ محمدؐ فوت ہو گئے۔ ہاں، جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اُسے معلوم ہو کہ اللہ حیّ لایموت ہے۔ زندہ جو کبھی نہیں مرتا۔ اور اللہ نے آپؐ کے بارے میں تمہیں پہلے سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس آگاہی کو، صبوری کی وجہ سے نظر انداز نہ کر دو۔ اللہ نے اپنے نبیؐ کے لئے وہ نعیم اخروی پسند کی ہے جو اس کے پاس ہے۔ اور اسے ان چیزوں پر ترجیح دی ہے جو تمہارے پاس ہیں اور تمہارے درمیان اپنی کتاب اور اپنے نبیؐ کے طریق (یعنی آپؐ کی سنت) کو چھوڑا ہے۔ جو ان سے متمسک ہوا، اس نے حق کو پہچانا، اور جس نے ان کے درمیان فرق کیا وہ منکر ہوا اور اس نے حق کو نہ پایا) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ (اے ایمان والو! عدل پر قائم رہنے والے بنو!) شیطان تمہارے نبیؐ کی وفات کی وجہ سے تمہیں الجھن میں نہ پھنسا دے اور فتنے میں الجھا کر تمہیں تمہارے دین سے غافل نہ کر دے۔ جس بات سے تم اسے عاجز کر سکتے ہو، اسے بعجلت تمام ظہور میں لاؤ اور اسے اتنی مہلت نہ دو کہ وہ تمہارے پاس آئے۔

۲

پہلی ربیع الاوّل ۱۱ھ کو یعنی اسی دن، جس روز حضورؐ کا وصال ہوا۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکرؓ سے لوگوں نے بیعت کی۔ بنو ساعدہ انصار کے قبیلہ خزرج کی ایک شاخ ہیں۔ سقیفہ صفّے کو کہتے ہیں، یعنی مکان کے دروازے کے آگے کا مسقف برآمدہ سا، کبھی اس صفے کی کڑیاں مقابل کے مکانوں کے اوپر رکھی ہوتی ہیں اور اس سے گلی کا وہ حصہ جو کسی مکان کے آگے ہو پاٹا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ بنو ساعدہ

کے بیٹھنے اٹھنے کی جگہ اس صُفّے میں تھی اور اسی میں پیر کے روز بیعت ہوئی۔ پھر اگلے دن منگل کو بیعت عام منعقد ہوئی۔ بیعت کے بعد آپ نے تقریر کی۔ جس میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا:۔

لوگو! میں تمہارا والی قرار دیا گیا ہوں، گو میں تم سے بہتر نہیں ہوں، اگر تم دیکھو کہ میں حق و راستی پر ہوں تو میری مدد کرو، اور اگر دیکھو کہ میں غلطی پر ہوں تو مجھے راہِ صواب دکھاؤ، جب تک میں تمہارے بارے میں اللہ کی اطاعت کروں میری اطاعت کرو اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت تم پر واجب نہیں۔ آگاہ رہو کہ وہ شخص میرے نزدیک قوی ترین شخص ہے جب تک کہ میں اس کا حق اس کو نہ دے دوں اور تم میں سے قوی شخص میرے نزدیک ضعیف ترین شخص ہے جب تک میں اُس سے کسی کا واجب حق دلوا نہ لوں، میں یہ بات کہتا ہوں اور اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں"

— ۳ —

ایک اور خطبے میں حمد و ثنا اور تشہد کے بعد کہا:۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول تھے جنہیں اس نے ہدایت اور دینِ حق دے کر تمام لوگوں کی طرف بھیجا تاکہ اس دین کو اور تمام دینوں پر غالب رکھے۔ مشرکین کو بُرا ہی لگیں، نیز اسے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، اور ان کے خلاف حجت بنا کر بھیجا لوگ اس وقت جاہلیت کی تاریکیوں میں بُرے حال میں گزر رہے تھے ان کا دین بدعت، ان کا دعویٰ جھوٹا تھا۔ اللہ نے اپنے دین کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے معزز کیا اور تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے یعنی دوزخ کے کنارے آ لگے تھے پھر اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔ پس اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ کیونکہ اللہ عزّوجلّ نے فرمایا! جس نے رسولؐ کا حکم مانا اس نے اللہ ہی کا حکم مانا، اور جو پھر بیٹھا تو اے پیغمبر، تم سے اس کی کچھ بازپرس نہ ہوگی۔ کیونکہ ہم نے تمہیں ان لوگوں کا پاسبان بنا کر نہیں بھیجا (م (النساء: ۸۰) اس کے بعد لوگو! میں تمہیں ہر بات میں اور ہر حال میں اللہ بزرگ و برتر کے تقوے کی وصیت کرتا ہوں اور یہ بھی، کہ ہر معاملے میں حق کو چمٹے رہو، خواہ وہ امر تمہیں پسند ہو یا ناپسند، کیونکہ جو بات سچ کے مرتبے سے فروتر ہے، اس میں کوئی بھلائی نہیں جو شخص جھوٹ بولتا ہے وہ حق سے روگردانی کرتا ہے اور جو حق سے روگردانی کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور فخر سے بچو، وہ کیا فخر کریگا جو مٹی سے پیدا کیا گیا اور مٹی ہی کی طرف اسے لوٹ کر جانا ہوگا، وہ آج زندہ، تو کل مردہ، پس (نیک) عمل کرو اور اپنا شمار مُردوں میں کرو۔ جو بات تم کو مشتبہ معلوم ہو

اس کے علم کو اللہ کی طرف لوٹا دو اور اپنے لیئے بھلائی کو آگے بھیجو، اسے تم موجود پاؤ گے اس لئے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا لوگو اس دن کو پیش نظر رکھو، جب کہ ہر شخص جو کچھ بھلائی (دنیا میں) کر گیا ہے (خدا کے ہاں چل کر) اسے موجود پائے گا اور (عمل بد) جو کچھ برائی کر گیا ہے اسے بھی موجود پائے گا اور آرزو کرے گا کہ اے کاش اس میں اور اس (دن) میں زمانہ دراز حائل ہوتا۔ اور اللہ تمہیں اپنے (جلال) سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پہ حد درجے کی شفقت بھی رکھتا ہے۔" پس اے اللہ کے بندو! اللہ کے عقاب سے ڈرو، اور اس کا خوف دل میں رکھو۔ اور جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو اور جان لو کہ اپنے پروردگار کے سامنے حاضر ہونے سے کوئی چارہ نہیں اور تمام چھوٹے اور بڑے اعمال کا بدلہ ملنے سے کوئی مفر نہیں، سوا ان اعمال کے جو اللہ بخش دے بے شک وہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ پس اپنے نفسوں کو بچاؤ! اور وہ ذات جس سے اعانت طلب کرنا چاہیئے۔ وہ اللہ پاک ہی کی ذات ہے۔ سوا اللہ کی مدد کے نہ کوئی حیلہ ہے نہ توانائی، بے شک اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبرؐ پر درود بھیجتے رہتے ہیں (تو) مسلمانو! (تم بھی) پیغمبرؐ پر درود اور سلام بھیجتے رہو، بارالہا! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں، درود بھیج! اپنی مخلوق میں سے کسی پہ جو درود تو نے بھیجا اس سے افضل اور اعلیٰ درود۔ اور ہمیں بھی ان پہ درود بھیجنے سے پاکیزہ بنا اور ہمیں ان سے ملا۔ اور آپ کے زمرے میں محشور کر، اور آپ کے حوض پہ ہمیں حاضر کر! بار خدا، اپنی اطاعت پہ ہمیں مدد دے اور اپنے دشمنوں کے خلاف ہمیں نصرت دے۔"

وصیتیں

آپ نے حضرت ابوبکرؓ کے خطبے سنے۔ اب ہم ان کی چند وصیتیں بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی کل مدت ۲ سال ۳ مہینے اور کچھ دن تھی۔ یہ مدت گو بالکل کم تھی، مگر اس میں نہایت اہم واقعات پیش آئے بہت سے عرب قبائل آنحضرتؐ کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا اور انھیں راہ راست پر لائے۔ یمامہ میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کی بغاوت کو دبایا یمامہ فتح ہوا۔ سنہ ۱۲ھ کے حج کے بعد مدینہ شریف میں واپس آکر آپ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کی سرکردگی میں شام کو ایک مہم روانہ کی۔ حضرت اسامہؓ کے والد زیدؓ بن حارث موالی رسول میں سے تھے۔ آنحضرتؐ نے انھیں امیر جیش بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا، وہ ۸ھ میں اُبنیٰ میں شہید ہوئے۔ جو مُوتہ کے قریب شام کے مشرقی علاقے میں واقع ہے۔ حضورؐ نے اب اسامہؓ کو امیر جیش بنا کر مُوتہ کی طرف بھیجنے کی تیاری کی، مگر ان کی روانگی سے پہلے حضورؐ نے انتقال فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے اسامہ کو اس مہم پر روانہ

کیا، گو ان کی عمر اس وقت ۲۰ یا ۱۸ برس کی تھی۔ اس لشکر کی روانگی کے وقت حضرت ابوبکرؓ نے اسامہؓ اور ان کے لشکر کو جو وصیت کی
آپ نے فرمایا! "لوگو ٹھہرو! میں تمہیں دس نصیحتیں کرنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھ سے سنو اور یاد رکھو: مال غنیمت کے بارے
میں ناراستی نہ برتنا اور غدر نہ کرنا، کشتوں کے ناک کان نہ کاٹنا، چھوٹے بچوں کو قتل نہ کرنا، نہ کسی بڑے بوڑھے کو اور
نہ کسی عورت کو، کسی کھجور کے درخت کو جڑ سے نہ کاٹنا، بکری، گائے، اونٹ کو خوراک کی ضرورت کے سوا ذبح نہ کرنا
عنقریب تمہارا گزر ایسے لوگوں یعنی نصاریٰ پر ہوگا۔ جنہوں نے خود کو ہر چیز سے جدا کر کے صومعوں کے لئے وقف کر
رکھا ہے۔ انھیں ان کے حال پر چھوڑ کر اپنے شغل میں مشغول رہنے دینا اور عنقریب تم ایسے لوگوں کے پاس جاؤ گے
جو تمہارے لئے طرح طرح کے کھانے برتنوں میں رکھ کر لائیں گے۔ جب تم ان میں سے مختلف کھانے کھاؤ گے
تو بسم اللہ پڑھنا۔ اور تم ایسے لوگوں کو بھی پاؤ گے۔ جنہوں نے سر کو بیچ میں سے منڈوا رکھا ہے اور گرد اگرد بال
سر بندوں کی شکل میں چھوڑ رکھے ہیں۔ انھیں تلوار مارو۔ اب اللہ کا نام لے کر سدھارو۔ (یہ سر کو بیچ میں سے
منڈوانے والے وہ راہب تھے جو رومیوں کی فوج کی کمک کے لئے آئے اور لوگوں کو عربوں کے خلاف
مشتعل کرتے تھے)

حضرت خالدؓ بن الولید کو آپ نے یوں مخاطب کیا۔

اللہ کی برکت کے ساتھ روانہ ہو، جب تم دشمن کے علاقے میں داخل ہو، تو ٹیلے سے دور رہو۔ اس
لئے کہ مجھے کھٹکا ہے کہ شکست خوردہ دشمن واپس لوٹ کر تم پہ دوبارہ حملہ نہ کر دے۔ زاد راہ سے قوت
حاصل کرو اور راستہ بتلانے والوں کی مدد سے راستہ طے کرو۔ کسی زخمی سپاہی سے نہ لڑو۔ اس لئے کہ اس کے
بدن کا ایک حصہ بے کار ہو گیا ہے۔ شبخون سے چوکنا رہنا چاہیئے۔ اس لئے کہ عرب غافل ہو جایا کرتے ہیں۔
بات کم کرو، اس لئے کہ تمہاری کی ہوئی بات صرف وہی ہے جو سننے والے کو یاد رہ سکے، لوگ اپنے آپ کو جس طرح
سے ظاہر کرتے ہیں وہ قبول کرو اور ان کے باطن کے بارے میں انھیں اللہ کے سپرد کر دو۔ اب میں تمہیں اللہ
کو سونپتا ہوں، وہ ذات جس کو سونپی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں۔"

خالد بن سعید بن العاص کی جگہ شام کو فتح کرنے کے لئے حضرت ابوبکرؓ نے یزید بن ابی سفیان کو بھیجا جن
کو یزید الخیر بھی کہتے ہیں۔ انھیں یہ وصیت کی:۔

میں نے تمہیں یہ مہم سپرد کی ہے اس لئے کہ تمہیں آزماؤں اور تجربہ سے تمہارا حال معلوم کروں اور تمہیں
مشق کا موقع دوں اگر تم امتحان میں پورے اترے تو تم نہ صرف اپنے عہدے پر قائم رہو گے بلکہ اس میں اضافہ

بھی کیا جائے گا۔ لیکن اگر تم کامیاب ثابت نہ ہوئے تو میں تمہیں علیحدہ کر دوں گا۔ پس اللہ کا تقویٰ اپنے لئے لازم جانو۔ اس لئے کہ وہ تمہارے باطن کو اسی طرح دیکھتا ہے جس طرح وہ تمہارے ظاہر کو وہ آدمی اللہ سے نزدیک تر ہے جو اسے اوروں سے زیادہ درست رکھتا ہے۔ اور وہ آدمی اللہ سے زیادہ قریب ہے جو اپنے عمل کی وجہ سے زیادہ تقرب رکھتا ہے۔ میں نے تمہیں خالد بن سعید بن العاص کا عہدہ دیا ہے پس جاہلیت کے کبر و فخر سے بچتے رہنا۔ اس لئے کہ اللہ کو اس سے اور کبر والوں سے دشمنی ہے۔ جب تم اپنے لشکریوں میں آؤ تو ان سے خوش صحبتی سے پیش آؤ۔ ان سے نیک سلوک کرنے میں پہل کرو اور نیک سلوک کا ان سے وعدہ بھی کرو۔ انھیں نصیحت کرو تو اختصار برتو، اس لئے کہ طول کلام کا ایک حصّہ دوسرے حصّے کو بھُلا دیتا ہے۔ اپنی اصلاح کرو۔ لوگوں کی اصلاح آپ سے آپ ہو جائے گی۔ نمازیں وقت پر ادا کرو اور پورے رکوع سجود اور خضوع و خشوع کے ساتھ ادا کرو۔ دشمن کے قاصد آئیں تو ان کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ مگر انھیں زیادہ نہ ٹھہراؤ تاکہ تمہارے لشکر سے جائیں تو احوالِ لشکر سے بے خبر جائیں۔ زیادہ ٹھہریں گے تو تمہارے لشکر کی کمزوریوں سے واقف ہو جائیں گے اور تمہیں پوری طرح سے جان لیں گے۔ انھیں وہاں ٹھہراؤ جہاں تمہارے لشکر کی کثرت ہے۔ ان سے بات چیت خود کرو۔ یہ کام اپنے آدمیوں کے سپرد نہ کرو۔ اپنے اسرار ظاہر نہ کرو تاکہ تمہارے کام بگڑ نہ جائیں جب لوگوں سے مشورہ کرو تو سچ بولو، مشورہ دینے والے بھی سچا مشورہ دیں گے۔ مشیروں سے خبریں نہ چھپاؤ۔ ورنہ اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر لوگے۔ رات کو دوستوں کے ساتھ مجلس جماؤ۔ تمہیں اِدھر اُدھر کی خبریں خود بخود پہنچ جائیں گی اور پردے اٹھ جائیں گے، پہرہ داروں کی تعداد بڑھاؤ اور انھیں لشکر میں پھیلا دو اور ان کی چوکیوں پر ناگہانی طور پر ان کو اطلاع دیئے بغیر خود پہنچ جاؤ جسے پہرے میں غافل پاؤ اسے خوب سرزنش کرو مگر حد سے زیادہ نہیں۔ اور رات کو ان کے درمیان عقب سے آؤ۔ رات کے ان پہرہ داروں کو جو نوبت اوّل میں پہرے پر کھڑے ہوتے ہیں۔ نوبت دوم والوں سے لمبی ڈیوٹی دو۔ اس لئے کہ ان کی ڈیوٹی دن سے قریب ہے۔ مستحق عقوبت کو سزا دینے میں نہ ڈرو، نہ اس میں اصرار اور جلدی کرو، نہ عقوبت کے جاری کرنے میں ڈھیل دکھاؤ لشکر والوں سے غافل نہ ہو کہ وہ بگڑ جائیں مگر اتنا تجسس بھی نہ کرو کہ انھیں رسوا کر دے۔ لوگوں کے بھیدوں کا بھانڈا نہ پھوڑو اور ان کے ظاہر کو کافی سمجھو، ہرزہ گو بے ہودہ لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھو، اہل صدق و وفا کی مجلس میں بیٹھو۔ دلیری سے جنگ کرو، بزدلی نہ دکھاؤ کہ اس سے سب کو بزدل بنا دوگے۔ خیانت کاروں سے بچو، ایسا آدمی مفلسی کو قریب لاتا ہے اور نصرت الٰہی کو پرے ہٹاتا ہے۔ عنقریب تمہیں ایسے نصرانی لوگ ملیں گے جو دنیا سے منہ موڑ کر اپنے صومعوں میں گوشہ نشین ہو چکے ہیں

انھیں اپنے شغل میں مصروف رہنے دو اور ان سے تعرض نہ کرو۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو یوں وصیت کی۔

''میں اپنے بعد آپ کو اپنا جانشین بناتا ہوں اور آپ کو اللہ کے تقوے کی وصیت کرتا ہوں۔ اللہ کے لئے ایک عمل کیا جاتا ہے جسے وہ دن میں ایک عمل کیا جاتا ہے جسے وہ رات کو قبول نہیں کرتا۔ نفل قبول نہیں ہوتے جب تک فرض ادا نہ کئے جائیں۔ پلڑے صرف انہی کے بھاری ہوں گے جن کے پلڑے قیامت کے دن دنیا میں حق کی پیروی کرنے اور حق کے بوجھ سے بھاری ہوں گے۔ اور پلڑے کے لئے یہ طے شدہ ہے کہ اس میں سوائے حق کے اور کوئی ایسی چیز رکھی نہیں جا سکتی جو وزن دار ہو، اور پلڑے قیامت کے دن صرف انھیں کے ہلکے ہوں گے جنہوں نے باطل کی پیروی کی اور وہ باطل ان کے لئے پلڑے کے ہلکے ہونے کا باعث بنا اور پلڑے کے لئے یہ طے شدہ ہے کہ اس کے ہلکے ہونے کے لئے سوا باطل کے اور کوئی چیز نہیں۔ اللہ نے جنتیوں کا ذکر کیا تو ان کے اعمال کی خوبیوں کا ذکر کیا، اور ان کی برائیوں سے تجاوز کیا۔ جب میں اہل جنت کو خیال میں لاتا ہوں تو میں کہتا ہوں مجھے ڈر ہے [illegible] میں سے ہوں۔ اللہ نے دوزخیوں کا ذکر کیا، تو ان کی بڑی بڑی بداعمالیوں کا ذکر کیا اور ان کے اعمال خوب کا [illegible] نہیں کیا۔ جب میں انھیں خیال میں لاتا ہوں تو میں کہتا ہوں مجھے اللہ سے اُمید ہے کہ میں ان میں سے نہ ہوں گا، اور اللہ نے جہاں عذاب کی آیات بیان فرمائیں تو اس کے ساتھ رحمت کی آیات بھی بیان فرمائیں تاکہ بندہ رغبت بھی کرے اور خوف بھی۔ اور اللہ سے راستی اور حق کے سوا کسی چیز کی تمنا نہ کرے اور اپنے ہاتھوں اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالے۔ اگر آپ نے میری وصیت کو یاد رکھا تو کوئی غائب آپ کے نزدیک موت سے زیادہ محبوب نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ ضرور آتے گی، اور اگر آپ نے میری وصیت کو ضائع کیا تو کوئی غائب آپ کے نزدیک موت سے زیادہ خوار و بدنظر نہ آئے گا اور آپ اللہ تعالیٰ کو عاجز و ناتواں نہ پائیں گے۔''

''کتاب العقد'' میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا آخری وقت آ پہنچا تو آپ نے ایک وصیت نامہ لکھا اور اسے حضرت عثمانؓ اور ایک انصاری کے ہاتھ بھیجا کہ لوگوں کو پڑھ کر سنائیں۔ لوگ اکٹھے ہوتے تو انہوں نے کہا: یہ وصیت نامہ ابوبکرؓ ہے۔ اگر تمھیں یہ منظور ہے تو ہم بھی اسے منظور کریں گے۔ اگر تمھیں یہ منظور نہیں تو ہم اسے لوٹا دیں گے۔ وہ وصیت نامہ یہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ ابوبکر بن ابی قحافہ کا وصیت نامہ ہے۔ ان آخری لمحوں میں جب وہ دُنیا سے نکل رہا تھا اور ان اوّلین لمحوں میں جب وُہ آخرت میں داخل ہو

رہا تھا۔ اور یہ وہ وقت ہے جس میں کافر ایمان لاتا ہے، فاجر شقاوت محسوس کرتا ہے۔ اور جھوٹا بھی سچ بولتا ہے۔ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو تم پر امیر مقرر کیا ہے۔ اگر وہ عدل و تقویٰ پر کاربند رہے تو اس کی نسبت مجھے یہی گمان اور یہی اُمید ہے اور اگر اس نے خود کو بدلا اور متغیر کیا تو میری نیت نیک ہے اور غیب کا علم سوا خدا کے کسی کو نہیں۔
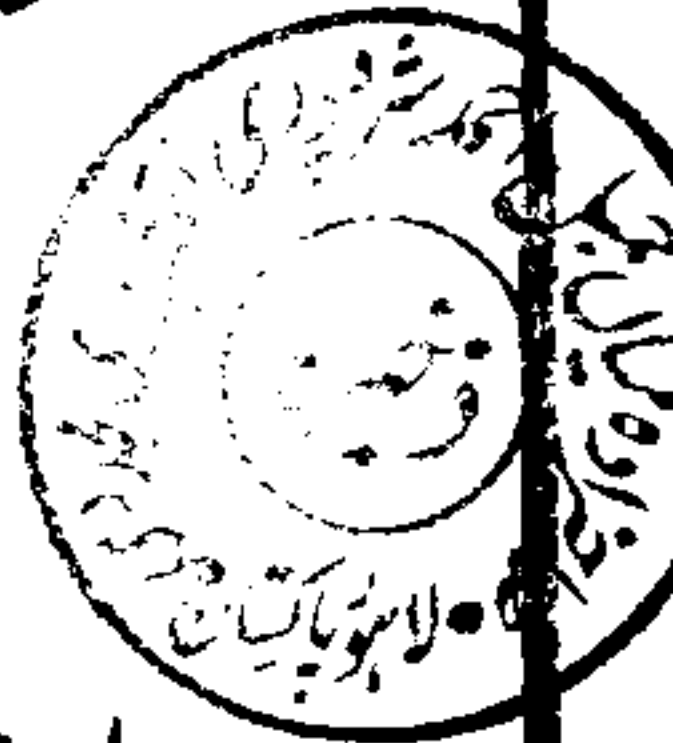
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتبہ نورِ اسلام شرقپور شریف کی مطبوعات

- صدائے حق ---------- از حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- تنویرِ حرم ---------- از حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- منیۃ المصلی ----------
- ارشادات مجددؒ ---------- مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- مسلک مجددؒ ---------- مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- مقالاتِ یومِ مجددؒ ---------- مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- مناسکِ حج ---------- مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- الجذبۃ الشوقیہ ----------
- سرہند شریف ---------- تلخیص از کتاب حسین حلمی ایشیق بن سعید استنبولی
- المنتخبات من المکتوبات امام ربانی مجدد الالف ثانی
- ماہنامہ نورِ اسلام کا شیر ربانی نمبر ---- مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- تتمہ معارج نبوت ---------- از حضرت ملا معین واعظ کاشفی ہروی رحمۃ اللہ علیہ
- ماہنامہ نورِ اسلام کا امام اعظمؒ نمبر ---- مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- ماہنامہ نورِ اسلام کا اولیائے نقشبند نمبر ---- مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- خزینہ معرفت ---------- از صوفی محمد ابراہیم قصوری
- حضرت مجددؒ اور ان کے ناقدین ---- از حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی دہلوی
- فضائل حضرۃ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ---- مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- مختصر حالات حضرت مجدد الف ثانیؒ ---- مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
- لمحہ فکریہ ---------- مرتبہ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

قطعات

- قطعہ اسمِ ذات ---------- از اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ
- اشعار مبارکہ ---------- از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
- اقوال ---------- حضرت سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد زمان بواری شریف رحمۃ اللہ علیہ سندھ
- قطعہ ---------- یا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز
- قطعہ ---------- یا حضرت خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
- قطعہ ۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ

بتعاون

شعبہ نشر و اشاعت المبلغین آرائیں حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

(شرق پور شریف)

طبع ہونیوالی کتب

HAZRAT MUJJIDID AND HIS CRITICS

AUTHOR :
HAZRAT MAULANA ABU-UL-HASSAN ZAID FAROOQI

Translated into English by
MIR ZAHID ALI KAMIL

Page : 328 Price : Rs. 100

تذکرہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قیمت : ۳۶ روپے

مرتبہ : حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

ملنے کا پتہ

۱- پروگریسو بکس ○ ۴۰-بی، اردو بازار، لاہور

۲- جامع مسجد شیر ربانی ○ اکبر روڈ ○ مدینہ چوک، وسن پورہ، لاہور

یا اللہ یا رسول اللہ
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
یومِ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی
گرامی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بجا طور پر آپ کے حضور
میں اپنے اس لافانی شعر میں ہدیۂ تحسین پیش کیا ہے۔
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان ○ اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
یہ ایک ناقابلِ تردید تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوؤں کی اس سازش کو
کہ ایک نیا دینی اور سیاسی نظام وضع کرکے نعوذ باللہ لوگوں کے دلوں سے اسلام اور ہادیٔ اسلام
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احترام اور وابستگی کو ختم کر دیا جائے اپنے جرأت مندانہ اور مجاہدانہ بروقت
مساعیٔ جمیلہ سے ناکام بنا دیا اور غیر مبہم انداز میں ببانگِ دہل یہ اعلان فرمایا کہ ملتِ اسلامیہ
اور شریعتِ اسلامیہ بالکل منفرد اور جداگانہ حیثیت کی حامل ہے اور اس طرح آپ نے دو قومی
نظریے کی بنیاد رکھی۔ یہ نظریہ ایک بیج تھا جس نے ۱۹۴۷ء میں پاکستان کے گلِ شاداب
کی صورت اختیار کی نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "اثبات النبوۃ"
کے ذریعے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم سے فرزندانِ توحید کی وابستگی کو مستحکم کیا اور دشمنوں کے
ہر قسم کے شکوک و شبہات کا عالمانہ انداز میں ازالہ فرمایا اسی بنا پر حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ
نے انہیں "سرمایۂ ملت کا نگہبان" قرار دیا۔ ہر پاکستانی کا دینی ملی اور اخلاقی فرض ہے کہ
یومِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ منا کر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات
کی اشاعت کا اہتمام کرے اس لیے جملہ برادرانِ اسلام سے پرزور اپیل ہے
ملک کے گوشے گوشے میں امام ربانی کی
کا پورا مہینہ
منعقد کیے جائیں اور آپ کی تعلیمات اور پیغام کو عام کیا جائے!!
پیام
الداعی الی الخیر صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ